تحريم الخمر والزنا واللواط والمعازف والعشق

طبع في المطبع الشاهجهاني الواقع

في بلدة بهوبال المحمية

في سنة ١٣٠٥ه

باداره الحافظ كرامة الله سلمه الله وعافاه

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ حمدا کثیرا لحمدا سالکا فیہ والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ وصحبہ ومن یقتفیہ اما بعد یہ رسالہ ہے بیان مین تحریم شراب و زنا و لواطہ و معازف و عشق کی ہر چند گناہ کبیرہ جو متعلق اعضا ہوتے ہین چار سو اکیس ہین لیکن یہ پانچ گناہ اس طرح کے ہین کہ ایک جہان کا جہان گویا انہی اعمال شنیعہ سے ہین گرفتار ہی مسلمانون کی مرد ہون یا عورت بہتیرے انہین کبائر مین ہی اور لوگ ان کامون کی کرنے کو کچھ عیب نہین جانتے بلکہ ان گناہون کو ہلکا سمجھکر اپنی مجلسون مین فخر کرتے ہین اور جو مال حلال یا حرام ہاتھ آتا ہی وہ انہین معاصی مین خرچ ہوتا رہتا ہی حالانکہ انجام انکا بعد موت

کی قبر میں پھر حشر میں بہت برا ہے اور جاری رہنا اسپر دنیا میں سبب خاتمہ
کا ہوتا ہے عیاذاً باللہ اس لیے ہر مسلمان پر واجب ہے کہ ان گناہوں
سے بچے یا بربادی آخرت پر راضی ہو ہمپر اسی قدر فرض ہی کہ جو کچھ
شرع شریف میں اس بابت آیا ہی ہم اوسکو سب کی کان میں ڈالدیں
ماننا نہ ماننا اونکا کام ہے

فصل بیان میں شراب خواری کے

حدیث ابو ہریرہؓ میں فرمایا ہے کہ شرابی وقت شراب پینے کی مومن
نہیں رہتا ہے رواہ الشیخان واہل السنن یعنی اوس وقت ایمان اوس سے
الگ ہوجاتا ہے وہ بے ایمان سمجھا جاتا ہے نسائی کا لفظ یہ ہے کہ جس نے
یہ کام کیا اوس نے پٹہ اسلام کا اپنی گلے سے نکال ڈالا ہاں اگر توبہ کرلیگا
تو اللہ قبول فرمانیوالا ہی ابن عمر رفعاً کہتے ہیں اللہ نے لعنت کی ہے
شراب پر اور پینے والی اور پلانے والی اور خرید کرنے والی اور بیچنے والی
اور نچوڑنے والی اور بنانیوالی اور اوٹھانے والی پر اور جس کے پاس
اوٹھا کر لیجائیں رواہ ابو داود ابن ماجہ میں ذکر آکل ثمن کا بھی کیا ہے
یعنی جو کوئی اوس کی قیمت کھای اوسپر بھی لعنت ہے یہ دس شخص ہوئی جو
زبان خدا و رسول پر ملعون ہیں انس بن مالک کی حدیث میں بھی ان دس شخصوں پر لعنت آئی
ہے رواہ ابن ماجہ ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے حافظ نے کہا اسکے سب راوی ثقہ ہیں

ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہی حافظ نے کہا اس کی سند والے
ثقہ ہیں مغیرہ بن شعبہ رفعا کہتے ہیں جو شخص شراب پیوے اوسکو چاہیے
کہ سور بھی کہا ہی رواہ ابوداؤد خطابی نے کہا یہ اس لیے کہ گناہ میں
یہ دونوں امر برابر ہیں جیسے شراب پینا ویسی ہی سور کہانا ابن عباس
کی حدیث میں فرمایا ہے میرے پاس جبریل نے آکر کہا ای محمد اللہ نے
لعنت کی ہے خمر پر اور خمر کے بنانیوالی اور صاف کرنے والی اور پینے والے
پر اور جس کے پاس اوسکو لیجائیں اور خریدار اور فروشندہ وساقی و
مستقی پر یعنی جو پلاتی اور جو پینے کی رواہ احمد باسناد صحیح وابن حبان حاکم
نے کہا ہی کہ حدیث صحیح الاسناد ہے حدیث ابوامامہ میں فرمایا ہے ایک
قوم اس امت کی رات کو کہانی پینے لہو ولعب میں بسر کریگی صبح کو بندر
وسور بنجائیگی اور خسف وقذف ہوجائیگا لوگ چرچا کرینگے کہ آج کی رات
فلان خاندان میں یا فلان گہر میں خسف ہوا ہی پہر اون پر آسمان سے
پتہر برسینگے جس طرح کہ قوم لوط علیہ السلام پر برسے تہے اور اون کے
گہروں پر قذف ہوگا اور باد عقیم چلیگی جس طرح کہ قوم عاد پر چلی تہی اور
وہ ہلاک ہوگئے تہے اور اون کے گہروں میں شراب پی جاتی تہی
اور حریر پہنا جاتا تہا اور گانے والیاں ہوتی تہیں آندہی آئیگی رواہ احمد
وابن ابی الدنیا والبیہقی یہ حادثہ اس امت میں کئی بار ہوچکا ہے اور ہوتا رہیگا

اللہ تعالی بعض جگہ اپنا عذاب ظاہر کرکے لوگون کو ہوشیار کردیتا ہے
لیکن جن کی کھنی ہین جو افعال برے ہین اونکی آنکھین ہرگز نہین کھلتین
اور نہ وہ خواب غفلت سے جاگتی ہین اونکا جاگنا جب ہی ہوگا کہ ونپر یہی
یہی بلا اوترےگی یا مرکر قبر مین جائینگے تب کہین اونکو یقین اپنے اس
انجام ناکام کا ہوگا انا سے علی بن ابی طالب نے رفعا کہا ہے کہ جب میری
امت پندرہ کام کریگی تب اونپر بلا اوترےگی پوچھا وہ کیا کام ہین کہا
جب غنیمت کو مال اور امانت کو غنیمت اور زکوۃ کو تاوان جانینگے
اور مرد جورو کا مطیع ہوگا اور ماں کا نافرمان یار سے سلوک کریگا اور باپ
سے جفا اور مسجدون مین غل وشور ہوگا اور قوم کا سردار کمینہ ہوگا آدمی
کی عزت ڈر سے اوسکی بدی کے کیجائیگی شراب خواری ہوگی حریر پہنا جائیگا
گانیوالیان اور باجے ظاہر ہون گے پچھلی امت اگلی امت پر لعنت کریگی
اس وقت مین تم ایک لال آندہی یا خسف یا مسخ کی منتظر رہو رواہ الترمذی
وقال حدیث غریب اب ہر شخص معلوم کرسکتا ہی کہ یہ سب چیزین اس امت
مین مروج ہین یا نہین سو جبکہ مروج ہین تو اب بلا کے آنے کا شکوہ ناحق
سے اسی کو غنیمت جاننا چاہیے کہ اب تک خسف ومسخ نہین ہوا اگرچہ بعد
موت کی اس خواب غفلت سے جاگ اوٹھینگے اس انجام کا یقین
کرلینا ضرور ہے خواہ یہان ہو یا وہان بلکہ منظر بصیرت مین نزدیک اہل معرفت

پانی جیسے وسیع حالت موجودہ مسلمین میں واقع ہو چکا ہے الصورت
مسخ تو ابھی نہیں ہوئی ہے تو دل تو ضرور مسخ ہو چکے ہیں الا ما شاء اللہ تعالیٰ
ہم اکثر جگہ پایا گیا فاعتبروا یا اولی الابصار حدیث ابوہریرہ
میں فرمایا ہے جب زنا کیا یا شراب پی اللہ نے اوس سے ایمان
چھین لیا جس طرح کہ کوئی شخص اپنے سر سے پیراہن اوتار لیتا ہے
رواہ الحاکم ابن عباس کا لفظ رفعا یہ ہے جو شخص ایمان رکھتا ہو اللہ اور
دن آخرت پر وہ شراب نہ پیے اور نہ مجلس شراب میں بیٹھے رواہ الطبرانی
معلوم ہوا کہ جیسے شراب کا پینا ہے ویسے ہی مجلس شراب میں حاضر ہونا
خباب بن ارت کہتے ہیں حضرت نے فرمایا ہے تو دور رہ شراب سے کہ
یہ گناہ ایجاد کرتی ہے جس طرح کہ درخت شاخیں نکالتا ہے رواہ ابن ماجہ
حدیث ابن عمر میں فرمایا ہے کہ ہر نشہ شراب ہے اور ہر نشہ حرام ہے
اور جو شخص دنیا میں شراب پیگا وہ آخرت میں نہ پیے گا رواہ الشیخان
اہل السنن مسلم کا لفظ یہ ہے کہ وہ آخرت میں محروم ہوگا خطابی و بغوی نے
کہا مراد یہ ہے کہ وہ جنت میں نجائیگا یعنی اگر بے توبہ مر گیا ہے ابو موسیٰ کا
لفظ رفعا یہ ہے کہ مدام الخمر داخل بہشت نہوگا اللہ اوسکو نہر غوطہ میں سے
پلائیگا پوچھا نہر غوطہ کیا ہے فرمایا ایک نہر ہے جو جاری ہوگی زناکار عورتوں کی شرمگاہوں
سے جسکی دوزخ کو بو اوسکے اندام کی ستائیگی رواہ احمد وابو یعلی وابن حبان

والحاکم وصححہ حدیث ابوہریرہ مین فرمایا ہے چار شخص ہین اللہ پر واجب
ہے کہ اونکو جنت مین داخل نکرے اور نہ وہان کے آرام کا مزہ چکہاوے
ایک دائم الخمر دوسرا سودخوار تیسرا مال یتیم کا کہانے والا چوتہا مان باپ
کا عاق رواہ الحاکم انس کا لفظ مرفوع یون ہے کہ نہ گہسیگا دیوار قدس
یعنی جنت مین دائم الخمر اور عاق اور دیکر احسان رکہنے والا رواہ احمد
مراد اس سے بہشت ہے یعنی یہ تین قسم کے لوگ جنان فردوس مین نجاوینگے
ابن عباس کی حدیث مین فرمایا ہے دائم الخمر اگر مر جاویگا تو اللہ سے مثل
بت پرست کی ملیگا رواہ احمد ورجالہ رجال الصحیح دوسرا لفظ انکا رفعا
یون ہے جو ملا اللہ سے اور وہ شراب پیا کرتا تہا تو مثل بت پرست کے
ملیگا رواہ ابن حبان ابو موسی نے کہا مجہکو کچہ پروا نہین ہے کہ مین شراب
پیون یا اللہ کو چہوڑ کر اس ستون کو پوجون رواہ النسائی یعنی شراب پینا
اور بت کا پوجنا برابر ہے ف حدیث ابن عمر مین فرمایا ہے تین شخص
ہین کہ حرام کیا ہے اللہ نے اونپر جنت کو ایک دائم الخمر دوسرا عاق تیسرا
دیوث جو اپنی جورو کو خبث پر برقرار رکہتا ہے رواہ احمد واللفظ لہ والنسائی
والبزار والحاکم وقال صحیح الاسناد مرقات مین کہا ہے کہ مراد لفظ خبث سے
زنا ومقدمات زنا اور سائر معاصی ہین جیسے شرب خمر وترک غسل جنابت
ونحوہا ابو ہریرہ رفعا کہتے ہین کہ جنت کی ہوا پانسو برس کی راہ سے آتی ہے

تین شخص اوسکو شتابی میں لگے ایک دیوث ترک کرنے والا دوسرا عاق تیسرا

دائم الخمر رواه الطبرانی فی الصغیر عمار بن یاسر کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ تین آدمی

ہرگز جنت میں نجائینگے دیوث اور زن مردانہ اور دائم الخمر کہا ای رسول خدا

دائم الخمر کو تو ہم پہچانتے ہین دیوث کون ہوتا ہے فرمایا الذی لا یبالی من

دخل علی اہله یعنی وہ شخص جو کچھ پروا اس بات کی نکرے کہ اوسکے گھروالون کے

پاس کون آتا جاتا ہے کہا زن مردانہ کون ہوتی ہے فرمایا جو مشابہ مردون

کے بنے رواه الطبرانی ورواته لا اعلم فیهم مجروحا وشواهده کثیرة یعنی عورت

ہوکر مردانہ جوتا پہنے یا ٹوپی لگاوی یا انگرکھہ یا جامہ پہنے یا تیرکمان رکھے

یا گھوڑے پر سوار ہو یا مرد کی سی بات چیت کرے حدیث ابن عباس میں

فرمایا ای تم بچو شراب سے کہ یہ کنجی ہے ہر بدی کی رواه الحاکم وقال صحیح

الاسناد حذیفہ کا لفظ یہ ہی کہ خمر جامع گناه ہے اور عورتین جال ہین شیطان

کی اور محبت دنیا کی سر ہے ہر گناہ کا رواه رزین آدمی نے جب شراب

پی تو اب اوس سے ہر گناہ ہوگا زنا بھی کریگا ناچ گانے بجانے میں بھی

رہیگا موہنہ سے گالی بھی بکیگا بے شرعی کے کام کریگا اپنے گناہون کا بیان

کریگا اپنے عیب کو نہ چھپائیگا لاحول ولا قوة چنانچہ اکثر شرابخوارون کا یہی

حال دیکھا گیا ہے حکایت ابن مسعود رفعا کہتے ہین ایک بادشاہ نے

اپنے آشنا سے کہا کہ [illegible]

قتل کر یا زنا کر یا سور کا گوشت کہا ورنہ تجہکو قتل کر دیا جائیگا اوسنے کہا اچہا
مین شراب پی لو نگا اوسنے جب شراب پی تو یہ ساری کام کیے حضرت ؐ نے
فرمایا جو کوئی ایک بار شراب پیتا ہے چالیس دن اوسکی نماز قبول نہین
ہوتی اور جو شخص مرا اور اوس کے پیٹ مین کوئی قطرہ شراب کا تہا تو جنت اوسپر
حرام ہوتی ہے اور اگر اندر چالیس رات کے مر گیا تو اوسکی موت جاہلیت
کی سی ہوتی ہے رواہ الطبرانی باسناد صحیح والحاکم وقال صحیح علی شرط مسلم
جو شخص ایسی دوا کہائی جسمین کوئی جز شراب کا ہے پہر مر جای تو وہ بہی
اس حکم مین داخل ہی حکایت عثمان بن عفان نے حضرت کو سنا
فرماتے تہے تم بچو ام الخبائث سے تم سے پہلے ایک شخص تہا وہ عبادت
کرتا تہا لوگون سے الگ رہتا تہا ایک عورت اوسکو چاہنے لگی اوس کے
پاس ایک خدمتگار بہیجکر بلایا اور کہا تم کو ایک گواہی کے لیے بلاتی ہون
جب وہ آیا تو عورت نے ایک ایک دروازہ جسمین وہ داخل ہوتا جاتا تہا
بند کرانا شروع کیا یہان تک کہ جب وہ خلوتگاہ تک پہونچا تو ایک چکیتی عورت
بیٹھی ہوئی اوسکو ملی اوس کے پاس ایک لڑکا اور ایک مٹکا شراب کا رکہا
تہا اوسنے کہا مینے تجہے گواہی کے لیے نہین بلایا ہے بلکہ اس لیے بلایا ہے
کہ تو اس لڑکے کو مار ڈال یا مجہسے صحبت کر یا ایک پیالہ شراب کا پی اگر تو
انکار کریگا تو مین چیخ مار کر تجہکو رسوا کرونگی اوس نے جب یہ دیکہا کہ کسیطرح

میرا جینکارا نہین ہوتا ہے تو کہا خیر ایک پیالہ شراب کا مجھے پلادو جب
ایک ساغر پیا تو کہا اور دو یہان تک کہ پیر اوس عورت سے زنا کیا
اور اوس لڑکی کو مار ڈالا سو تم شراب سے بچو واللہ ایمان اور ادمان خمر کا
کسی شخص کے سینے مین ہرگز جمع نہین ہوتا ہے دونون مین سے ایک ضرور
ہی خارج ہو جاتا ہے رواہ ابن حبان والبیہقی مرفوعا وموقوفا ہاروت ماروت
کا قصہ قرآن مین آیا ہے اونکو زہرہ نے شراب پلا کر زنا و قتل مین گرفتار
کر دیا تہا اونہون نے ہوش مین آکر عذاب دنیا کو عذاب آخرت پر اختیار
کیا رواہ احمد وابن حبان بطولہ ابن عباس کہتے ہین جب شراب حرام
ہوئی تو اصحاب ایک دوسرے کے پاس جا کر کہنے لگے کہ خمر حرام ہوئی
اور برابر شرک کے ٹہیری رواہ الطبرانی ورجالہ رجال الصحیح ابوہریرہ کا
لفظ رفعا یہی کہ جو کوئی شراب پیئیگا اللہ اوسکو آب گرم جہنم پلائیگا رواہ البزاز
حدیث جابر مین فرمایا ہے ہر نشہ حرام ہی اور اللہ کے پاس اس بات کا عہد
ہے کہ جو کوئی نشہ پیئیگا اوسکو طینۃ الخبال پلائیگا پوچہا کیا چیز ہے فرمایا پسینا
اور نچوڑ ہے دوزخیون کا رواہ مسلم والنسائی مست کے پاس فرشتے نہین
آتے اسکو بزار نے ابن عباس سے بسند صحیح روایت کیا ہے اسی طرح
جس عورت سے خاوند ناخوش ہوتا ہے یا کوئی مست ہوتا ہے تو اللہ انکی
نماز قبول نہین کرتا یہان تک کہ خاوند راضی ہو اور وہ مست ہوش مین آئے

رواہ الطبرانی وابن خزیمۃ وابن حبان والبیہقی حدیث ابوامامہ
مین فرمایا ہے میرے رب نے اپنی عزت کی قسم کہائی ہے کہ نہ
پیے گا کوئی بندہ میرے بندون مین سے ایک گھونٹ شراب
کا لیکن پلاؤن گا مین اوس کو آب گرم جہنم پہر خواہ عذاب کرون یا
بخشون اور نہ پلائیگا وہ کسی چہوٹے بچے کو کوئی گھونٹ اوس کا لیکن
پلاؤن گا مین اوس کو حمیم جہنم خواہ وہ معذب ہو یا مغفور ترک نہین
کرتا اوس کو کوئی بندہ میرے بندون مین میرے ڈر سے لیکن پلاؤنگا
مین اوس کو حظیرۃ القدس سے رواہ احمد یعنی اگر شرابی بخشا
بہی گیا تب بہی اوس کو عوض بادہ نوشی کے پہلے عذاب ہوئیگا
تب مغفرت ہوگی اور تارک خمر شراب طہور پیے گا وللہ الحمد والمنۃ
حکایت شیدا شاعر متوفی نے جب یہ مطلع کہا بیت
دائی بادہ گلگون مصفا جوہری مجلس را پرورد گاری عشق را پیغمبرے
اور شاہجہان بادشاہ کے کان تک پہونچا تو وہ نہایت غضب مین آگئے
اور کہا اس نے ام الخبائث کا وصف نازیبا کیا ہے پہر اوس کو
اپنے ملک محروسہ سے اخراج کردیا اسی طرح عالمگیر بادشاہ نے
رواج دیوان حافظ کا اپنے ملک محروسہ مین بند کردیا تہا کہ لوگ
اوس کے مطالعہ کرنے سے فاسق عاشق بنتے ہین فی الواقع شان ملوک

اسلام کی ایسی ہی ہوتی تھی حرام ہے ۔ ابن ماجہ انس رفعا کہتے ہیں جسنے
ترک کیا خمر کو اور وہ قادر ہے اوسپر تو پلاؤنگا میں اوسے حظیرۃ القدس سے
اور جسنے چھوڑ دیا پہننا حریر کا اور وہ پہن سکتا تھا تو پہناؤنگا میں اسکو
حظیرۃ القدس سے رواہ البزار باسناد حسن ابن عباس کا لفظ مرفوع یہ
ہے جسنے پیا ایک گھونٹ خمر کا قبول نہیں کرتا اللہ اوس سے تین دن
تک فرض و نفل اور جسنے ایک پیالہ پیا اوسکی نماز چالیس صبح تک پذیرا
نہیں ہوتی اور مدام الخمر کا یہ حال ہے کہ اللہ پر حق ہے کہ اوسکو نہر خبال
سے پلائے پوچھا وہ کیا ہے فرمایا پیپ دوزخیوں کی رواہ الطبرانی ابن عمر
رفعا کہتے ہیں جو مرا میری امت میں سے اور وہ شراب پیتا تھا حرام کر دیتا
ہے اللہ اوسپر شراب جنت کو اور جو مرا اور سونا پہنتا تھا حرام کر دیتا ہے
اوسپر لباس جنت کو رواہ احمد والطبرانی و رواۃ احمد ثقات بعض احادیث
میں حکم قتل کرنے شرابی کا بار چہارم میں آیا ہے لیکن یہ حکم باقی نہیں رہا منسوخ
ہو چکا ہے مگر عذاب آخرت بدستور باقی ہے حدیث ابن عمر میں آیا ہے کہ اگر
بار چہارم میں بھی توبہ نہ کی تو اللہ اوسپر غضب کرتا ہے اور نہر خبال یعنی صدید
اہل نار پلائیگا رواہ الترمذی کا بطولہ و حسنہ والحاکم و صححہ نسائی کا لفظ مرفوعا
یہ ہے کہ جسنے شراب پی اور نشہ نہوا اوسکی نماز مقبول نہیں ہے جب تک
کہ پیٹ اور رگون میں کچھ باقی ہے اور اگر مر گیا تو کافر مرا اور اگر نشہ ہوا تو پھر

چالیس دن تک کی نماز نامقبول ہے اور اگر مرگیا تو کافر مرا دوسری
روایت میں یون ہے کہ اگر مرگیا تو داخل نار ہوا ہان اگر توبہ کریگا تو اللہ
قبول کرنیوالا ہے مگر بار چہارم مین پھر وہی عصارہ اہل نار پینے کو
ملیگا رواہ ابن حبان والحاکم ونحوہ فی ابی داود وعند احمد باسناد حسن
وکذا عند البزار والطبرانی حدیث انس بن مالک مین فرمایا ہے جسنے چھوڑا
دنیا کو اور وہ مست تھا تو قبر مین بھی مست جائیگا اور مست ہی قبر سے
اوٹھیگا اور اوس کے لیے حکم آگ کا ہوگا اور وہ سکران ہوگا دوزخ مین
ایک چشمہ ہے جس سے پیپ اور خون بہتا ہے وہ اسکا طعام و شراب
ہوگا جب تک کہ آسمان و زمین ہین رواہ الاصبہانی بسند ضعیف ف
مکلف مختار نے جب نشہ کی چیز پی تو اب امام اوسکو چالیس یا کم یا زیادہ
کوڑے مارے یا جوتے لگائے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے
مارے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کوڑے اور زمانہ حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم مین کبھی ہاتھ اور کپڑے اور جوتون سے بھی مارا تھا ایک
بار کے اقرار یا دو گواہ عادل باقی رہنے سے ثبوت شرب مسکر کا ہوکر حد لازم
آتی ہے اور قتل کرنا شرابی کا بار چہارم مین منسوخ ہے

فصل بیان مین زنا کے

حدیث ابو ہریرہ مین آیا ہے کہ زانی وقت زنا کے مومن نہین رہتا ہے

رواہ الشیخان واہل السنن بزار نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ لا ایما
علی امہ من ذلک یعنی ایمان کی عزت نزدیک اللہ کے اس سے زیادہ
کہ اس وقت وہ اوس کے پاس رہے ابن مسعود رضی کہتے ہیں حلال نہیں
خون کسی مسلمان کا مگر تین شخص کا ایک بیاہا ہوا زانی دوسرے جان عوض
جان کے تیسرے تارک دین مفارق جماعت رواہ الشیخان واہل السنن
عبداللہ بن یزید نے حضرت کو سنا فرماتے تھے اے گروہ عرب کی مجھکو بڑا ڈر
تیرے زنا اور چھپی شہوت کا ہے رواہ الطبرانی باسناد صحیح مراد حرامکاری یا
آشنائی ہے عثمان بن ابی العاص رضی کہتے ہیں نصف شب کو دروازہ
آسمان کے کھل جاتے ہیں منادی ندا کرتا ہے ہے کوئی دعا کرنے والا جسکی دعا
قبول کیجاوی ہے کوئی سائل جسکا سوال پورا کیا جاوے ہے کوئی غمزدہ
جسکا غم دور کیا جاوی پھر جو مسلمان اوس دم دعا کرتا ہے وہ قبول ہوتی
مگر دعا زانیہ کی جو اپنی شرمگاہ کو لیے ہوئے دوڑتی پھرتی ہے اور عشار
جو سائرات کا محصول اوگاہتا لیتا ہے رواہ احمد حضرت عبداللہ بن بسر
فرمایا ہے حرامکاروں کے مونہہ آگ سے بھڑکینگے رواہ الطبرانی بسند صحیح
ابن عمر کا لفظ یہ ہے کہ زنا مورث فقر ہے رواہ البیہقی اکثر حرامکار آخر کو محتاج
ہو جاتے ہیں مرد ہوں یا عورت سمرہ بن جندب کہتے ہیں کہ حضرت نے فرما
دیئے آج کی رات ایک چیز تنور کی طرح دیکھی جسکا مونہہ تنگ اور پیٹ کشادہ

اوسکے نیچے آگ بہڑک رہی تہی جب وہ اونچی ہوتی تو وہ لوگ بہی اونچے
ہوجاتے اور جب وہ دب جاتی تو وہ بہی اوسمین گرجاتے اوسمین مرد وعورت
تہے دوسری روایت مین اتنا زیادہ آیا ہے کہ وہ اوس کے اندر شور وغل
مچاتے چیختے چلاتے تہے جہانک کر دیکہا تو ننگے مرد وعورت تہے اونکے
نیچے سے لپٹ آگ کی آتی جب وہ لپٹ اونکو لگتی تو چلاتے تیسری روایت
مین ہے کہ وہ ننگے مرد عورت حرامکار مرد وعورت تہے رواہ البخاری بطولہ
حدیث طویل ابو امامہ مین فرمایا ہے کہ مجہے خواب مین دو مرد آکر ایک پہاڑ پر
لیگئے مینے ایک قوم دیکہی کہ اونکو ورم سا چڑہا تہا اور بہت بدبودار تہی گویا اونکی
بدبو پاخانہ کی سی تہی مینے کہا یہ کون ہین کہا زانی مرد وعورت ہین الحدیث رواہ
ابن خزیمۃ ابوہریرہ نے رفعاً کہا ہے آدمی جب زنا کرتا ہے ایمان اوس کے
اندر سے نکلکر چہتری کی طرح ہوجاتا ہے جب وہ باز آتا ہے تب پہر رجوع کرآتا ہے
رواہ ابو داود واللفظ لہ والترمذی والبیہقی والحاکم بیہقی کا لفظ یہ ہے کہ ایمان
ایک سربال ہے اللہ جسکو چاہتا ہے پہناتا ہے جب آدمی نے زنا کیا وہ سربال
اوس سے چہین لیا گیا اگر توبہ کی تو واپس ملا یعنی والا فلا اللہ نے زنا کو ہمراہ
شرک کے ذکر کیا ہے حکایت حدیث ابوذر مین آیا ہے کہ ایک عابد بنی
اسرائیل نے ساٹہہ برس اپنے صومعہ مین عبادت کی تہی ایک دن وہ اپنی
عبادتگاہ سے باہر نکلا ایک عورت ملی اوس سے باتین کرنے لگا یہان تک کہ

اوس نے جماع کیا پھر مرگیا اوسکی عبادت کو اوسکی زنا سے تولا تو زنا بھاری
نکلا الحدیث رواہ ابن حبان حدیث ابوہریرہ مین فرمایا ہے تین شخص ہین جن سے
دن قیامت کے اللہ اون سے بات نکریگا اور نہ اونکو پاک کریگا یعنی
اور نہ اونکی طرف نگاہ کریگا بلکہ اون کے لیے عذاب الیم ہوگا ایک بوڑھا
زانی دوسرا بادشاہ دروغگو تیسرا عیال دار متکبر رواہ مسلم والنسائی ظاہرا اون
کا لفظ یہی کہ نظر نکریگا اللہ دن قیامت کے طرف بوڑھے زانی اور بڑھیا
زانیہ کے دوسری روایت ابوہریرہ مین یون آیا ہے کہ اللہ شیخ زانی کو
دشمن رکھتا ہے رواہ ابن حبان اسی طرح بڑھیا زانیہ کو حدیث سلمان مین
فرمایا ہے داخل نہوگا جنت مین بوڑھا حرامکار رواہ البزار باسناد جید یہہ
حکم بڑھیا حرامکار کا ہے ابوذر نے رفعا کہا ہے کہ اللہ دشمن رکھتا ہے شیخ
زانی کو رواہ ابوداود والترمذی وابن حبان والحاکم وقال صحیح الاسناد
ابن عمر مرفوعا کہتے ہین اللہ نظر نہین کرتا ہے طرف اشیمط زانی کے رواہ
الطبرانی اشیمط وہ ہے جسکے بال کچھ سیاہ کچھ سفید ہون یعنی ادھیر عمر کا حرامکار
حدیث نافع مین فرمایا ہے جنت مین بوڑھا زانی نجائیگا رواہ الطبرانی جابر کا
لفظ رفعا یہ ہے جنت کی ہوا ایک ہزار برس کی راہ سے آتی ہے مگر شیخ حرامکار
اوسکو نہ پائیگا رواہ الطبرانی یہی حکم عاق اور قاطع رحم کا ہے حدیث بریدہ
مین فرمایا ہے ساتون آسمان و زمین لعنت کرتے ہین بوڑھے زانی پر اور بڑھیا

زانیون کی شرمگاہ کی دوزخیون کو ایذا دیگی رواہ البزار علی مرتضی نے رفعاً
کہا ہے کہ لوگون پر دن قیامت کے ایک بدبودار ہوا چلیگی اوس سے
ہر نیک و بد ایذا پائیگا جب وہ ہر کسی کو پہونچ جائیگی تو ایک منادی پکار کریگا
کہ تم جانتے ہو کہ یہ بدبو کیا ہے وہ کہینگے ہم نہین جانتے مگر یہ بات ہے کے
یہ ہر جگہہ پہونچ گئے کہا جائیگا یہ ریح ہے فروج زناۃ کی جو اللہ سے اپنا زنا
لیکر ملی اور توبہ نہ کی رواہ ابن ابی الدنیا اور حدیث نہر غوطہ کی فصل اول
مین گذر چکی کہ وہ فروج مومسات یعنی زانیات سے جاری ہوگی اور اہل
دوزخ کو انکی بدبو سے ایذا پہونچائیگی ف راشد بن سعد نے رفعاً کہا ہے
کہ جب مین اوپر چڑہا تو مینے کچھہ لوگ دیکھے جن کی کہال آگ کی قینچیون سے
کتری جاتی تھی مینے کہا اے جبریل یہ کون ہین کہا یہ وہ لوگ ہین جو زنا کے
لیے بنتے سنورتے ہین پھر میرا گذر ایک چاہ بدبودار پر ہوا اوسمین سخت آواز
آتی تہی مینے پوچھا یہ کون ہین کہا یہ تمہاری عورتین ہین جو حرام کرنے کو بنتی
سنورتی ہین اور جو کام حلال نہین ہین وہ کرتی ہین رواہ البیہقی انس
بن مالک کی حدیث مین رفعاً آیا ہے کہ مقیم زنا پر مثل بت پرست کے ہے
رواہ الخرائطی اور یہ حدیث پہلے گذر چکی ہے کہ واکم الخمر اللہ سے بعد موت کے
مثل عابد وثن کے ملیگا منذری رح نے کہا اسمین شک نہین ہے کہ زنا اشد
واعظم تر ہے نزدیک خدا کے شرب خمر سے واللہ اعلم حدیث ابن عمر مین آیا ہے

لعنت کی ہے حضرت نے واصلہ و مستوصلہ و واشمہ و مستوشمہ پر رواہ
حدیث ابن مسعود میں ذکر متنمصات و متفلجات کا بھی آیا ہے رواہ الستۃ واصلہ
وہ ہے جو بال میں بال جوڑے مستوصلہ وہ ہے جسکے بال میں بال لگائے
اور واشمہ وہ ہے جو ہاتھ منہ کو سوئی سے گود کر سرمہ یا نیل بھر دے
مستوشمہ وہ ہے جسکے ساتھ یہ کام کیا جاوے متنمصہ وہ ہے جسکی بھوں اکھاڑی
جاوے نامصہ وہ ہے جو بھون کو باریک کرے متفلجہ وہ ہے جو دانت
ریت کر برابر کرے واسطے خوبصورتی کے اور اللہ کی خلقت کو بدلے یہ سب
چیزیں داخل ہیں آرائش و پیرایش میں حضرت نے انسے منع کیا ہے اور
ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے زناکار عورتیں اس طرح کے بہت کام
کرتی ہیں حدیث ابن عباس میں مرفوعاً آیا ہے ایک قوم ہوگی زمانہ آخر میں
جو سیاہ خضاب کریگی جیسے پوٹا کبوتر کا وہ جنت کی بو نہ پاوینگی رواہ
ابوداود والنسائی وابن حبان وقال صحیح الاسناد امام نووی نے اس حدیث
کو حق میں مرد و عورت دونوں کے قائم رکھا ہے یہ اسی لیے ہوگا کہ آپ کو
جوان بناتے اور اپنا عیب چھپانا اللہ کو قریب پسند نہیں آتا حدیث میں
آیا ہے کہ حضرت نے زور سے منع کیا ہے رواہ الشیخان الحاصل جو زینت
کسی بری نیت و عمل کے لیے کیجاتی ہے وہ گناہ کبیرہ ہوتی ہے خصوصاً
کا خوب سا بننا سنورنا عطر لگانا محفل میں آراستہ ہو کر سب کے سامنے بیٹھنا

یہ سب مقدمات ہین زنا کے اور افعال ہین فرقہ مومسات کے مگر خاوند
کے لیے خاص زینت جائز کرنا منع نہین ہے بلکہ دلیل ہے محبت و مودت
پر مگر وجود اس حالت کا بہت کمیاب ہوتا ہے الا ماشاء اللہ تعالی ف
میمونہ نے کہا مین نے حضرت کو سنا فرماتے تھے ہمیشہ رہیگی امت میری
خیریت سے جبتک اونمین رواج ولد الزنا کا نہوگا جب اونمین حرام کی
اولاد ہوگی تو لگتا ہے کہ اللہ تعالی عذاب عام بہیجے رواہ احمد واسنادہٗ
حسن مین کہتا ہون یہ بلا خاندان ملوک و سلاطین و امرا و روساء مین ایک مدت
دراز سے عام ہوگئی تہی اسی وجہ سے عذاب مسلمین بہی عام ہوگیا ہے
ابو یعلی کا لفظ یہ ہے ہمیشہ کام اس امت کا درست رہیگا جب تک کہ حرامی بچے
اونمین ظاہر نہون گے پہر فرمایا کہ جب زنا ظاہر ہوگا تو محتاجی و تہیدستی آگہیریگی
رواہ البزار ابن عمر مرفوعا کہتے ہین داخل نہوگا جنت مین عاق اور ولد الزنا
اور مدمن خمر رواہ الدارمی مراد ولد الزنا سے وہ ہے جو زنا پر جارہے یا زانی
باپ کی طرح کے بد کام کرے ابن عباس نے مرفوعا کہا ہے جب کسی
قوم مین زنا اور سود پہیل جاتا ہے تو وہ لوگ اللہ کے عذاب کو اپنے لیے
حلال کر لیتے ہین رواہ الحاکم وقال صحیح الاسناد اسکو ابو یعلی نے بہی ابن مسعود
سے باسناد جید رفعا روایت کیا ہے ف حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے جو
عورت داخل کرتی ہے کسی قوم مین اوس بچے کو جو اوس قوم کا نہین ہے وہ

ف ذکر ولد الزنا

ف الحاق زنا

نزدیک اللہ کے کچھ چیز نہین ہے اور نہ وہ جنت مین جاینگی رواہ ابو داؤد
والنسائی وابن حبان زناکار عورتین حرام کا بچہ جنکر خاوند کے گلے لگا دیتی
ہین حالانکہ وہ اوس کے نطفے کا نہین ہوتا ہے انکی یہ جزا مقرر ہوئی کہ جنت
سے محروم رہین جو کوئی اپنے نسب کو بدل ڈالتا ہے حدیث مین اوسپر لعنت
سخت آئی ہے اس گناہ مین اکثر مرد بھی مبتلا ہوجاتے ہین کوئی سید بنجاتا ہے
اور کوئی اور کچھ یہ سب دغا و فریب دنیا کے لیے ہوتا ہے چندین مشکل ہے
اکل ف حدیث ابن مسعود مین کہا ہے بڑا گناہ نزدیک اللہ کے یہ ہے کہ تو
زنا کرے ساتھہ زن ہمسایہ کے رواہ الشیخان قرآن مین فرمایا ہے کہ جو کوئی
زنا کریگا اوسکو دو چند عذاب ہوگا اور وہ ذلیل و خوار ہوکر دوزخ مین جایگا
حدیث مقداد بن اسود مین آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا تم زنا مین کیا کہتے ہو
کہا اللہ و رسول نے زنا کو حرام کیا ہے وہ قیامت تک حرام ہوچکا ہے فرمایا
اگر آدمی دس عورتون سے زنا کرے یہ سہل ہے اوس بہ نسبت اسکے کہ زن
ہمسایہ سے زنا کرے رواہ احمد و رواتہ ثقات والطبرانی حدیث ابن عمر مین
فرمایا ہے جو زن ہمسایہ سے زنا کرتا ہے اللہ دن قیامت کے اوسکی طرف
نہ دیکھیگا اور نہ اوسکو گناہ سے پاک کریگا اور فرمائیگا ادخل النار مع الداخلین
رواہ ابن ابی الدنیا یعنی داخل ہو آگ مین ہمراہ داخل ہونے والون کے جو عورت
اجنبی اپنے گھر مین ہو تو اوس سے زنا کرنا بالا ولی بدتر ہوگا ف ابو قتادہ

زن ہمسایہ

زن بیگانہ

کا لفظ رفعا ہے جو شخص بیٹھا بستر پر زن مغیبہ کے مقرر کریگا اللہ اوسکے
لیے ایک اژدہا دن قیامت کے رواہ الطبرانی مغیبہ وہ عورت ہے جسکا
خاوند غائب ہو ابن عمر رفعا کہتے ہین مثال اوس شخص کی جو بستر زن مغیبہ پر
بیٹھتا ہے ایسی ہے جیسی کہ کسی شخص کو کوئی کالا سانپ قیامت کے سانپون
مین سے کاٹے رواہ الطبرانی ورواتہ ثقات حدیث بریدہ مین فرمایا ہے
جو کسی شخص کے پیچھے اوسکی عورت مین خیانت کریگا تو قیامت کے دن
اوسکو کھڑا کرکے ساری نیکیاں اوسکی اوس عورت کے خاوند کو دلا دیجاوینگی
یہانتک کہ وہ راضی ہو رواہ مسلم بھلا وہ کاہیکو کوئی نیکی چھوڑیگا حدیث
ابو ہریرہ مین آیا ہے کہ قیامت کے دن سات آدمیون کو عرش کے نیچے
سایہ ملیگا اونمین ایک وہ شخص بھی ہوگا جسکو کسی عورت صاحب منصب و
جمال نے بلایا اور اوسنے کہا کہ مین اللہ سے ڈرتا ہون رواہ الشیخان حکایت
ابن عمر نے حضرت سے یہ قصہ بارہا سنا کہ کفل ایک شخص تھا بنی اسرائیل
مین وہ کسی گناہ کرنے سے نہ چوکتا اوس کے پاس ایک عورت آئی اسنے
اوسکو ساٹھہ دینار دیے تا کہ اوس سے صحبت کرے جب ارادہ کیا تو وہ عورت
لرزنے کانپنے لگی اور رو دی کہا تو کیون روتی ہے اوسنے کہا کہ مینے یہ
کام کبھی نہین کیا حاجت نے مجھکو اس کام پر لگایا کفل نے کہا تو اللہ سے
ڈرے اور مین نہ ڈرون جا یہ مال لیجا واللہ اب مین کبھی اللہ کی نافرمانی نکرونگا

پہر اوسی رات وہ مر گیا صبح کو اوس کے دروازے پر یہ لکہا ہوا پایا کہ اللہ
نے کفل کو بخشدیا لوگ تعجب مین رہگئے رواہ الترمذی وحسنہ وابن حبان
والحاکم وقال صحیح الاسناد حدیث ابن عمر مین قصہ اون تین شخصون کا آیا ہے
جو اندر ایک غار کے ناگہان بند ہوگیے تہے اور ہر ایک نے اپنے عمل نیک
کو یاد کر کر دعا کی تہی اونمین ایک وہ شخص بہی تہا جو اپنے چچا کی بیٹی پر فریفتہ تہا
ایک بار بعد سالہا سال کے اوسکو ایک سو بیس دینار دیے کہ اوس سے
خلوت کری جب اوسپر قادر ہوا تو اوس نے کہا تجہکو حلال نہین ہے کہ تو اس
مہر کو توڑے مگر حق سے وہ باز آیا اللہ نے وہ پتہر سر غار سے سرکا دیا رواہ
الشیخان وسرھما ف حدیث ابن عباس مین فرمایا ہے اے جوانان
قریش تم اپنی شرمگاہ کو نگاہ رکہو زنا نکرو جو اپنی فرج کو محفوظ رکہیگا اوس کے
لیے جنت ہے رواہ الحاکم وقال صحیح علی شرطہما بیہقی کا لفظ یہ ہے اے
جوانان قریش زنا نکرو جسکی جوانی سلامت رہے وہ بہشت مین جائیگا ف
ابوہریرہ نے رفعا کہا ہے عورت نے جب نماز پنجگانہ پڑہی اور شرمگاہ کی حفاظت
کی اور خاوند کی اطاعت بجالائی اب وہ جس دروازے سے بہشت کے
چاہے جنت مین جاوے رواہ ابن حبان حدیث ام سلمہ مین رفعا آیا ہے جو عورت
مرے اور اوسکا خاوند اوس سے راضی ہے اوس کے لیے جنت واجب ہوگئی
رواہ ابن ماجہ والترمذی وحسنہ وقال الحاکم صحیح الاسناد عائشہ نے حضرت

سے پوچھا تھا کہ سب سے زیادہ بڑا حق عورت پر کس کا ہے فرمایا خاوند کا پوچھا
مرد پر کس کا حق بڑھکر ہے کہا ماں کا رواہ البزار والحاکم واسناد البزار حسن
حصین بن محصن کی عمہ سے کہا تھا کہ تیرا خاوند تیری بہشت و دوزخ ہے
رواہ احمد والنسائی باسنادین جیدین والحاکم وقال صحیح الاسناد یہ سب
حدیثین دلیل ہین وجوب عفت وعصمت پر اور انمین ترغیب عظیم دی ہے
حفظ شرمگاہ پر حرام وزنا سے اس لیے کہ زانی بہشت سے روکا جاتا ہے
اور اوسکو دوزخ مین عذاب نار ہوگا اللہم احفظنا حدیث سہل بن سعد مین فرمایا
ہے جو کوئی ضامن ہو میرے لیے زبان اور شرمگاہ کا مین ضامن ہوتا ہون
واسطے اوس کے جنت کا رواہ البخاری واللفظ لہ والترمذی مراد یہ ہے کہ جو گناہ
زبان وشرمگاہ سے علاقہ رکھتے ہین اون سے بچے جیسے زنا لواطہ مساحقت ابو
ہریرہ کا لفظ یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا جو بچ گیا شر زبان وفرج سے وہ بہشت
مین جائیگا رواہ الترمذی وقال حسن یہ حدیث کئی طریق اور کئی الفاظ سے
آئی ہے حضرت نے ضمانت دخول جنت کی حفظ زبان وفرج پر قبول
فرمائی ہے ولہ الحمد ابو موسی رفعا کہتے ہین ہر نگاہ زانیہ ہوتی ہے عورت جب
عطر ملکر مجلس مین آئی تو وہ حرامکار ہے رواہ ابو داود والترمذی وقال حسن
صحیح لنسائی وابن خزیمہ وابن حبان کا لفظ یہ ہے جس عورت نے عطر لگایا پھر اوسکا
گذر کسی قوم پر ہوا تو وہ زانیہ ہے اور ہر آنکھ زنا کرتی ہے رواہ الحاکم وقال

صحیح الاسناد اور جو مرد و عورت باہم صحبت کرکے افشار راز کرتے ہین اون کو
حدیث ابو سعید مین بدترین مردم فرمایا ہے رواہ مسلم وابو داود دوسرا لفظ یہ
ہے کہ فخر کرنا ساتھ جماع کے حرام ہے رواہ احمد وابو یعلی والبیہقی ف
زانی اگر بکر و آزاد ہے تو اوس کی حد سو کوڑے ہین پھر بعد اس کے ایک سال
کے لیے شہر بدر کردیا جاوی اور اگر ثیب ہے تو سو کوڑے مار کر رجم کیا جاوے
یہان تک کہ مرجاوے ایک بار کا اقرار کرنا کافی ہے مگر چار گواہون کا ہونا ضرور
ہے اقرار و گواہی مین یہ تصریح ضرور ہے کہ ایلاج فرج کا فرج مین ہوا اور شبہات
محتمل ہے اور رجوع کرنے سے بعد اقرار کے حد ساقط ہوجاتی ہے یا عورت
بدستور کواری ہو یا اوس کے بدن مین نہ ہی ہو یا مرد مجبوب یا نامرد ہو حاملہ
کو رجم نکرینگے جب تک کہ وہ بچا جنے اور بحالت مرض مین بھی مارنا کوڑون کا
جائز ہے اگرچہ عثکال سے ہو یعنی ایسی لکڑی سے جسمین سو شاخین
ہون ابن عباس کہتے ہین ایک مرد بنی بکر بن لیث کا پاس حضرت کے آیا
اور کہا کہ مینے ایک عورت سے زنا کیا ہے چار بار حضرت نے اوسکو سو
کوڑے مارے اس لیے کہ وہ بکر تھا الحدیث رواہ ابو داود اور زنا بجبر مین
عورت سے حد ساقط ہے اور مرد پر ثابت کنیز اگر زنا کرے تو اوسکو پچاس مارے
اگر دوبارہ سہ بارہ کرے تو تیسری بار مین فروخت کردے اگرچہ بعوض ایک تسمہ
کے ہو متفق علیہ معلوم ہوا کہ ہر ایک کے زنا پر حد واجب آتی ہے اور مملوک کی حد

نصف حد آزاد ہو کو درے مارنے مین حدیث زید بن خالد مین آیا ہے
سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یامر فیمن زنی ولم یحصن جلد مائۃ وتغریب عام رواہ البخاری

فصل بیان مین لواطی

حدیث جابر مین فرمایا ہی بڑا ڈر مجھکو اپنی امت پر عمل قوم لوط کا ہے رواہ ابن ماجۃ والترمذی وقال حدیث حسن غریب والحاکم وقال صحیح الاسناد مراد عمل قوم لوط سے اغلام کرنا ہے لڑکون سے حدیث بریدہ مین فرمایا ہے ظاہر نہوا فاحشہ کسی قوم مین مگر مسلط کرتا ہے اللہ اونپر موت کو رواہ الحاکم وقال صحیح علی شرط مسلم مراد فاحشہ سے اس جگہہ لواطت ہے زنا اور اغلام دونون کی وجہ سے وبا آتی ہے ابن ماجہ کا لفظ یہ ہے کہ ظاہر نہوا فاحشہ قوم لوط مین مگر پھیل گیا طاعون جابر کا لفظ رفعا یہ ہے جب زنا کثرت سے ہوتا ہے تو گرفتاری بھی بہت ہوتی ہے اور جب لوطیت کثرت سے ہوتی ہے تو اللہ اپنا ہاتھہ خلق کے اوپر سے اوٹھا لیتا ہے کچھہ پروا نہین کرتا کہ کس جنگل مین وہ ہلاک ہوئی رواہ الطبرانی حدیث ابوہریرہ مین آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا اللہ نے سات شخصون پر سات آسمانون کے اوپر سے لعنت کی ہے اونمین سے تین شخصون پر تین بار مکرر لعنت فرمائی ہے اور ایسی لعنت کی کہ وہ اونکو کفایت کر جائیگی پھر تین بار فرمایا ملعون ہے وہ جو قوم لوط کا سا عمل کرے اور جو مان باپ کا عاق ہو اور جو کہ جورو اور اوسکی بیٹی کو جمع کرے الحدیث

رواہ الطبرانی در رسالہ رجال الصحیح یہی مضمون حدیث ابن عباس میں
نزدیک ابن حبان و بیہقی و نسائی کے آیا ہے کہ لوطی پر تین بار لعنت کی ہے
حدیث ابو ہریرہ میں فرمایا ہے چار شخص ہیں جو اللہ کے غضب و سخط میں صبح
و شام کرتے ہیں ایک مرد زنانہ وضع دوسری زن مردانہ وضع تیسرا
کرنیوالا بہیمہ سے چوتھا مردون سے اغلام کرنے والا رواہ الطبرانی
ابن عباس نے رفعاً کہا ہے جو قوم لوط کا سا کام کرے اوسکو اور مفعول کو
قتل کر ڈالو رواہ اھل السنن الا النسائی۔ دوسری روایت میں فرمایا ہے جو پاس
بہیمہ کے آوے اوسکو اور بہیمہ کو قتل کر ڈالو عکرمہ کا لفظ یہ ہے کہ قتل کرو فاعل
و مفعول و بہیمہ کے پاس آنیوالے کو رواہ البیہقی اغلام سے بدتر علت شیخو
ہے جسکو مرض ابنہ کہتے ہیں اسکا حکم بھی وہی ہے جو لوطی کا ہے نعوذ باللہ
من غضب اللہ ف بغوی رح نے کہا ہے حد لوطی میں علما کا اختلاف ہے
ایک قوم نے کہا اسکی حد وہی زنا کی حد ہے کہ اگر محصن ہے یا نکاح والا تو
رجم کیا جاوے اور بے نکاح کو سو کوڑے ماریں سعید بن مسیب و عطا و قتادہ
و نخعی کا یہی مذہب ہے امام شافعی بھی اسی کے قائل ہیں ابو یوسف و محمد
بن حسن سے بھی یہی حکی ہے اور مفعول بہ کو اسی قول کی بنیاد پر سو کوڑے
مار کر ایک سال کے لیے شہر بدر کر دیں مرد ہو یا عورت اور بعض نے کہا
محصن ہو یا غیر محصن رجم ہی متعین ہے ابن عباس و شعبی اسی طرف گئے

حد لوطی

یہی قول زہری و امام مالک و امام احمد و اسحق کا ہے نخعی نے کہا اگر کسی کو
دوبار رجم کیا جاتا تو لوطی کو کیا جاتا دوسرا قول امام شافعی کا یہ ہے کہ فاعل
و مفعول کو قتل کر ڈالیں منذری نے کہا چار خلفا نے لوطی کو آگ میں جلادیا
تھا ابوبکر و علی و ابن زبیر و ہشام بن عبد الملک ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے
یہ کام باتفاق رای صحابہ کیا تھا انتہی میں کہتا ہوں قتل کرنا دونوں کا بموجب
حدیث کافی ہے آگ کا عذاب کرنا بموجب حدیث ممنوع ہے شاید یہ حدیث
اوس وقت مشہور نہو گی شوکانی رح نے کہا ہے جسنے لواطت کی ساتھ ذکر
کے وہ مقتول ہوگا اگرچہ بکر ہو اسی طرح مفعول بھی قتل کیا جائیگا جبکہ
مختار ہوگا اور جسنے بہیمہ سے یہ کام کیا اوسکو تعزیر کیجائیگی ف حدیث
ابوہریرہ میں فرمایا ہے تین شخصوں کی گواہی قبول نہیں ہے راکب و
مرکوب و راکبہ و مرکوبہ و امام جائر رواہ الطبرانی مراد اغلام و مساحقت ہے
ابن عباس رفعا کہتے ہیں نظر نہیں کرتا اللہ طرف اوس مرد کے جو پاس
مرد کے یا عورت کی دبر میں جاتا ہے رواہ الترمذی والنسائی وابن حبان
حدیث ابن عمرو میں فرمایا ہے لوطیت صغری یہ ہے کہ مرد عورت کی دبر میں
جاوی رواہ احمد والبزار ورجالہما رجال الصحیح عمر کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ
اللہ شرم نہیں کرتا حق سے تم عورتوں کے دبر میں نجاؤ رواہ ابو یعلی باسناد
جید یہی مضمون حدیث خزیمہ بن ثابت میں رفعا نزدیک ابن ماجہ ونسائی

ف وطی فی الدبر

کرنے باسناد جید آیا ہے جابر رفعا کہتے ہین نہی فرمائی ہے محاشن نساء سے
رواہ الطبرانی ورواتہ ثقات اصل نہی مین تحریم ہوتی ہے دارقطنی کا لفظ یہ ہے
تم شرماؤ خدا اسی خدا نہین شرماتا حق کہنے سے حلال نہین ہے تمکو آنا حشوش
نساء مین حدیث عقبہ بن عامر مین فرمایا ہے لعنت کری اللہ اوسپر جو محاش
نساء مین آتے ہین رواہ الطبرانی مراد محاش وحشوش سے دبر ہے ابوہریرہ
کا لفظ رفعا یہ ہے جو آیا اعجاز نساء مین وہ کافر ہوا رواہ الطبرانی ورواتہ ثقات
اعجاز کنایہ ہے دبر سے ابن ماجہ وبیہقی کا لفظ ابوہریرہ سے رفعا یہ ہے
نظر نہین کرتا اللہ طرف اوس مرد کے جو عورت کی دبر مین آتا ہے دوسرا
لفظ یہی کہ وہ ملعون ہے رواہ ابو داود واحمد تیسرا لفظ یہ ہے کہ حیض ودبر
مین آنیوالا منکر قرآن ہے علی بن طلق نے مرفوعا کہا ہے مت آؤ پاس
عورتون کے اون کے استاہ مین اللہ حق سے شرم نہین کرتا رواہ احمد و
الترمذی وقال حدیث حسن والنسائی وابن حبان بمعناہ مراد استاہ سے
جای براز ہے الحاصل گناہ شرمگاہ کے کئی ہین ایک زنا دوسرے
لواطت تیسرے مساحقت چوتھے یہ فعل ساتھ بہیمہ کے کرنا سو لواطت مین حلت
ابنہ داخل ہے اور مساحقت مین آلہ سے یا اندام سے حرکت کرنا شامل ہے
بہیمہ مین فاعل یا مفعول ہونا شریک ہے اور یہ سب کبائر عظمی ہین بعض
مین حد آئی ہے اور بعض مین تعزیر اور لعنت سو ملعون کا گھر وفرج ہی ہوتا سبکا کہ بہ شہوت

فصل بیان مین گانی بجانیکی

حدیث ابو امامہ مین فرمایا ہے ایک قوم اس امت کی کباب شراب لہو ولعب مین رات بسر کریگی صبح کو بندر سور بنجاینگی جو لوگ گانیوالیان اختیار کرین گے اونپر قوم عاد کی طرح ریح عقیم آئیگی اور ہلاک کردیگی الحدیث رواہ احمد مراد لہو ولعب سے کہیل کود تماشا گانا بجانا ہنسنا ٹھٹے مارنا مسخراپن کرنا اور رانند اسکے ہے علی مرتضی نے رفعا کہا ہے جب یہ امت گانا بجانا اختیار کریگی قینات و معازف لیگی تو انپر بلا اوتریگی یا خسف یا مسخ ہوگا رواہ الترمذی وقال غریب ابو امامہ کہتے ہین حضرت نے فرمایا اللہ تعالی نے مجھکو رحمت و ہدایت عالم کرکے بہیجا ہے اور مجھکو یہ حکم دیا ہے کہ مین مزامیر و کبارات یعنی برابط و معازف و اوثان کو جو جاہلیت مین پوجے جاتے تھے مٹادون رواہ احمد بطولہ بربط کہتے ہین عود کو معازف سے مراد باجے ہین کوئی سا باجہ بہی ہو طبلہ سارنگی ڈہول چنگ وغیرہا ان چیزون کا ذکر ہمراہ بت پرستی کے کیا ہے یہ سخت وعید ہے عبادہ بن صامت کا لفظ رفعا یہ ہے قسم ہے اوسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے شب بسر کرین گے کچھہ لوگ میری امت کے اشر و بطر و لہو ولعب پر پہر صبح کو وہ بندر سور ہوجائین گے یہ اس لیے کہ وہ اللہ کی حرام چیزون کو روا رکہین گے اور گانے والیان اختیار کرین گے اور شراب پین گے اور ریشمی کپڑا پہنین گے

اور سود کہا میں نے رواہ الامام عبد اللہ بن الامام احمد مراد اوس سے شبہہ و حیلت سے
اختیار کرنا امر باطل کا ہے میں کہتا ہوں یہ سب باتیں اس امت میں تفرقہ
طور پر اور کسی جگہ بطور اجتماع کے مروج ہو گئی ہیں اور اس عہد تیرہ سو برس
ہجری میں ایسے لوگوں کے اندر مسخ و خسف بھی بعض شہروں میں ہو چکا
خالی ذکر اوسکا بار بار کیا ہی یہ حضرت کا معجزہ ہے کہ جیسا فرمایا تھا ویسا ہی
ہوا پھر جو لوگ ناچنے گانے بجانے بادہ خواری زناکاری و کھیل تماشے و
لباس ریشمی پہننے میں رہتے ہیں اونکا خدا ہی حافظ ہے اگر اس جگہ خسف
و مسخ سے بچ گئے ہیں تو قبر و قیامت میں وبال سے ان گناہوں کی کس طرح
بچ سکینگے وہ تو سیر جہنم کی مدت دراز تک جسکی نہایت اللہ ہی کو معلوم ہے سیر
کرینگے اگر ایمان پر مرے ہیں ورنہ خیر سلا ابو مالک اشعری نے حضرت
کو سنا فرماتے تھے کچھ لوگ میری امت کے شراب پینینگے اوسکا کچھ اور ہی
نام رکھینگے اون کے سروں پر باجا بجیگا گانے والیاں گاینگی اللہ اونکو
زمین میں دھسا دیگا اور کچھ لوگوں کو بندر و سور بنا دیگا رواہ ابن ماجۃ و ابن
حبان مدت سے لطف زندگانی و عیش و کامرانی کا انھیں حرکات میں دیکھا ہے
گانے بجانے کا مزا ہے دور ناعز شراب بھلا کس کو پسند آتا ہے شاعر کہتا

بمجلسی کہ درو جام می نمیگردد — سرود مطرب و شور رباب بی نمکست

انکو خبر ہی اس رنگ و بہار کی آنکھ کے بند ہوتے ہی نظر آنے لگیگی جبکہ ان پر حسرت

رفعا کہتے ہین اس امت مین خسف ومسخ وقذف ہوگا ایک مسلمان شخص نے کہا
ای رسول خدا یہ کب ہوگا فرمایا جبکہ گانے والیان اور طرح طرح کے باجے
ظاہر ہونگے اور شراب پی جائیگی رواہ الترمذی واستغربہ خسف کہتے ہین
زمین مین دہس جانے کو مسخ کہتے ہین صورت بدل جانی کو قذف کہتے ہین پتہر برسنے
کو یہ عذاب اس امت مین بعض شہرون کے اندر ہو چکا ہے اللھم احفظنا مگر یارون
کی آنکہہ نہین کہلتی کانون مین تیل ڈالکر بیٹہہ رہے ہین پیشانی پر بل نہین آتا
بدن پر جون تک نہین رینگتی معہذا دعوی مسلمانی اور ایمانداری کا کرتے ہین
کیونکہ انہون نے یہ سن لیا ہی کہ اللہ غفور رحیم ہے اور یہ نہین سنا ہے کہ
شدید العقاب سریع الحساب بہی ہے حدیث ابن زبیر مین آیا ہی کہ حضرتؐ کا
گذر ایک قوم پر ہوا وہ ہنس رہے تہے فرمایا تم ہنستے ہو اور ذکر جنت و دوزخ
کا تمہاری درمیان مین ہوتا ہے پہر اونمین کسی شخص کو مرتے دم تک ہنستے
نہ دیکہا انہین کے حق مین یہ آیت اوتری نبئ عبادی انی انا الغفور الرحیم وان
عذابی ہو العذاب الالیم رواہ البزار اسکی سند حسن ہے ابن عمر کہتے ہین حضرتؐ نے
ایک دن خطبہ پڑہا اور فرمایا مت بہولو تم دو بڑی چیزون کو جنت و دوزخ پہر
آنسا روئے کہ دونون طرف کی ڈاڑہی بہیگ گئی پہر کہا قسم ہے اوسکی جس کے ہاتہہ
مین ہے جان میری اگر معلوم کرلو تم جو مین جانتا ہون حال آخرت کا تو چل دو تم
طرف جنگل کے اور ڈالو تم اپنے سر پر خاک رواہ ابو یعلی الغرض جو سزا جزا جس

گناہ کی اللہ تعالی یا رسول اللہ نے بیان فرما دی ہے وہ ضرور ملنی والی ہے پہر
کیا وجہ ہے کہ آیات واحادیث خوف سے تو خوف نہین آتا ہے اور آیات
واحادیث رجا پر بہروسا کیا جاتا ہے یہ بہی تو جان رکھو کہ ایمان درمیان امید
وبیم کے ہوتا ہے نری امید مذہب فرقۂ مرجیہ کا ہے اور نرا خوف طریقہ خارجیونکا
اہل سنت کا ایمان درمیان خوف ورجا کے ہوتا ہے جو نرا امیدوار ہے اور
گناہ کیے جاتا ہے اوسکو نفس وشیطان نے دہوکا دیکر راہ آخرت سے گمراہ
کر دیا ہے اور جو نرا خائف ہے اور رجا نہین رکہتا وہ اللہ کی رحمت سے ناامید
ہے یہ ناامیدی بہی کفر ہوتی ہے اسی لیے خوارج ومرجیہ کو فرقۂ ناری مین ذکر
کیا ہے انس رضی اللہ عنہ کہتے ہین حضرت نے فرمایا ہے جب میری امت پانچ
چیزون کو اپنے لیے روا کریگی تو اونپر ہلاک آئیگا ایک لعنت کرنا آپس مین دوسرے
پینا شراب کا تیسرے پہننا ریشمی کپڑے کا چوتہے اختیار کرنا گانے والیون کا پانچوین
اکتفا کرنا مردون کا مردون کے ساتہہ اور عورتون کا عورتون کے ساتہہ رواہ
البیہقی اس زمانے مین یہ پانچون عیب شرعی اکثر جگہہ موجود ہین مرد اغلام کرتے ہین
عورتین مساحقت کرتی ہین رنڈیون کا بیڑہ ہر جگہہ موجود ہے میراثنین گہر گہر
آتی جاتی ہین بہڑوون کا طولیہ جس شہر مین دیکہو طیار ہے خانگیون کا ہر محلے مین
ہجوم ہے کہانا پینا پہننا سب مال حرام سے ہوتا ہے یہی لوگ اکثر خلق کو اچہے معلوم
ہوتے ہین انہین کی صحبت لیسنا آتی ہے زمانہ بدل گیا ہے نہ توبہ کا ٹہکانا ہے

نہ استغفار کا آنا ہے نہ شرم کا نشان نہ اسلام کا نام نہ ایمان کا ذکر نہ موت کی یاد
نہ آخرت کی فکر اسی شکم و شرمگاہ کا رات دن دہندا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون
اب چودہوین صدی ہجرت کا آغاز ہے غربت اسلام نہایت کو پہونچ گئی
مسلمانی نام کی رہگئی قیامت کا سایہ سر پر آگیا مگر اللہ و رسول سے نہ کسی کو حیا
آتی ہے اور نہ قبر و حشر کا کچھ خوف ہے حالانکہ موت ہر دم اپنا مونہہ دکہا رہی ہے

موی سفید از اجل آرد پیام | پشت خم از مرگ بگوید سلام

فصل بیان مین عشق کے

اس مرض کو ساتہہ شراب و زنا و قتل و غنا کے ایک مناسبت خاص ہے
یہ مرض شہوت فرج سے پیدا ہوتا ہے جس کسی مزاج پر شہوت غالب آجاتی ہے
تو یہ بیماری اوس شہوت پرست کو پکڑ لیتی ہے جب وصال معشوق کا محال ہوتا
ہے یا میسر نہین آتا تو عاشق سے حرکات بے عقلی ظاہر ہونے لگتے ہین و لہذا
کتب دین مین مذمت عشق کی آئی ہے اور انجام اوسکا شرک ٹہیرایا ہے قرآن
و حدیث مین کسی جگہ استعمال اس لفظ منحوس کا نہین ہوا قصہ زلیخا مین افراط
محبت کو بلفظ شغف حبا تعبیر کیا ہے یہ حرکت زلیخا سے حالت کفر مین صادر ہوئی
تہی ہنود مین بہی ظہور عشق کا طرف سے عورتون کے ہوتا ہے بخلاف عرب کہ وہان
مرد عشاق زن ہوتے ہین جس طرح کہ قیس لیلی پر فریفتہ تہا اس سے بدتر عشق اہل
فرس کا ہے کہ وہ امردون پر شیفتہ ہوتے ہین یہ ایک قسم لواط و اغلام کی ہے جسطرح

کرنا اور عشق کا طرف سے عورت کی ایک مقدمہ زنا کا ہے جو کوئی اس مرض کا مریض
ہوتا ہے وہ شرابی زانی ہوجاتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی کہ گناہ خمر کا اوس کے
نفع سے بڑھکر ہے اسی طرح فساد عشق کا اوس کی صلاح سے زیادہ ہے اہل علم
نے لکھا ہی کہ عشق بندی کو توحید خدا سے روک کر گرفتار شرک و بت پرستی
کر دیتا ہے اس لیے کہ عاشق معشوق کا بندہ بنجاتا ہے اوسکی رضامندی کو خالق
کی رضامندی پر مقدم رکھتا ہے یہی اوسکی صنم پرستی ہے

ہر کجا سلطان عشق آمد نماند قوت بازوی تقوی را محل

کتاب اغاثۃ اللہفان وکتاب الدواء الکافی اور رسالۃ اللتیا والتی میں آفات
ومعائب عشق کو تفصیل وار لکھا ہی اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس شرک شنیع و
کفر نکمین سے بچاکر اپنی محبت بخشے اور مجاز سے طرف حقیقت کے لائے ف
لغت میں معنی لفظ عشق کے افراط محبت کے ہیں شخص کثیر العشق کو عشیق بولتے
ہیں اور بتکلف عشق کرنے کو تعشق بولتے ہیں یہ مرض ہمراہ پارسائی کے نہیں ہوتا
ہے یا بہت کم ہوتا ہے اور ہمراہ فسق و فجور کے کثرت سے ہوتا ہے انسان محبت
محبوب میں اندھا بہرا ہوجاتا ہے سوا معشوق کے کچھ اوسکو نہیں سوجھتا حدیث میں
فرمایا ہے حبك الشيء يعمي ويصم یعنی محبت کسی چیز کی تجھکو اندھا بہرا بنا دیتی ہے
قاموس میں کہا ہی کہ یہ ایک مرض وسواسی ہے جب خوبی کسی شے کی فکر پر مسلط
ہوجاتی ہے تو نفس عاشق ہوجاتا ہے کتاب سدیدی میں کہا ہے کہ یہ مرض مشابہ

مالیخولیا بھی مرد بی زن اور اہل بطالت اور شغلہ لوگونکو لگ جاتا ہے اس سے احتراق
خون کا اور استحالہ سودا کا اور التہاب صفرا کا ہوتا ہے نیند جاتی رہتی ہے قلق کی
شدت ہوتی ہے اضطراب بڑہجاتا ہے طغیان سودا سی فکر فاسد بڑہجاتی ہے فساد
فکر سے ندامت و کم عقلی آتی ہے آرزو ہی ناتمام کرنے لگتا ہے یہان تک کہ نوبت
جنون کی ہوجاتی ہے پہر کبھی اپنی جان ہلاک کردیتا ہے اورکبھی غم مین گہل کر
فنا ہوجاتا ہے ٥

بیشہ عشق کا حاصل تو بتاؤ توفیق کوئی مجنون کوئی فرہاد ہی باللہ عوذ

منونا شہوت جماع کا ہمراہ عشق کے شاذ و نادر ہے ورنہ علاج اسکا یہی وصال معشوق
ہے اگر بطریق شرعی میسر ہوسکے تو بوڑہی عورتون کو عاشق پر مسلط کرے وہ اوسکے
سامنے معشوق کی ہجو و مذمت کیا کرین اور اوسکی برائی بیان کرین اور تدبیر
مالیخولیا بھی کی جائی یا اوس کو شغل شکار اور علوم عقلیہ مین مشغول کردین بوعلی
سینا نے بھی اسی کے لگ بھگ قانون مین لکہا ہے ارسطو نے کہا ہے کہ عشق
مین حس ادراک عیوب محبوب سے نابینا ہوجاتا ہے آدمی مبہوت بنجاتا ہے
سرنگون و لاغر اندام ہوکر گرفتار آہ و زاری و ذلت و خاکساری رہتا ہے ٥

عشق مین کیا جو ہوا کوئی بلند آواز — آہ سے نالہ ہی فریاد ہے باللہ عوذ
کبھی دشواری رنجش تو کبھی مشکل ہجر — روز ایک تازہ ترا فتاد ہے باللہ عوذ
ایک وہ دل ہین کہ ہی جنکو فراغت حاصل — اک ہمارا دل ناشاد ہی باللہ عوذ

یہ عشق مخنثون اور کم ہمت عورتون اور بیکار و فارغ البال لوگون مین اور اونمین جو
رات دن عورتون سے محادثت کرتے رہتے ہین زیادہ ہوا کرتا ہے خشکی دماغ
کا علاج کرین اور ایسے شغل مین لگاوین جس سے وہ معشوق کو بھولجاوین یا جماع
کی کثرت کرین کہ اس سے بھی عشق زائل ہوجاتا ہے اس مرض کے ہم نام مین
یہ وہ بلا ہے جسنے صدہا گھر ویران کردیئے ہزارون کا ایمان لیلیا کفر پر اونکا خاتمہ ہوا

نہ دن کو چین نہ شب کو قرار ہے کہو یہ عشق کا ہے کہو یہ کوئی بلا ہے ری

رہی وہ محبت جو درمیان شوہر و زوجہ کے ہوتی ہے وہ مذموم نہین ہے بلکہ
شرعا و عرفا مطلوب ہے حدیث ابن عباس مین فرمایا ہے لم تر للمتحابین مثل النکاح
رواہ ابن ماجہ یعنی نکاح کی سی الفت کسی اور دوستی مین نہین ہوتی ہے
ولہذا انس نے رفعا کہا ہے جب بندی نے نکاح کرلیا تو اب آدھا ایمان اوسکا کامل
ہوگیا اب وہ نصف باقی مین اللہ سے ڈرے رواہ البیہقی اس مرض کا غلبہ اہل ثروت
و امارت مین بہ نسبت اور لوگون کے زیادہ ہوتا ہے اس لیے کہ یہ لوگ مالدار صاحب
فرصت و فراغت ہوتے ہین انکو کوئی شغل بجز فسق و فجور و لہو و لعب کے نہین ہوتا
خانہ خالی را دیو می گیرد مولانا روم نے فرمایا ہے ؎

عشق نبود آنکہ در مردم بود   این فساد خوردن گندم بود

جسکو یہ بیماری لگ جاتی ہے وہ مرتے دم تک صحت یاب نہین ہوتا جوانی کا
روگ بڑھاپے تک رہتا ہے ہان اگر کسی وقت کوئی آفت و بلا زنا کھانی بسبب

ان گناہون کے سر آجاتی ہے تو اوس وقت عشق کو بہول جاتا ہے ؎

چنان قحط سالی شد اندر دمشق ۔ کہ یاران فراموش کردند عشق

ایک طریق تحریک عشق کا یہہ ہے کہ شہوت پرست لوگ داستان عشق کی کتابین سنتے پڑہتے ہین جیسے فسانہ عجائب و بوستان خیال و مثنوی میر حسن و مثنوی میر تقی ونحوہا اون مضامین کا اثر دل مین پڑتا ہے فسق کا جوش تہ خاطر سے اوٹہتا ہے قرآن پاک مین نام اسکا لھو الحدیث رکہا ہی اور انجام اوسکا ضلالت و گمراہی بتایا ہے اگلی امتون مین جس کسی امت پر اللہ کا عذاب آیا ہے وہ دو ہی حالتون مین آیا ہی ایک وقت شغل لہو ولعب کی دوسرے وقت خواب کے حالت غفلت مین یہ ذکر بہی قرآن مین موجود ہے یہ عشق جو کہ عین فسق ہوتا ہے اور ایک طرح کی بت پرستی و شرک ہی اسی وجہ سے اکثر عشاق و فساق کا خاتمہ بالخیر نہین ہوتا جنت الفردوس کا عیش دائمی اور وہان کے معشوقان بی مثل کو چہوڑکر اور اس دار فانی کے صور حسنہ بی بقا مین مبتلا ہونا پہر غالبًا آتش فراق مین جلنا اور اتفاقًا وصال محبوب فانی سے لذت ناپائدار اوٹہانا اور اللہ کی آتش قہر و غضب کو بہڑکانا اور اپنی آبرو و عزت و شرافت و مال و ایمان و دین کو خاک مین ملانا بجز بدبختی و کم طالعی و سیاہ قسمتی و سوء خاتمہ کے اور کیا ہے ؎

آگ تہے ابتدای عشق مین ہم ۔ اب ہوی خاک انتہا ہے یہ

یہ فن عشقبازی اگر کوئی عمل حسنہ ہوتا تو ہر سعادتمند و عقلمند و شریف اسی فعل کو اختیار کرتا

حالانکہ اکثر اختیار کرنے والی اس کے بموجب کتب طب و شرع کے وہ لوگ
ہوتے ہین جو بے عقل محنت طلب کم ہمت ناکام نامراد ہین اور نظر سے اہل عقل و
شرف و دین کے گر جاتے ہین ہر شخص اونکو بنظر حقارت خست و ذلت
سے اور شہوت پرست سگ طینت خوک سریت جانتا ہو گو وہ بسبب اپنی مستی
و دیوانگی کے کچہہ نہ سمجھین اور دین کو عوض شکم و فرج کے برباد و ہ
روسیاہ دارین ہون دولتمندون مین جو کوئی پیشہ عشقبازی کرتا ہے لوگ
اوس کے منہہ پر برائی اوس کی نہین کرتے لکن دل مین اور اوس کے پیچہے
اوس کے حرکات پر ہنستے ہین اور غریب آدمی ہر محفل کا نقل اور شیطان کا نام
ہو جاتا ہے عشق کی خاصیت اصلی یہ ہے کہ ایک معشوق ہوتا ہے اور جس کے
بہت سے معشوق ہون اور ایک کو چھوڑے اور دوسرے کو پکڑے تو ہرگز عشق وہ
نہین ہے شوق زنا اور عیاشی ہے حدیث مین آیا ہے لعن اللہ الذواقین و
الذواقات یعنی لعنت کری اللہ اون مردون اور عورتون پر جو مزا چکہتے پہرتے
ہین اور حدیث ابوہریرہ مین فرمایا ہے آنکہہ کا زنا دیکہنا ہے اور کان کا زنا
اور زبان کا زنا بات کرنا اور ہاتہہ کا زنا پکڑنا اور پاؤن کا زنا چلنا اور دل چاہتا
اور تمنا کرتا ہے شرمگاہ چاہے سچا کرے یا جہوٹا متفق علیہ اور یہی فرمایا ہے
ان المختلعات من المنافقات یعنی جو عورتین خلع کرتی ہین وہ منافق ہوتی ہین
اور جو عورت بے سبب طلاق لینا چاہتی ہے وہ جنت کی ہوا بھی نپاویگی رواہ

عن ثوبان رفعًا و دوسرا لفظ یہی جس عورت نے اپنے خاوند سے سوال طلاق
کا کیا بلا سبب تو بہشت اوسپر حرام ہے رواہ ابو داود والترمذی وحسنہ و
ابن ماجۃ وابن حبان ہر چند متعدد نکاح کرنا جائز ہے لیکن جو عورتین خاوند کو
چھوڑ کر دوسرا تیسرا چوتھا پانچوان نکاح کرتی ہین یہ حقیقت مین ذائقہ گیر ہین انکا
نکاح حقیقت مین حکم زنا کا رکھتا ہی اگرچہ ظاہر مین صورت شرعی ہوتی ہے
نکاح شرعی یہ ہے کہ خاوند نے طلاق دیدی ہو یا مر گیا ہو اور عورت واسطے
پارسائی اور ضرورت نان نفقہ کے دوسرا نکاح کرلے اس کے سوا جو صورت
ہے وہ در پردہ زنا ہے اور زنا کا حکم پہلے مذکور ہو چکا ہے اللہ تعالی صورت
واعمال کو نہین دیکھتا ہی دلون اور نیتون کو دیکھا کرتا ہے علما نے لکھا ہے کہ
سب سے پہلے جس سے زنا و عشق و خیانت و شرک نکلا گروہ عورتون کا ہے
اسی جگہہ سے صاحب شرع نے عورتون کو ناقص العقل و ناقص الدین فرمایا ہے
اور کہا ہی کہ سب سے زیادہ دوزخ مین بھی عورتین ہونگی اس لیے کہ وہ ان
عیبون سے ہرگز خالی نہین ہوتین مگر جسکو اللہ بچا ہی یا توبہ نصوح نصیب کری
اور انکی ذات بیوفا ہوتی ہے انکے ساتھہ کیسا ہی اچھا برتاؤ کرو ایک ادنی امر
پر جو خلاف ان کے مزاج کے ہوتا ہے بدل جاتی ہین اور خاوند سے
کہتی ہین کہ تو نے ہمارے ساتھہ کوئی سلوک نہین کیا یہ سخن دروغ و فریب آمیز سے
خوش رہتی ہین اور سخن راست سے ناراض ہوتی ہین انکی خوشی و ناخوشی انکی

شرمگاہ مین ہوتی ہے ولہذا احدیث مین آیا ہے کہ مردون مین تو بہت مرد کامل ہوئے مگر عورتون مین چار ہی عورتین کامل ہوئین مراد اعلی درجے کا کمال ہے ورنہ اس امت اسلام مین بحمدہ تعالی ہزارون لاکہون عورتین صالحات گذری ہین اور اونکا حال کتابون مین لکہا ہی اور شرفا کی مستورات ہمیشہ افعال شرعیہ پر قائم رہتی ہین اور سوا خاوندون کے کسی طرف آنکہہ اوٹھا کر نہین دیکہتین اگر ایسا نہوتا تو ساری مسلمان عورتین فاسقات ٹہیرتین اور ساری اولاد حرام کی ہوتی ولد الحلال ڈہونڈے سے نہ ملتا پہر جو مرد کسی عورت کو تاکتا ہی یا کوئی عورت کسی مرد کو جہانکتی ہے تو یہ ایک وہ مرافق گناہ کبیرہ کا ہے قرآن شریف مین ذکر جہپی آشنائی کا آیا ہے ایسی عورتون کو جو ظاہر مثل کسبیون کے حرام نہین کرتی ہین اور در پردہ زنا کرتی ہین خانگی کہتے ہین بعض حکایتین عشق کی جو کتابون مین لکہی ہین وہ بازاری لوگون کی ہین اب فسق وعیاشی کا نام عشقبازی رکہا گیا ہے اگلے زمانے مین عشاق تباہ حال ہوتے اور خستہ وسرگردان رہتے تہے اس زمانے مین عشاق وا علی وصال معشوق کے طرح طرح کی آرائش پیرایش کرتے ہین یہی دلیل واسطے فسق ہونے عشق کے کفایت کرتی ہے اگر شہوت پرست نہوتے تو ہرگز یہ ٹہاٹہہ جایا نجاتا اور کسی ایک ہی معشوق پر کفایت کرتے ہرجائی نہوتے شیطان ونفس انسان کا دشمن قوی ہے وہ ہرگز راہ حق وعفت پر فساق کو چلنے نہین دیتا ہر طرح سے لذات وہ

شہوات دنیامین پہانس کر دوزخ مین لیجانا چاہتا ہے حدیث ابوہریرہ مین فرمایا ہے حفت النار بالشہوات وحفت الجنة بالمکارہ متفق علیہ یعنی دوزخ شہوتون سے چہپائی گئی ہے انجام شہوت پرستی کا دوزخ ہے اور بہشت مکروہات سے چہپائی گئی ہے انجام تحمل مکروہات کا بہشت ہے ولہذا دوسرے حدیث ابوہریرہ مین رفعا آیا ہی کہ دنیا ملعون ہی اور جو کچہہ دنیا مین ہے وہ بہی ملعون ہی مگر ذکر اللہ کا اور جو کام اللہ سے نزدیک کریوے اور عالم اور متعلم رواہ الترمذی وابن ماجة دنیا کی مثال عورت سے دی ہی جس طرح عورت بیوفا ہوتی ہے اسیطرح دنیا بہی بیوفا ہے ؎

امین مشو ز عشوۂ دنیا کہ این عجوز مکارہ می نشیند و محتالہ میرود

اسی جگہہ سے سلف سلمین نے دنیا کو طلاق بائن دیدی تہی اور دل کو محبت سے اس دار ناپائدار کی اوٹہا کر آخرت کو اختیار کیا تہا ؎

دل برین منزل فانی چہ نہی رخت بر بند کہ انا للہ

دنیا کا سارا عیش ومزا اور یہان کی ساری لذت وشہوت مثل خواب وسراب کے ہے اور آخرت کا عیش دائم اور وہان کی نعمت قائم رہنے والی ہے اللہ تعالی ہر مسلمان کو اپنی محبت اور رسول کی محبت اور نیک بندون کی محبت اور اعمال صالحہ کی محبت دی کہ اس محبت کا نتیجہ لذت وحلاوت جاودان اور نعیم مقیم جنان ہے اور محبت غیر حلال اور افعال فسق سے بچاوے کہ ہر شخص کا حشر

اوسی کے ساتھہ ہوگا جسکو وہ دنیا مین دوست رکھتا تھا اگر فساق فجار اوس کے
دوستدار مین اور صحبت بد ہے تو وہ سارا جلسہ جہنم مین جائیگا اور اگر مرد کو بی بی
سے یا بی بی کو خاوند سے محبت ہے اور دونون نیک بھی ہین تو وہان بھی یکجائی
نصیب ہوگی اور اگر بسبب تفاوت اعمال کے جگہہ ہر ایک کی دوسری ٹھیری
تو اللہ تعالی نعم البدل عطا کریگا حدیث معاذ بن جبل مین فرمایا ہے جب کوئی
بی بی اپنے شوہر کو دنیا مین ستاتی ہے تو اوسکی زوجہ حور عین کہتی ہے تو
اسکو ایذا نہ دی اللہ تجھکو قتل کرے یہ تو تیرے پاس دخیل ہے عنقریب یہ تجھکو
چھوڑکر میرے پاس آجائیگا رواہ ابن ماجۃ والترمذی وقال حدیث حسن مراد
دخیل سے مہمان ہے ہمنے بیان حقوق زوجین کا رسالہ صلاح ذات البین مین
کیا ہے بہرحال فتنہ اس عشق وفسق کا سارے اعمال بد سے بمراتب زیادہ تر
ہے اگر خلق کو انجام اپنا معلوم ہوجاوی تو ہنسنا بھول جائین اور سوا رونے کے
کچھہ کام انکو نہو لیکن ابلیس لعین کب یہ چاہتا ہے کہ وہ تنہا دوزخ مین جائے
اوسکا مطلب تو یہی ہے کہ ایک لشکر عشاق وفساق کو بھی ہمراہ اپنے سیر سقر کی
کرائے عافانا اللہ وایاکم عن جمیع المعاصی والآفات یہ رسالہ آج روز شنبہ

۱۲ جمادی الآخرہ سنہ [illegible] ہجری کو تمام ہوا

والحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات

عرف الجادي من جنان هدى الهادي

طبع في المطبع الصديقي الكائن
في بهوبال المحمية
المحروسة القدسية

١٣٠١
هـ

فہرس مطالب کتاب عرف الجادی من جنان ہدی الہادی

انشای دلپسند و املای ارجمند امام المحققین مبانی و معانی ابو الفتح محمد عبد الرشید الشوبیانی رحمه الله تعالی

کف خاک را ستایش قدوس سبوح قطره آب را نیایش رب الملائکة والروح الله اکبر این سر و آن سودا سبحان الله آن رهگذر و این شکسته پا صدای بی هنجار را بطاعت ما چه نیاز و بندهٔ شرمنده را بر سپاس گزاری خود چه ناز ست

ای غنی ذات تو از قصر ارواح انگار را | بی نیاز از ما و از سیدائی و اظهار ما
فی بهارت هستی ما نی خزانت نیستی | ای بهارت بی تعلق از گل و از خار ما

پیمبر روشن روان و توحید آموز را خاک آستانش شوم که زنگ محبت ما سوی الله از دل ما زدود و در صلوات پنجگانه تکرار رمز ایاك نعبد و ایاك نستعین تعلیم فرمود ست

محمد عربی کابروی هر دو سرا است | کسیکه خاک درش نیست خاک بر سر او

اللهم صل و سلم علیه وعلی آله واصحابه وعلی حزبه واحبابه اما بعد سیر خستان نعمت کتاب و سنت را نشته و گرسنگان جان برلب رسیدهٔ فقه الحدیث را خوان نعمتی و ابجد خوانان دبستان تقلید را آموزگاری و حسن بر بهت کردهٔ تحقیق را تمازه رخساری که درین روزگار مسرت آثار نقاب کتاب **عرف الجادی من جنان هدی الهادی** بجنبش نسیم طبع از رو برافتاد و کمی داغهای تمنای اظهار صواب که سراسر بباغ انتساب آراخراش پذیرد و گل حکایت شکایت شنید آن آمست ای کیتی آرا نیست که درین هنگامه و اپسین باز و کی مردی را تراز و ی مرجان سخی و خاسه اش هنگامه گهر پاشی ارزانی داشت چه در هر نقیر و قطمیر تفتراک همی آو یختن و ریگ گلوی تشنه کامان تقلید را بر شحه رشحه نصوص کتاب و سنت رنگین کار ربا نیست و در هست هر نغز گفتار را آنکه کشور هند از دیر باز به فروع تالیف فضلاء و کملاء خاد رستا

بوده وبیش درافشانی وگهرپاشے ایشان ابر نوبهار چشم برپشت پا دوخته اما فرارسندگان
نیک وزشت نیک دانند که این سرستان طرف انجمن نواے جگرخراش جمع آرائ
رجال زمزمه خوشدلی انگاشته وخامه را در نگارش دلائل شرعیات پیروایه پایان
تقلید مذهب معین نپنداشته اند وآین نگارندهٔ افسون روشن روانی وستوده آیینے
سخن ازان وادی راند که شاهد سرمست بی پروا اخرام سنت مطهره را انداز جلوه گستری
بزمانهٔ خیر القرون بوده خرد دستوری ندهد که پس ازین روزگار سعادتمندے کلید گنجینهٔ
ایثار حق برخلق بکف آورده گوشهٔ دستار حق پرستان را بهیچ گلهاے رنگارنگ جابخشد
وشنے بر جان راه روان شاه راه سنت که سر بگریبان خمول برده اند برنهد آری اگر این
طائر گم کرده آشیان بظهور نور مهدی موعود بکاشانهٔ خود راه بر دشگفت نباشد وکالبد
اسلام اگر تازه روانی در رود میده آید عجب نه دبیش ازین نفس در سینه گداختنی وشمعی
بر مزار این آرزوی خاک شده افروختنے ست نواب محمد احمد خان فرزند ارجمند
امیر مهابت خان بهادر را خدایش خرسندی روزی کناد که درین غربت اسلام
محو سرگرمی اتباع سنت ست و دنباله روی این فرو میده کاروان اهل حدیث مقصود
زور بازوی همت او خدای خلوص پسند بندش شیرازهٔ کتاب وسنت بدست حق پرستیش
بخشاد همین عزیز ست که نهال نشانی وآب باری وپیوندگرے این حدیقه منیر
نور الحسن خان ابو الخیر پور حضرت امیر کبیر ناصر السنة والمسلمین نواب سید
محمد صدیق حسن خان بهادر را آشنای رضوان جنان کردتا آنکه گلزار فقه الحدیث
که از مدتی دراز از دست خزان تقلید پرستان برگ وبار فرو ریخته بود بهنگام کشایش
نوبهار فراز آورد وآین گنج شائگان پس از کشودن در انطباع دست برد یغمای هر خاص و
عام کرده شد یارب این ناصر ملت ابراهیمی را بنزدگاه خلوص وقبول راه بازکشا و نثار وجود
انفاسش لمحه وسدای بردیبانی ایمان بپانے فرما فقط

ترجمهٔ مؤلف سلمه الله تعالی و عافاه

ولادت باسعادتش بست و یکم ماه رجب سنه [illegible] هجری بهنگام صبح پیش از طلوع مهر در بلدهٔ
محروسهٔ بهوپال اتفاق افتاد و در روز چهارشنبه بهستی اندر آمد و فی الحدیث وخلق النور
فی الاربعاء و این روز موافق روز ولادت حضرت یونس بن متی علیه السلام و فتح
سزد و احزاب ست «یا کرم بخشته» تاریخ تولد است که علامهٔ بلاغت اساس مولوی
علی عباس چریاکوٹی نزیل حال حیدرآباد دکن بیاورده و اندر آفرینش را روز هفتم بود که
نسک یعنی عقیقه کرده آمد و ۲۵ ماه شوال سنه [illegible] سنت تطهیر یعنی ختنه بجا آورده گشت
۱۳ ذیحجه سال مذکور روز جمعه وقت اشراق بر ایوان نواب سکندر بیگم مرحومه رئیسهٔ بهوپال
تقریب مکتب نشینی بحضور اعیان دولت و ارکان و اخوان ریاست صورت گرفت
و تا قدم بمکتب نهاده جز درس علم و مطالعهٔ کتب شغل دیگر بروی چیره نگشت با کتاب و
سنت از ازل مناسبت طبعی همراه آورده و از علوم بیگانه همچو منطق و فلسفه نفرت جبلی
دارد هرچند بمقتضای رسم زمانه بعد از اکتساب علوم آلیه از مولوی انور علی و مولوی محمد ایوب
بعض مختصرات فن منطق وغیره را از مولوی الهی بخش اکتساب نموده و بعض کتب معقول
و حکمت را از خدمت مولوی محمد بشیر الدین قنوجی قاضی سابق ریاست بهوپال فرا گرفته
و سند دواوین سنت مطهره از شیخ محدث ربانی قاضی حسین بن محسن یمانی و شیخ محمد بن
عبدالعزیز قاضی بهوپال بدست آورده و تعلیم تفسیر و فقه را بر مولوی محمد بشیر سهسوانی
عرض نموده و کتب شاذه و فوائد علوم ادبیه را از پدر عالی قدر استفاده کرده و باندازهٔ
فرصت وقت بدان اشتغال نموده هنوز در صدد این کار و بار مشغله فرمای تحصیل علوم و
فنون است و بسا دیگر گرفتن انواع کتب علوم دینیه و جمع و تالیف رسائل عالیه شرعیه
مقرون و از جانب جناب رئیسهٔ معظمهٔ بهوپال معیشت ماهیه یعنی تیول بست و پنج هزار روپیه سالیانه

وخطاب خانی وجز آن ملحوظ وبجمعیت خاطر وبفراغ بال بعونه سبحانه محظوظ با حضرت ممدوحه
والد ماجد سفرها کرده وبمبئی وکلکته وعظیم آباد وبنارس وکانپور ولکهنو وآگره ودهلی وغیره
را دیده وتوزر فارسی وریخته تذکره ها نگاشته ودر میان همسالان علم امتیاز برافراشته و
باوجود حداثت سن در فهم سخن وسخن سنجی در اقران وامائل ممتاز برآمده واز افتخار الشعراء
حافظ آغا محمد خان شمیر طرز سخن سنجی آموخته ونکات این فن نیکو اندوخته ودرین تاریخ صاحب
اولاد است دختری وپسری دارد اللهم بارک فیهما وفیهما این کتاب عرف الجادی نگار
ثانی است که از خامه حق نگارش ساده وپرکار نقش پذیرفته چنانکه نهج مقبول نقش اول است
که از کلک گهر سلکش صورت تالیف فرا گرفته وهر دو از نظر امعان پدر والا گهرش گذشته
اعتبار تصحیح روایت وتنقیح درایت بهم رسانیده وآنکه در بعض مسائل این هر دو نسخه جاده خلاف
یکی با دیگری سپرده وبتحریر دو گونه پرداخته وجهش غیر ازین نیست که جمعی از محققین اهل علم
بکتاب وحدیث درانجا دو قول گزیده اند واختلاف انظار را در میزان اعتبار سنجیده وهر
قول بجای خود مستندی از ادله دارد وبر قوت خویش در نفس الامر شاهدی از حجج نیره می آرد
وهمین قسم مواضع مسئله چند بیش نیست ناظر غیر مناظر در همچو مقام آنچه اقوی بیند واستوارش
پایه بیان مایل گردد وطالب صادق که خواهان مزید بصیرت است اورا ناگزیر باشد ازانکه
در امثال این اماکن رجوع بمؤلفات جناب والد ماجدش همچو دلیل الطالب علی
ارجح المطالب وبدور الاهله من ربط المسائل بالادله فرماید وآز تالیفات علامه ربانی
امام الائمه ایمانی مجتهد مطلق یمانی قاضی القضاة محمد بن علی شوکانی رضی الله عنه
همچو شرح منتقی وفتح ربانی وجز آن استفسار نماید فان فیهما ما یشفی العلیل
ویسقی الغلیل ویریح الفؤاد من قال وقیل لیس علیهما من دلیل فلیکن
ذلک علی ذکر منک وبالله التوفیق وهو یهدی الی سواء السبیل۔

حرره ابو الحسن ذو الفقار احمد النقوی البهوپالی عفا الله تعالی عنه۔

عبارة حررها على هذا الكتاب الشيخ العلامة زينة اهل الاستقامة القاضي الرباني مولانا الشيخ حسين اليماني

يا من خص عريكة كل فرد من افراد الناس بخاصة لا توجد الا فيها
وجعل لهذا رغبة عن هذه فيأبى عنها ولهذا رغبة في هذه فيصطفيها
صل وسلم على نبيك الذي شرفت بآثاره المباركة كثيرا من البقاع وعطرت
بسنته المطهرة الاكم والقاع وعلى آله وصحبه وحملة علومه ونقلة سننه
ما دعا لله داع وبعد فبحمد الله وتمام عونه وحسن توفيقه وكمال منه وصونه
قد تم طبع هذه الرسالة الجليلة المقدار والمقالة الصحيحة الانظار التي
يطلع كل من طالعها على احكام السنة السنية ويصير ناظرها نابغا في معرفة
المسائل المحققة العلمية متناهيا بكتاب بلوغ من جمع فقه الحديث الغاية
وانبسطت به النفوس التي تبغضها فقه الرأي بلا حجة ودراية أتى به مرتجلا
السيد الامام مقدام الكرام فاتحة احياء علوم الدين خاتمة النبلاء المتقين
صفوة اهل البيت المبرأ عن كل رجس وذنب الشريف الطيب ابي الخير مير
نور الحسن خان متع الله المسلمين بطول بقائه ودوام ايامه وعطر
الاكوان من ذكره الشريف بمسك ختامه الذي حين اذن مؤذنه حي على الصلاح
وصاح داعيه حي على الفلاح سماه عرف الجادي من جنان
هدى الهادي لكونه يهدي الناس الى طريق الحق والصواب
يجردهم عن التي تقع في مهاوي الردى والتباب قد اعتنى في تحريره بجمع
بلوغ المرام الذي بل الغمام وجاد بشفاء الاوام من ادلة الاحكام بعبارة

عذبة المذاق واشارة سهلة المساق فارتفع مقداره على فرق الفرقدين
وعلا مقامه على مقام النيرين حيث اسفر نفقه السنة العليا لطالبيها
اسفار الصبح لذي عينين وصفى مطلع احكام الحديث عن غبار الراي و
رين الشين فحين تحصل من ذلك ما تحصل وصح ما دار من هذا المسلسل
المصفى وتسلسل انشدت بلسان القال ما اقتضاه الحال ...... سه

سقيا لمن صنف الاحكام محتسبا ... لله والدين لا للفخر والتيه
جادت شكيمته بالفقه معتنيا ... الفاظه الغر واستقصى معانيه
رأى قضايا عن الافهام شاردة ... فحازها في كتاب العرف يرويه
واحرز الوبل في كن البلوغ فقل ... له المزية في معنى قوافيه
من ذا يماريه في تحقيق مسئلة ... وحسن سبك بترجيح وتوجيه
داء بطبعك من تقليد مجتهد ... فها كتابا عن الاسقام يشفيه
صحيفة تصرع الاجيال قاطبة ... وعن مواقع نبل الراي يحميه
اليك يا موئل الاراء معذرة ... انت عن سنن الانباء تسليه
خير الكلام كلام يطمئن به ال ... قلب الذي حادثات التقليد يرميه
خير الحديث حديث صح من طرق ... حاشاه اذ جنت الظلماء تطويه
شان المسلم في اسلامه عجب ... الرأي يقتله والنص يحييه
لله در ابي الخير الامام فقد ... حاز العلوم والقى الدر من فيه
السيد الطيب المقدام محتدنا ... كم ذا انتبه به تيها على تيه
من سيد العرب العربا ضئضئه ... كم قلت مستقصيا اوصافه ايه
توارث المجد عن ابائه قدما ... وبعد ذلك في الاخلاف يبقيه
لا زال علمك ممدودا سرادقه ... على الشريعة منصوبا بما فيه

صلى الاله على خير الورى ابدا   مثنا صلوة مدى الايام ترضيه

وكان ذلك التاليف والطبع في بلدة بهوپال المحمية على عهد دولة حضرة مليكتها وحامية حوزة حليقتها امن ذكرها بين ظهراني الناس تاريخ النحر وفضلها في زمرة الرؤساء اشهر من نار على علم تاج الهند الرئيس البطل الاعظم حضرتنا نواب شاهجهان بيگم لا زالت ظلال جودها على مفارق الايام ممدودة الرواق وبدور سعادتها وسيادتها آمنة من الافول والمحاق

ولا برحت تزداد عزا رفعة   بمنصبها العالي صدور المجالس

وما الحسن التصحيح الجليل اذا كان مع الطبع الجميل فهما كالدين والدنيا اذا اجتمعا وكالمحب والمحبوب اذا كانا معا وقد اعتنى بتصحيحه وبذل جهده في تنقيحه السيد العلامة معدن الفضيلة والكرامة فارس ميدان العلوم غارس اغصان الفهوم السيد ذو الفقار احمد النقوي البهوپالي طابت له الايام والليالي بشركة الحبر الذي لا يجاري في قوة التحرير نقد التقرير الجامع للعلم الكثير والفضل الغزير معدن الفخار والادب الشيخ العلامة عبد الحق الكابلي ما فاحهما الله تعالى بهذا ونسأل الله تعالى عواطف رحمته الفاخرة وشكره باللسان والجنان في الاولى والآخرة

عرف البلادي من
جنان هدى الهادي

طبع في المطبع الصديقي
الكائن في بومباي المحمية
سنة ١٣٠١ الهجرية

قم

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی هدانا الی شفاء الاوام و بل غمام الاسلام و اشکر من هدانا الی
برء سقام الاوهام بمراهم بلوغ المرام من ادلة الاحکام والصلوة والسلام علی سید
محمد نخبة الکرام ولبنة التمام وعلی آله خیرة الخیرة من الانام وصحبه الفحول
الاسلام و بعد که از تحریر مختصری مسمی بالنهج المقبول من شرائع الرسول که بر مهمات مسائل
و در بسیار از زیادت احکام شامل و امهات فقه سنت مطهره را بر وجه صحیح حاوی ست فرصت
دست بهم داد درین کتاب که مال النصاب که عرف الجادی من جنان هدی الهادی
نام اوست اعظم مقصود ایراد و احد احکام و بل التمام ما اودعه بلوغ المرام ارشاد مساعی اتباع
و حمایت سنت بعد و بصواب در مواطن عصبیت و بیه باییسر تلمیح اخفی تلویح ست تا اهل تبلیغ را
که تشنه کام سلسبیل سبل السلام سلام و وارد ریاض تنقیح احکام اند آن ستمام ازیال سنت مطهره
خیر الانام طوح بدگرود و تجاوز حفیه گنود رای و تقلید بعضی فقها جسد نصوص صحیحه وارده عبادات
و معاملات دست بهم دهد و مقابل دل و دست نبوت بادنی توجه فواد بغایت مرام خود تا اهل

بست وکشاد مسائل بی کاوش خاطر بسوی ایثار حق بر خلق آئل گردد ولهذا در تحریر این تقریر
اقتصار بر اخصر عبارت وا وجز اشارت رفت و تطویل و ذیول کلام و استیفاء خلاف واقع
را در هر مسئله از مسائل اسلام مؤلفات ائمه اعلام ومطولات فحول اسلام محل حلّ وابرام باشد
ولم اصنع فی ذلک ما یصنعه المناکرون یثبتون الاحکام الشرعیة من دون کشف
عن الدلیل ولا ردّ للفرع الی الاصل الاصیل ثم یذکرون ما یشعر بعدم الجزم
ولا یذکرون ما یقضی لهم بالجزم ثم یاتی من بعدهم فیدَوّنُ تلک الاحکام للمقصرین
بما لیس علیه اثارة من علم ولا هو فی قبیل ولا دبیر من الشرع المبین وقد نبهنا فی هذا
الکتاب علی جملة من ذلک الباب اذا وقف علیها من بقی فیه بقیة من انصاف و
حیاء من الله ورسوله الموصوف باحسن الاوصاف انقاد لها احسن الانقیاد واذعن
لها اذعان المرید للمراد واما من حیل بینه وبین معرفة الحق والحقیقة وطبع
علی قلبه وعلی بصر بصیرته غشاوة من حجاب الرسم وخشیة الخلیقة فلا یزیده
ذلک الا بعدًا عن الصواب وتهافتا علی ما یفضی به الی التباب وازانجاکه درین
رساله مسائله ومقاله علاله قطع نظر ست از احتجاج بمسائل اجماعیه مصطلحه اهل خلاف پس
ضرورت شد که پرده از روی اجماع که هیبت وخشیت آن در دلهای خاصه وعامه بسیار ست
برانداز یم وانچه در مکمن بطون ست بر منصهٔ شهود جلوه گر سازیم وبعد ازانکه اجماع چیزی نیست
قیاس مصطلح که آنرا دلیل رابع قرار داده اند خود مکفی المؤنة شد و نماند مگر آنکه ادله دین اسلام
وملت حنفه خیر الانام منحصر در دو چیز ست یکی کتاب عزیز ودیگر سنت مطهره وماورای این
هر دو کدام حجت نیره و برهان قاطع نیست ودرین گذشته اند خیر القرون مشهود لهم بالخیر از صحابه
وتابعین وتبع ایشان باحسان وهرکه او در صحبت ثابت شده روایتش مقبول معمول بها سنت
ورسول خدا صلعم تعدیلش کرده بلکه عصابهٔ اهل حدیث نیز معدّل بتعدیل پیوست الی یوم القیام
وحدیث یحمل هذا العلم من کل خلف عدوله الخ نص صریح ست درین مقام نا لصحابه

رسول خدا صلعم که انصار و اعوان حضرت وی و ملازم بارگاه عالیشان بودند چه رسد تا بری
سخن اگر هست در قبول رای ایشان است نه روایت و خلافی که در اینان واقع شده
اگرچه محق در آن یا دلیل معلوم است لکن مخالف منجمله کسانی است که شرف صحبت شامل حال
اوست و اند راجش بر برعموم ادله ناطقه و دافع خطای واقع از وی است و کلام ایشان محمول بر
تاویلات و محامل است که ضمیر بسوی آن متعین و تعظیم و اعتراف بعلو شان و ارتفاع درجه
این حضرات باعث سوابق و برکات از سائر قرون شده و مسلم منظم شریعت و نبوت است و
اشتغال بمثالب و معایب ایشان و تشنیع بمطاعن ائمه مجتهدین چه جای اربعه و چه جای اینان
کنند و بهتان بندند هر مجتهد را محروم از حلاوت ایمان و بشاشت اسلام باشد و غالب استنا
حکایت اجماع از متاخرین اهل علم آنست که عالمی را علم بوقوع خلاف در مسئله که در آن
حکایت اجماع کرده اند حاصل نیست نه آنکه وی استقرا اقوال انام و اهل عالم کرده است
تا آنکه این اجماع نزد او بپایه ثبوت رسیده و چه این ثبوت بعد انتشار اسلام و در اقطار ارض
منتشر گردیده و عمرها از برای آن وفا نیکند گو استقرار طویل و تلاش بسیار باشد تکلیف که بسا
باشد که اهل بلد احاطه بمعرفت علمای همان بلد نمی توانند کرد تا بیک یک غریب است چه رسد
و علی کل حال ممکن نیست که متغرب در طلب اجماع محیط چیزی است که نزد علماء یک بلد از آن نیست
در مسئله از مسائل می تواند شد مگر بعد از ایام طویله و عمرهای دراز و گاه باشد که با وجود استقرا
بالغ این احاطه دست هم نمیدهد زیرا که بر بعض اهل العلم غلبه خمول اضطراراً یا اختیاراً می باشد
با آنکه وی از آن کسان است که اعتداد بقول شان میرود پس هر که مدعی اجماع اهل عصر خود از
علمای مسلمین بر مسئله از مسائل دین است دعوای او بغایت کلان باشد و زعم قیاسش
نیز تولیست و امکان اجماع منع است بر تقدیر تسلیم امکان نفس اتفاق بدون نظر بآنکه مردم
یا مردم عارف چیزی که نزد هر واحد از آن اهل علم است باشند پس حق همین است که اجماع
متعذر است زیرا که اتفاق جمیع علمای امصار بر مسئله از مسائل با وجود اختلاف مذاهب

داهیه و تباین افهام و تنافی قرائح و محبت تناقض و الفت خلاف متعذر ست و این قضیه ست
که عالم حاکی اجماع اهل عصر خود باشد و اگر حاکی اجماع اهل عصر تابعان از عصور ست که
مدرکش نیست و این عصر بعد از عصر صحابه است پس این امر داخل در امتناع باشد چه غالب
مستندش غیر ازین نباشد که در کتب بعض مصنفین حکایت آن اجماع یافته و از ان کتاب
حکایتش نموده و درین هنگام همان کلام اول در ایراد بر حاکی اول عائد می گردد و هم کذلک
و اگر مستند حکایت این حاکی اجماع اطلاع بر مؤلفات اهل عصری از عصور و وجودش
متفق برامری از امور ست پس امکانش ممنوع باشد زیرا که اطلاع بر جمیع مؤلفات اهل عصر
ممکن نیست بوجهی که گذشت و باین وجه که بعض مصنفین را حظی در شهرت باشد و مؤلفاتش
انتشار می پذیرد و بعض را بهره از شهرت نمی باشد و تالیفاتش منتشر نمی گردد و معهذا ضروری نیست
که هر عالم که ملکهٔ اجتهاد حاصل دارد مشتغل بتالیف شود بلکه اکثر اهل علم اشتغال بتالیف
نکنند چنانکه این معنی معلوم هر واحد ست بمشاهدهٔ بعض اهل عصر خود و بنقل ثقات از غیر
اهل عصر خویش و ازینجا ظاهر شد که این اجماعات که حکایتش در مصنفات می کنند باعتبار
همان حال ست که ذکرش گذشت یعنی حاکی را علم بوقوع خلاف در مسئله حاصل نشده
و عدم علم بوقوع مستلزم عدم نیست غایة ما فی الباب آنست که ظن باجماع حاصل
گشته و مجرد ظن فردی از افراد صالح آن نیست که مستند اجماع باشد و نه طریقه از طرق او ست
و هر که قائل ست بحجیت اجماع قائل بحجیت این ظن نیست پس این مجرد ظن فردی از افراد
امت باشد و او تعالی احدی را از خلق خود بمثل این ظن متعبد نساخته بلکه اگر عالمی مطلع گوید
که درین مسئله دلیلی از سنت یا دلیلی از قرآن نیافته ام هیچ عاقل نگوید که این قول او حجیت
تا بعالم چه رسد و بعد ازین تقریر بر طالب حق نزد سماع حکایت اجماع خطب این امر آسان
شود و مشکلش بگشاید زیرا که این اجماع نه آن اجماع ست که امت در حجیت و عدم حجیتش اختلاف
کرده است با آنکه جمهور اهل اصول بآن رفته اند که در اجماع احتمال آحاد مقبول نیست چنانکه

تا شخصے در تقریب و غزالی در کتب خود بیان تصحیح کرده اند بآنکه مراد با خبار آحاد در چنین
مقابل حد متواتر ست و درین صورت اگر فاضلے بگوید که آنچه نزد علمای عصر وے در
جمیع اقطار ساکنست در مسئله از مسائل ست استقرار کردم و همگنان را بر قول واحد متفق
یافتم و این قائل یک کس یا دو کس یا سه کس باشند پس خبر ایشان مقبول نباشد
و نه نقل او ثبوت اجماع نزد ایشان میتواند شد تا بحیکه حکایت اجماع باستناد بسوی
عدم علم بوقوع خلاف یا بسوی مجرد ظن که جز عدم علم مستندی ندارد می کنند چه گمان میتوان
کرد و اگر این قسم اجماع بر عیار حجت باشد باید که حجت بمثل این دعاوے که هیچ یکے در
امثالش بجز از ان نمی گراید قائم گردد حالانکه قیام حجت به چنین امور عقلاً و نقلاً ظاهر و باطل ست
دیگر تقسیم اجماع بسوی قطعی و ظنی کرده قطعی را منقول بتواتر و ظنی را منقول بآحاد
بر صفت متقدمه نشان می دهد و اجماعی که دران فردے از افراد استناد بسوی مجرد حصول
ظن خود کرده است داخل در هیچ یکی ازین هر دو قسم نیست و چون معلوم شد که اجماعات
محکیه ازین قبیل اند اجماع در ورود در حد رد نیست پس معلوم توان کرد که اجماع بمعنے که
اهل اصول و غیرهم ذکر کرده اند اگر ناقلش یکے ست پس دران همان امتناع ست که گذشت
و همچنین اگر ناقلش یک جماعه باشد چه این جماعه یا کمتر از عدد تواتر ست یا بمقدار عدد تواتر
زیرا که مفروض مباشرت هر واحد از ایشان از برای استقراء و شناخت هر عالم از
علمای دنیاست و این از هر فرد فرد این جماعه ممتنع ست چنانکه نزدیک ناقل بودن واحد
ممتنع بود لما سلف حاصل آنکه وارد بر اجماع ممنوعات اند اول منع امکانش دوم منع وقوعش
سوم منع امکان نقل آن چهارم منع وقوع نقل و تجرد هر منع ازین منوع طائفه از اهل علم
واقف شده چنانکه ائمه اصول حکایتش کرده اند رای اجماع را باید که نزد احتجاج باجماع در هر
منع ازین منوع امعان نظر کند و حق اجتهاد بجا آرد و بکثرت اقوال مغتر نشود و از رای جاهل
مهابت ننماید که شان مجتهد در هر موطن از مواطن علم همین ست و اما کسیکه نزد وی هیچ بهره

نافی دریافتش هر سه نوع رائج و هر نقاله پیش او مقبول ست وی انرا اجتهاد نه در آمدن ست
نه در رفتن بلکه مروج دل خود با مانی و مطمح خاطر خویش با راجیف ست که از منهاج شریعت
و شرعهٔ اسلام بمراحل دور باشد ولا سیما چون کسیکه ارادهٔ اجتهاد دارد و قصد بذل نظر
در امهات مسائل و تسدید فکر در مهمات احکام که بران بناء قناطیر بسیر و نحو این مسئلهٔ
اجماع که در صدد وی ایم و انچه از دیگر مسائل اصول نا با دست می کند پس این مسائل احوج
باشد ببذل وسع از غیر آنها چه در غالب اوقات احتیاج مجتهد بسوی آنهاست و
ناظر بکه نزد وی شی از ین انواع اربعه واقف ست وی هرگز راهی بنقل اجماع را بیکی ازین
انواع جواب ندهد مگر دلیکه برهان موجب انتقال آرد و اگر فرضا آورد او را می رسد که نزد
منع بحیم وقوف کند و آن حجیت اوست مثلاً بعد از تسلیم هر چهار مواطن می توانیم گفت که
اجماعیکه وقوع و نقلش ممکن شد تسلیم نمی کنیم که حجت شرعیه ست پس اگر مناظر دلیلی شرعی
که دال باشد بر حجیت اجماع شرعاً بیارد شک نیست که میان هیچ یکی و میان حق عداوتی
نیست لکن وَاَنّٰی لَهُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّکَانٍ بَعِیْدٍ و اگر چنین دلیل که دال ست بر حجیت
شرعی بودن اجماع نیاورد واجب بر ما همان توقف باشد چه احدی را قول باثبات دلیل
شرعی بلا دلیل شرعی و عقلی حلال نیست و ما را تا ایندم وقوف بر حجت عقلیه یا شرعیه که
موجب انتقال از موافقت منع بسوی موافقت تسلیم باشد با وجود اعطای حق نظر در همه
انچه از برای احتجاج بر حجیت اجماع در مختصرات و مطولات وارد کرده اند و بران آگاهی
دست بهم داده حاصل نشده و هرگز حاصل شده باشد پس مقام موطن افاده و استفاده است
و حکایات اجماع از غیر خود که درین کتاب یا در دیگر کتب کرده ایم یا آینده بکنیم مقصود بدان
نه احتجاج باجماعات ست بلکه غرض ازان مجرد الزام قائل حجیت اجماع باجماع ست فلیعلم
ذلک و تمام حجج و جمیع ادلهٔ قائلین اجماع با اجوبهٔ شافیه در کتاب ارشاد الفحول الی تحقیق الحق
من علم الاصول و فتح ربانی من فتاوی الشوکانی رضی الله عنه مذکور ست را می انثلاج

خاطر بدان رجوع فرمایند آمدیم بر آنکه چون هر واحد از مسلمانان تمکن از اجتهاد و قدرت
بر استنباط ندارد وے نیز بارادهٔ عمل بحدیث و اتباع سنت مطهره چه کار کند پس ظاهر است
که علماء سلف دست در همچو مواطن استفتاء در مسائل از اهل علم کتاب و سنت می کردند
و می گفتند که ما را از حکم شارع درین حادثه مطلع سازید و این ملت که عبارت از قرون مشهود
لها بالخیر است تلاوت آیه یا روایت حدیث پیش ایشان بجواب سؤال آنها می کردند و
همین فتوی رواج داشت پس آنچه رعیل اول را گنجایش کرد بهمان آخر امت را نیز گنجایش
اگر در اهل بلد یکی از علمای سنت موجود است و بر علو مدارک و سمو مناصب وی در علوم
دین وثوق حاصل از وی سؤال بمقتضای کتاب عزیز و سنت مطهره باید کرد و هرچه
آن عالم عارف بقرآن و حدیث بجا آرد این هر دو حجت نیره و نشان ده چشم بسته بدان عمل
باید نمود و از احدی خواه مجدد باشد یا مجتهد نباید اندیشید و اگر این چنین دانشمند که
از کتاب و سنت چنانکه باید و شاید خبیر می تواند شد در اهل بلد میسر نگردد چاره کار
دران روزگار آنست که بکتب فقه سنت بیاویزد و بجد و لوین حدیث لا سیما آنچه از انها
مخصوص باحادیث احکام است مثل بلوغ المرام و منتقی الاخبار و شرح این اسفار برکت
آثار اعتصام نماید و بے اندیشه خلاف زید و عمرو کار قرار داد فرمانروا باشد زیرا که درین
کتب و اشباه و نظائرش بچه تیل و سبیل در روشندیه و مسک الختام و دلیل الطالب
و شرح عمده و سبل السلام الخ نوشته و تحقیق کرده اند همه اساس منطوق نصوص و مدلول ادله
صحیحه بی آمیزش رای دانش پرستان پیشین و بی آلایش اجتهاد فقیه نشان نیست
و کل ذلک نور علی نور و من لم یجعل الله له نورا فما له من نور و هذا

اوان الشروع فی المقصود و بالله التوفیق

وهو المستعان و نحن العابدون و

هو سبحانه المعبود.

کتاب الطهارة

باب در بیان آب و جز آن

آب باران و دریا و چاه طاهر و مطهر ست پلید نمی گردد مگر بنجاستے که بو یا مزه یا رنگ او را
برگرداند و حدیث قلتین که در صحیحین نیست مأول ست و راجح عدم فرق ست
در قلیل و کثیر و مستعمل و غیر مستعمل و این ارجح مذاهب ست در نظر تحقیق و از غسل جنابت
و بول در آب استاده که روان نیست نهی آمده و احادیث نهی از اغتسال زن
بآب فاضل از غسل مرد محمول بر آب ساقط از اعضا ست و احادیث جواز محمول بر آب
باقی در آوند ست یا نهی تنزیهی ست و آوندی که سگ دران آب خورد طهارتش شستن
آن ظرف ست هفت بار نخستین بخاک شوید پس تر آب گربه پلید نیست که آب بدهان
انداختن او نجس گردد و زمین نجس بریختن دلوے از آب پاک می گردد و ماهی و ملخ و
جگر و سپرز حلال اند و آبے که دران مگس افتاده مگس را دران غوطه دهد و بیندازد و آب
را بکار برد همچنین طعام را که دران مگس بیفتد و پاره بریده از چارپایه زنده حرام است
خوردنش حلال نیست و آب نبیذ پاک ست

باب در بیان آوند

حرام ست نوشیدن و خوردن در آوندهاے زر و سیم و الحاق سائر استعمالات
بدان ناتمام ست و دعوی اجماع بصحت نرسیده و اظهر عدم الحاق یواقیت و جز آن از
احجار نفیسه بزر و سیم ست بلکه همه باقی ست بر اصل اباحت و چرم مدبوغ پاک ست
و آب و برگ درخت مسلم مطهر او ست و خوردن در آوندهاے اهل کتاب نزد نیافتن آوند
دیگر بعد از شستن آن جائز ست آنحضرت صلعم از مشک زن مشرکه وضو کرد و ساغر د
کاسه شکسته را بتار سیم استوار کردن و دران آشامیدن و خوردن نامشروع نیست

باب در بیان ازالهٔ نجاست

سرکه ساختن خمر نا روا ست واگر از خود سرکه گردد جائز باشد و گوشت خران خانگی
حرام ست نباید خورد و گوشت اسپ حلال ست و آب دهن ناقه پاک ست و منی
هرچند پاک ست اما غسل و فرک وی ست آن از شارع علیه الصلوة والسلام ثابت
شده و در بول جاریه غسل و در بول غلام رش آمده و خون حیض ناپاک ست حت و قرص
آن لازم و بقای اثرش در جامه بعد از غسل مضر نیست و ثبوت نجاست بول و غائط
آدمی بضرورت دینیه است و در ماعدای این هر دو که از آدمی بیرون آید خلاف ست
و همچنین در خارج از حیوانات و حق تحقیق بقبول حکم نجاست چیزیست که پلید بودنش
بضرورت دینیه ثابت شده و در ماسوای آن حاجت بورود دلیل دال بر نجاست
مثل روثه که حکم بنجاستش واجب ست بدون الحاق و در آنچه دلیل نیامده برائت
اصلیه در نفی تعبد نجس بودن آن کافی ست چه اصل در همه اشیا طهارت ست
و حکم بنجاستش حکم بتکلیف عام البلوی ست این حکم درست نیست مگر بعد از قیام حجت
و حکم بنجس یا متنجس بودن کدام شئ بمجرد خیال و وسوسه دور ست از شریعت حقه
و تسامح در حکم نجاست شئ و صفت تطهیر آن قصر بر ورود ست و تحویل بشرع متقرر
باقوال علمای استفراغ آن قول منسوب بسوی جمیع ایشان باشد یا بسوی
بعض اهل سنت از دین مبین پس دعوی نجس عین بودن سگ و خنزیر و پلید بودن
خمر و دم مسفوح و حیوان مردار ناتمام ست آری اکل لحم اینها و آشامیدن خمر حرام ست
و نیست ملازمت میان حرمت و نجاست آری هر نجس حرام ست نه هر حرام نجس و
اکل شئ ماکول مجلوب از ارض کفار حرام نیست آنحضرت صلعم پنیر را که از بلاد نصاری
آمده بود بخورد و از بزغالهٔ بریان یهودیهٔ خیبر تناول کرد و همچنین ذبائح جمیع مسلمین با وجود
اختلاف ملل و نحل و تباین طرائق و ادیان و ذبائح اهل کتاب و دیگر کفار نزد وجود

وذبح بر بسمله یا نزد اکل آن حلال ست حرام نچنین نیست مادامیکه آن ذبح از برای غیر خدای عز وجل نباشد ورنه ذبیحه مسلم که از برای سید احمد کبیر و شیخ سدو و زین خان وجز ایشان باشد نیز حرام ست گو نزد ذبح تسمیه بر آرند یا وقت اکل نام خدا بر زبان گذرانند و طهارت با پوشش آلوده بنجاست همین سو و نش بزین ست و بس و دران نماز گزاردن و مسجد در آمدن روا ست ولیکن شیطان لعین و ابلیس رجیم از برای عصاة متشککین و آثمین سته تهترین تشکوک و خیالات بی سر و پا را دام شکار خود ساخته و چون دید که نفوس این قوم طموح بسوی شرب خمور و ارتکاب فجور نمی کند لاجرم این حفیره را شبکه گرفتاری ایشان گردانید اللهم اعذنا من نزغات الشیطان واجرنا من خزی الدنیا وعذاب الآخرة

باب در بیان آداب قضای حاجت

در خلا انگشتری را که بران نام خدا یا رسول و نحو آن باشد با خود نبرد و نزد در آمدن بآبخانه این کلمات بگوید اللهم انی اعوذ بك من الخبث والخبائث و بر دل آفتاب و ماند آن از برای استنجا ثابت ست و همچنین پنهان شدن از چشم مردم نزد ریدن و از تخلی در راه و زیر سایهٔ درخت میوه دار و کرانهٔ نهر روان در حدیث ضعیف نهی آمده و همچنین ممنوع ست سخن کردن در حالت تخلی و سودن ذکر در حالت بول و مسح خلا و بدست راست و تنفس در آب و نیز استقبال و استدبار قبله نزد ریدن و شاشیدن و استنجا بیش از یکتر از سنگ کلوخ و سرگین و استخوان و چون از خلا بدر آید غفرانک گوید و عامهٔ عذاب قبر از عدم نزاهت از بول باشد و استاده شاشیدن مکروه ست و فعل این کرده از آنحضرت صلعم از برای بیان حکم شرعی جائز باشد و نشستن در خلا بر پای چپ و استاده کردن پای راست بسند ضعیف ثابت شده و سه بار افشاندن ذکر نزد بول نیز ثابت بحدیث ضعیف ست و جمع میان سنگ و آب احسن و آب تنها افضل از تنها سنگ ست والله اعلم

باب در بیان وضو

وضو از اعظم شروط نماز ست وتقدیم مسواک بر آن مستحب آمده وکف دست را سه بار
شوید و آب در دهن گرداند و اندرون بینی رساند و این واجب ست و بینی را بیفشاند
سپس روی بشوید و دست راست وچپ را تا آرنج با آرنج ست یا غسل دهد
اگرچه مذهب جمهور عدم دخول غایت در مغیاست ولیکن در حدیث دارقطنی از عثمان آمده
فغسل یدیه الی المرفقین حتی مس اطراف العضد قال الحافظ اسناده حسن
ودر حدیث ثعلبه بن عباد عن ابیه مرفوعا آمده ثم غسل ذراعیه حتی یسیل الماء
علی مرفقیه اخرجه البزار والطبرانی سپس مسح سر کند در آیه کریمه محتمل مسح کل
ومسح بعض راس هر دو ست وسنت مطهره بیان اوست از آنحضرت صلعم اقبال وادبار دست
در مسح ثابت شده وبرین هیئت استمرار فرموده ومسح بر پیشانی وبر دستار هم بصحت
رسیده واین دلیل ست بر افضلیت هیئت مستمره واجزای هیئات دیگر در بعض احوال
واحادیث فعل تخلیل لحیه خالی از مقال نیست واما امر تخلیل پس خود واحدی بجانب
تصحیحش نرفته ویک بار مسح ظاهر وباطن هر دو گوش کردن وبودن این هر دو از جمله سر ثابت
ست ولیکن واجب نیست سپس هر دو پای تا شتالنگ با شتالنگ بشوید شتالنگ
نام استخوان بر آمده میان مفصل ساق وقدم ست وشک نیست که قراءت نصب
وجر در آیه کریمه افاده جواز غسل ومسح هر دو می کند وبرای هر یکی قائلین تمسک بآن
کرده اند ومدلول کتاب عزیز مشروعیت هر واحد از غسل ومسح علی الانفراد ست وجمع
میان هر دو قول قائل بجمع بغایت ناتوان ست زیرا که جمع میان این هر دو هرگز از
شریعت مطهره ثابت نشده ودر اعضای متقدمه برین نمط بوده دلیلی ست که در وجه فقط
غسل وهمچنین غسل در یدین مشروع فرموده ودر سر فقط مسح آمده ولکن رسول خدا صلعم

بیان فرموده که فرض برا ست غسل ست نه مسح رجلین و احادیث این معنی از صحابه در
حکایت وضوی نبوی بحد تواتر رسیده و هیچ مصرح بغسل ست و در هیچ حدیث ضعیف
مسح نیامده مگر در خفین پس واجب غسل هر دو پای ست بنا بر بیان تمر جمیع عمر وی صلعم
بلکه سنت آمر ست به غسل و منجمله آن احادیث تخلیل اصابع ست و این مستلزم غسل است
چه در مسح تخلیل نیست بل یصیبها اصاب و یخطی ما اخطاء و ترتیب در وضو واجب ست
و کافی ست مسح سر یک بار و در آوردن هر دو سبابه در گوش و مسح آن هر دو یا بهام در
حدیث آمده و آب گوش بجز آب سر باید چنانکه آب سر بجز آب هر دو دست شاید و آخر
خواب برخاسته دست در آوند آب فرو نبرد تا آنکه سه بار بشوید و این سنت ست
و در حالت صوم مبالغه در استنشاق نمی باید کرد و وضو بدو ثلث مجزی ست و دلک
اعضای وضو جائز باشد نه واجب و اطالت غره و تحجیل مستحب ست چنانکه تیمن در تنعل
و طهور و جمله شیون سنت ست و وجوب تسمیه در وضو بر ذاکر ست نه بر ناسی و فصل و وصل هر دو
در مضمضه و استنشاق ثابت شده و خشک ماندن برابر یک ناخن موجب اعاده وضو
و مسح اعلای خفین نه اسفل آن ثابت ست بادله متواتره و مدت آن یک روز و شب ست
از برای مقیم و سه روز و شب ست از برای مسافر و از اذکار وضو جز این دعا که در مسلم
از عمر رضی الله عنه مرفوعا مرویست اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ
رَسُوْلُهٗ ثابت نشده و در ترمذی اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ
مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ هم زیاده کرده لیکن در سندش اضطراب ست و در حدیث ابی سعید
نزد ابن السنی و حاکم و غیرهما زیادت سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ
اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ نیز موقوفا وارد گشته و رفع آن ضعیف ست و در
شعر و غیبت مسح رقبه فی الجمله روایات ست که صالح تمسک می تواند شد آمده اگرچه نزدیک ست
که اهل مذاهب اجماع کنند برآنکه بدعت ست

باب نواقض وضو

شکننده وضو خواب مرد دراز است نه نشسته اگرچه غلیظ کند و خنده حدیثی بصحت نرسیده
آنکه گفته ضحک ناقض صلوة است نه وضو در مجمع الزوائد گفته رجاله رجال الصحیح و مس ذکر
و خوردن گوشت شتر و حدث و صوت و ریح و فسا ناقض وضوست اگر در نماز بگوزد وضو
دیگر کند و اعاده نماز نماید و نمی شکند از برآمدن خون و قی و ثبوت نقض وضو بکدام شیئی
جز بدلیل نمی تواند شد اهل ورع درین امر توسیع نموده اند و غالبش سبب بی دلیل است و
حق آنست که واجب در همه احوال بقا بر اصل است چه وجوب تعبد باحکام شرعیه
بایجاب خدا و رسول نیست و رنه شرع نباشد اللهم بصرنا بالصواب واجعل بیننا
وبین العصبیة من لطفك امنع حجاب و خون استحاضه رگی از رگها است حیض نیست
برای هر نماز یک وضو بکند نه غسل همچنین در مذی وضوست پس غسل ذکر و نضح ثوب کافی
باشد حاجت بهیچ غسل جنابت نیست و نمی شکند وضو از بوسه چنانکه روزه هم نمی شکند
و حامل میت را وضو کردن می رسد چنانکه غاسل مرده را غسل می باید نمود و حدیث
لا یمس القرآن الا طاهر معلول است

باب در بیان غسل و حکم جنب

وجوب غسل بخروج منی از شهوت است اگرچه بتفکر باشد و بملاقات هر دو ختان اگرچه
انزال نشود و در احتلام وجود بلل معتبر است خواه آن محتلم مرد باشد یا زن و مجرد خواب
چیزی نیست و مسنون است غسل از برای جماعت و برای جمعه واجب است و برای نو مسلم
مستحب و همچنین بیان در جماع و ابن خزیمه فلیتوضأ وضوءه للصلوة روایت کرده اند
و این نشاط است از برای عود و سوی اهل و جنب اگر بی وضو بخسپد روا است و در غسل اول

هر دو دست بشوید پس آب از دست راست بر دست چپ بریزد و فرج را بشوید بعده وضو کند پس تر آب بر سر بریزد و انگشتان را در بیخهای موی سر درآرد و سه بار بر سر و بر سائر جسم آب روان سازد پس هر دو پا بشوید این ست غسل شرعی و نیت همه جا شرط است اما چه وضو چه غسل و افضل افشاندن تن بدست ست نه چیدن آب بدن بر دمال و زنان را در غسل جنابت و غسل حیض بریختن آب بر سر سه بار که با صول را اس برسد کافی ست حاجت نقض موی سر و ضفر ضرور نیست و جنب و حائض را در آمدن مسجد و خواندن قرآن حرام ست نه حلال اگرچه محدث را مس مصحف جائز باشد و غسل برآوردن مرد و زن از یک آوند بنا بر جنابت درست ست و چون زیر هر موی که بر تن آدمی ست جنابت بوده ست می باید که در شستن موی و پاکی اندام اهتمام کنند تا بیقین از عهده غسل برآید اگرچه حدیث وارد درین باب ضعیف ست و آنچه از منی و بول و جز آن بعد از غسل برآید موجب اعاده غسل نیست و ناقض شمردن آن از برای غسل جنون ست نه جنون او در باره حمامات روایتها آمده و غالبش ضعیف ست و بعض حسن و حاصل ادله تحریم دخول حمام بر زنان ست مطلقاً و بر رجال مگر در ازار

باب در بیان تیمم

این عبادت از خصائص این امت ست که زمین را از برای ایشان طهور ساخته اند نزد عدم وجدان آب پس هر که نه دید در آمدن وقت کدام نماز آبی که بدان وضو یا غسل می تواند کرد در منزل و مسجد و جای قریب آن نیابد وی تیمم کند و معتبر وران علم باطن بعدم وجود ماء ست نه بحث و کشف و احتفار سوال و طلب مخصوص در جهات اربع در یک میل یا انتظار تا آخر وقت آن نماز معتبر نیست آنحضرت صلعم در مدینه تیمم بجدار کرد بدون سوال و طلب و انتظار و تخصیص صعید بتراب ممنوع ست چه اهل لغت تصریح

تصریح کرده تا آنکه صعید بمعنی تراب در روی زمین هر دو ست و تیمم بجدار دلیل ست بر
عدم اختصاص ولیکن راجح قصر تیمم بر تراب ست شهٔ ثانی و چند نماز بیک تیمم روا ست
و حدیث تیمم برای هر نماز ضعیف ست حجت بدان قائم نیست و تیمم یک ضربه ست بر
زمین با مسح شمال بر یمین و مسح روی و حدیث این ثابت در صحیحین ست و احادیث
دو ضربه در صحاح نیست و سند او موقوف ست و صعید وضوی مسلم ست گو تا ده سال
باش ولیکن اقتصار بر تیمم بعد از آب یافتن خوب نیست و چون نماز به تیمم گزارد و بعده
آب یافت اعاده نماز نکند و صاحب جراحت و بثور را اگر در غسل خوف مرگ باشد
تیمم نماید و مسح بر جبیره و غسل باقی اعضای وضو جائز ست اگرچه حدیثش نزد آنها ضعیف ست

باب در بیان حیض

خون حیض سیاه می باشد و زنان آنرا می شناسند نماز درین هنگام معفو ست و
مستحاضه را حکم حائض نیست وی وضو کند و نماز بگذارد و عائشه گوید با کدرت و صفرت
را بعد از طهر بلکه بعد از غسل چیزی نمی شمردیم و با حائض جمله کارها فوق ازار رواست
مگر جماع و هر که دران خود را در حیض بیابد یک دینار یا نیم دینار صدقه دهد و حائض روزه
نگیرد و طواف بیت نکند تا آنکه پاک گردد و تعیین مدت برای اقل و اکثر حیض و اکثر
نفاس چهل روز ست و نماز درین حالت معفو ست و چون انقطاع حیض بعض زنان را
در چهل یا پنجاه سال می شود و بعض را بعد از پنجاه پس مرجع آن قوت بنیه و صحت طبیعت
و ضعف و رقت بنیه باشد و اختلاف طبائع و امزجه مؤثر ست درین امر پس تقیید
وقت ایاس بحد محدود مجازفت بیش نیست زیرا که حکم شرعی ست بدون حجت نقل و عقل
و استقرای تام و عادت منضبطه و معتبر در عدت ایام حیض رجوع بسوی صفات دم
و عادات نساست و در شرع دلیلی از برای اقل و اکثر طهر و حیض زیاده و نزد
التباس و عدم انضباط عادت اولی موقوف ست بر عددیکه شارع نام آن برده

آن شش یا هفت روز ست چه تخصیص برین مقدار نه بر ما عدای آن از اعداد
شهر با نست که غالب همین باشد و رجوع بسوی غالب نزد التباس قوی الاساس
ست در اکثر قواعد شریعت و اهل فروع که رسائل طویله درین مسائل نگاشته اند
و صدها اوراق نوشته خرافات محض ست و نظر در لون دم متقدم سنت نه بر رجوع بسوی
عادت نزد التباس در خون حیض و استحاضه

کتاب الصلوة

نماز یکی از اهم ارکان دین و اتم فرائض شرع مبین ست هر که آنرا بعد از وجوب ترک
کند حکم او همان ست که در احادیث صحیحه آمده امرت ان اقاتل الناس حتی
یقولوا لا اله الا الله ویقیموا الصلوة ویؤتوا الزکوة ویحجوا البیت ویصوموا
رمضان پس هر که این افعال بجا آرد خون و مال او معصوم باشد الا بحق اسلام
و هر که بجا نیارد خون و مال او را عصمت نیست بلکه ما مأموریم بقتال او چنانکه رسول خدا صلعم
بدان مامور شده ولیکن توبه مقبول ست پس اگر تارک نماز بتوبه گراید و رجوع نماید بر ما
واجب ست که تخلیه سبیل او کنیم فان تابوا واقاموا الصلوة وآتوا الزکوة فخلوا
سبیلهم و هر گاه دانیم که وی نمازی را از پنج نماز ترک کرد ایذان او بتوبه بر ما واجب
باشد اگر توبه کرد فبها ورنه او را بکشیم بحکم خدا و من احسن من الله حکما و اما اطلاق
اسم کفر بر وی پس در احادیث صحیحه ثابت شده و او تعالی تاویل این احادیث
بر ما واجب نساخته و نه ما را بدان اذن داده و از غرائب فقها ست تردد در اطلاق اسم
فسق بر تارک صلوة تا آنکه بعضی گفته اند که جز بترک هر پنج نماز تفسیقش جائز نیست
و بعضی بر ترک پنج نماز هم اطلاق فسق روا نداشته اند بتعلیل آنکه تفسیق جز بدلیل
قطعی نمی تواند شد با آنکه مخالف خود را در اوسے معتقدات خویش که او تعالی بدان
اعتقاد اذن نداده تا بتکفیر معتقدش چه رسد رمی بکفر می کنند و این تخمین آگهینه است

که در استلام شکست والله المستعان

باب در بیان مواقیت صلوة

در کتاب عزیز امر مطلق نمازست و وقت خاص از برای هر نماز و بودن آن بهیئت مخصوصه
باشروط المحصوره بسنت مطهره ثابت شده آیه را بران دلالت نیست نه بمطابقت و
نه بتضمن و نه بالتزام و آنحضرت صلعم برای اوقات صلوات علامات حسیه گردانیده
که هر یکی آنرا هر کس داند در فجر طلوع نور را که از اول اجزای نهارست و هر واحد آن را
می شناسد نشان داده و در ظهر زوال شمس و در عصر بلند و پاک و سفید و صاف و زنده
بودن آفتاب و زرد گشتن آن گفته و در مغرب اقبال لیل و ادبار نهار را از انجا
از اینجا بیان کرده و در عشا غروب هلال را شب سوم ماه و گم گشتن شفق سرخ و ثلث نصف
شب نشان داده و این علامات بر اکثر مردم ملتبس نمی تواند شد و تعداد نجوم و تقدیر
منازل که بعض فقها کرده اند جز تلبیس منجمین طائفه زیرکان نیست و معاذ الله که چیزی از
شریعت حقه محتاج بسوی علم نجوم مصطلح و معرفت ساعات محدثه در ربع مجیب و جز آنها
باشد بلکه در شرع از این علم نهی آمده و اعتبار آنرا مطلقا کفر گردانیده تا باعتبار وی
در تحصیل عبادات چه رسد و مستحب ست تاخیر عشا و مکروه ست خفتن پیش از ان و نماز
صبح را در غلس باید گزارد و در مغرب تعجیل باید کرد و در اشتداد حر تبرید ظهر آمده و در
طول فجر از غلس تا اسفار جمع میان روایات ست و اول اولی ست

باب در بیان اوقات اضطرار

هر که یک رکعت از صبح پیش از بر آمدن مهر دریافت وی نماز را دریافت و هر که
یک رکعت از عصر قبل از فرو رفتن آفتاب ادراک کرده مدرک عصر شد و نیست
نماز بعد از صبح تا آنکه مهر بر آید مگر دو رکعت سنت صبح و نه بعد از عصر تا آنکه غایب گردد
مگر دو رکعت طواف بلکه این نماز طواف در هر ساعت از روز و شب جایز ست و حدیث

داده را درین باب ترمذی و ابن حبان تصحیح کرده اند و گزاردن نماز و دفن کردن مرده
در سه هنگام منهی عنه ست بین طلوع و حین زوال و حین غروب مگر در جمعه که نماز جمعه
در عین زوال مکروه نیست و هر که استاده نماز نمی تواند گزارد وی نشسته بگذارد پس
اگر نشسته هم نتواند بر پهلو گذارد و رنه مستلقی و رنه کار باشارت گذارد و سجود را اخفض از
رکوع گرداند و چون بر مصلی صفتی از صفات نماز علیل متعذر گردد بر صفت وارده بطریق
دیگر بجا آرد و آنچه تواند بکند فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِاَمْرٍ فَأْتُوا
مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ و بر وجوب تاخیر نماز بر ناقص الصلوة و ناقص الطهارة دلیلی از کتاب
و سنت نیامده بلکه مشروع ست تیمم نزد عدم ماء وقت حضور زمان نماز همچنین صاحب
علت که قدرت بر استیفاء طهارت یا نماز ندارد او را گزاردن آن نزد حضور وقت نماز
کیفما امکن جائز ست و مطلوب هم از وی همین قدر ست و اگر این تاخیر بر وی واجب
میبود لا محاله شارع بیانش می کرد زیرا که از احکام عام البلوی ست و درین حکم راجی زوال
علت در آخر وقت و آیس از زوال علت در عین وقت هر دو برابر اند و زعم وجوب
تاخیر نمازی از نمازها بر فردی از افراد عباد جز بدلیل مقبول نباشد ولا دلیل علی ذلک
و افضل اعمال گزاردن نماز ست در اول وقت و آن رضوان الهی ست و اوسط رحمت
خدا ست و آخر عفو ست و حدیث ابن عباس در جمع صلوتین بمدینه منوره محمول بر جمع
صوری ست و هو الحق یعنی نماز نخستین را در آخر وقت و نماز دیگر را در اول وقت آن بگذارد
و این هر دو گویا در صورت مجموع اند نه در حقیقت و هر که تجویز مطلق جمع از برای غیر مسافر
و من یلحق به ست بدستش دلیلی نیست و تسویغ جمع از برای مشتغل بمباح مفرط ست چه
اشتغال بمباح نه عذر شرعی ست و نه لغوی و نه عرفی فَقَبَّحَ اللّٰهُ هٰذَا الْفِقْهَ وَاَبْعَدَ
صَاحِبَهُ و چون آنحضرت صلعم همچو ابن ام مکتوم اعمی را که جامع بود میان عمی و عدم قائد
و بعد منزل نزد سمع ندا معذور نداشت آن دیگر کدام ست که اشتغال بمباحات از برای او

عذر باشد در ترجیح افضل عبادات و اعظم واجبات وا و کدا رکان اسلام ست با بجملہ
مثل این توسیعات سعد و دور تقصیر بشان این عبادت عظمی ست آری ہر کہ خطی ازین
نشیع دارد معتقد این جمع ست و لکن ہر کہ باین منزلت بود مستحق خطاب نیست

• ما احسن ما قال الشوکانی رح •

تتبع الاقوام فی عصرنا　　متخصصا فی بدع تلتمع
عداوة السنة والتلب للاسلاف　　فی الجمع و ترک الجمع

باب در بیان استقبال قبلہ

روی کردن بسوی قبلہ یکے از ضروریات دین ست ہر کہ تحقیقا ازان متمکن باشد
بروی واجب ست مثل کسیکہ حول کعبہ قاطن در مکہ ساکن و مشاہد اوست بدون قطع
مسافت و تجشم مشقت و ہر کہ چنین نیست فرض او استقبال جہت ست و مراد باین
جہت نہ جہت کعبہ علی الخصوص ست بلکہ قبلہ ما بین مشرق و مغرب ست ہر کہ در جہت
یمن باشد و جہت مشرق و مغرب می شناسد روی توجہ میان ہر دو جہت بکند و
ہمین جہت قبلہ اوست و ہمچنین ہر کہ در جہت شام باشد روی میان این ہر دو جہت کند
بدون اتعاب نفس در تقدیر جہات زیرا کہ شرع شریف باین تجشم زیادہ دعباد را بدان
مکلف نکردہ اند و محاریب منصوبہ در مساجد و مشاہد معمورہ در بلاد مسلمین کہ عناتی با مر دین
دارند مغنی ازین تکلف ست و ہمچنین اخبار عدول مرضیین کافی ست و حرج ولبس
در بعض مواطن بر بعض افراد بنابر عدم ظہور چیزی کہ بدان سمت قبلہ شناسد و ظلمت
لیل یا حیلولت جبال عالیہ در ارض غیر معروفہ یا تلون طرق سلوک او باشد و فرض
چنین کس امعان نظر در تعرف جہت ست و نزد اعواز امر و اشکال قبلہ ہر سوے کہ
خواہد روی کند و این در فرائض ست و در نوافل شارع تخفیف کردہ نادیہ آن بر ظہر
راحلہ بسوی جہت قبلہ و غیر جہت آن جائز داشتہ بلکہ تادیہ فریضہ را در ارض ندیہ ظہر

راحله سوخته کرده و برین قیاس ست حکم تداوی بفراتش در علاج بهائم و این خلاصهٔ چیزیست
که در امر قبله بدان متعبد بوده ایم و آن غیر ست از تفریعات طویله و تطویلات مهمله مذکوره
در کتب فقه

باب در بیان اماکن نماز

در حدیث امر شارع ببناء مساجد در دور یعنی محلات آمده و حکم بتنظیف و تطییب آنها
وارد شده پس افضل صلوٰة مرد در مسجد باشد و افضل آنکه از برای نماز مسجد بود و نماز
در مسجد حرام برابر صد هزار نماز ست و در مسجد مدینه برابر هزار نماز و نیست مباح سفر کردن
و بار بستن مگر بسوی این دو مسجد و مسجد ایلیا و این هر سه مسجد افضل مساجد روی زمین ست
و بعد ازینها تفضیل مر مسجد جماعت را باشد و هر مسجد که جماعت آنجا بیشتر ست بهتر از مسجد
قلیل الجماعه ست و در گزاردن نماز بمساجد بعیده ثبوت اجور در نقل و رفع اقدام ست
تکتب آثارکم شاهد او ست و همچنین مسجدیکه در جوار مصلی ست افضل از خانه ست اگرچه
حدیث لا صلوٰة لجار المسجد ضعیف ست ولیکن طرقهای بسیار دارد و این ست اسباب
تفضیل بعض مساجد بر بعض نه ما عدای آن و قصر برین مفاضله در فرائض باشد و در
مشروعیت نوافل بفضل آنها در بیوت احادیث بسیار وارد گشته و تخلیه مواطن تضاعف
ثواب صلوٰة ارض فلاة سنت و تعلق بصاف در مسجد خطیه باشد و حکم بعدم اجزای
صلوٰة در موطنی از مواطن ارض که در آن عموماً اذن نماز بوده است و همچنین حکم بکراهت
نماز در آن جز بدلیل پذیرا نیست و مجرد قال و قیل در خور قبول نباشد و طهارت مکان
نماز واجب ست نه شرط صحت نماز و بر متخذین مساجد بر قبور لعنت آمده و در آمدن مشرک
بمسجد منع نیست و انشاد اشعار که خالی از منکرات باشد روا ست و جوینده گم شده را
در مسجد لا ردها الله علیک باید گفت و خرید و فروخت کننده را دعای لا اربح الله
تجارتك باید داد و از اقامت حدود و قصاص در مساجد نهی آمده و برای سعد بن معاذ

الا فی المسجد

خیمه در مسجد زدند و حبشه دران بلعب پرداختند و کنیز سیاه خیمه خود در مسجد داشت و بنای
در مساجد از اشراط قیامت ست و تشیید و زخرفت مساجد ممنوع ست و افگندن نخامه
از مسجد اجر دارد و از نشستن در مسجد نزد در آمدن بدون دو رکعت تحیت نهی آمده ولیس بواجب

باب در بیان لباس مصلی وغیره

مجموع ادله وارده درین باب دال اند بر وجوب لبس ثیاب ساتره و ستر عورت و آنچه
مفید شرطیت باشد دران موجود نیست و حدیث عدم قبول نماز حائض مگر بخمار اگر مشعر
باشد برای استدلال بر شرطیت خاص بود بزن و آنچه عدمش مستلزم عدم صلوة
باشد آن شرط یا رکن ست و واجب را از شرط وا یافته باشی که هر که چیزی از عورتش
در نماز نمایان شد یا در جامه ناپاک نماز گزارد نمازش صحیح ست و وی آثم و بطلانش
مطالب دلیل بجز اوامر ستر با تطهیر نافع نیست زیرا که غایت افاده اش وجوب ست
و جائز ست التحاف بجامه کشاده با مخالفت میان هر دو طرف آن و اگر تنگ باشد
ازار کافیست و بیک جامه که چیزی از ان بر دوش نباشد نماز نباید کرد بنا بر عدم
امن از کشف عورت و جائز ست نماز زن در درع سابغ که مغطی ظهور هر دو قدم او باشد
و از نماز در مقبره و حمام و معاطن ابل و قارعة الطریق و بالای پشت کعبه و مزبله و
مجزره نهی آمده و حرام ست نماز گزاردن بسوی قبور و نشستن بر آنها هر که بمسجد در آید منتظر
بنعل خود بنگرد اگر دران اذی یا قذر بیند مسح نعل کند و دران نماز بگذارد و طهور اذی نعلین
ترابست و تردید نیست سخن کردن عمدا در نماز بلکه دران تسبیح و تکبیر و قرات قرآن می باید
و از برای مردان تسبیح و از برای زنان تصفیق در نماز نزد سهو امام جائز ست و گریستن
مشروع اگرچه با آواز باشد و تنحنح و بسط کف بجواب سلام و حمل و وضع اطفال خرد سال
در سجده و قیام و در حالت امامت و قتل مار و کژدم عمل کثیر نیست و احادیث وارده درین اعمال
در نماز بصحت رسیده و طریق معرفت فعل کثیر نزد ما آنست که متکلم درین مردد افعال صادره

از آنحضرت صلعم منظر کند مثل حمل اُمامه بنت ابی العاص و طلوع و نزول و از منبر در حالت نماز و نحو آن از آنچه نه از برائے اصلاح نماز بوقوع آمده پس آن را در حکم غیر کثیر دارد و همچنین هرچه در قوعش بقصد اصلاح نماز بوده است همچو خلع نعل و اذن بمقاتله لحیة و عقرب و نحوهما آنهم بالاولی کثیر نیست و هرچه خارج ازین افعال واقعه و اقوال مسوغه ست گردن آن نا مشروع باشد و مرجع در مفسد یا غیر مفسد بودن آن از برائی نماز دلیل ست اگر دلالت کند بریکے از دو طرف عمل بران باشد و اگر نکند پس اصل صحت ست و فساد خلاف اصل ست مصیر بسوی آن جز نزد قیام دلیل دال بر فساد نمی تواند شد و لکن چون مصلی کارے مکند که مجرد عبث ست و بدان از هیئت مؤدی این عبادت بیرون آید مثل اشتغال بعملے از اعمال که مدخلی در نماز ندارد و نه در اصلاح آن مثل حمل اثقال و خیاطت و نسخ و نحو آن بی شبهه این کس مصلی نیست و قول بفساد نماز وشن بحیثیت آنست که کارے منافی نماز بجا آورده واعجب من فعل العامة الجهلة واغرب سکوت العلماء وائمة الدين عن الانكار على من جعل المعروف منكرا والمنكر معروفا وتلاعب بالدين وبسنة سيد المرسلين و کلام ساهی مفسد صلوة نیست

باب در بیان ستره

گذشتن از پیش مصلے گناه سخت ست اگر داند چهل سال استاده ماند مگر از پیش وے نگذرد و کافی ست ستره بمقدار چوب پسین پالان شتر و این جائی ست که نماز در صحرا یا گذرگاه مردم بگذارد و فرق میان ستره و مصلی بقدر جائے سجده بس ست و اتخاذ ستره مستحب ست اگرچه بیک تیر باشد و بهتر آنست که ستره بریمین یا شمال بود نه روبرو چشم و روا ست مقاتله با کسے که میان ستره و مصلی بگذرد و حدیث خط کشیدن نزد نبودن ستره حسن ست

باب در بیان حث بر خشوع در نماز

دست نهادن بر تهیگاه در نماز ناجائز ست و فعل یهود باشد و جبایت در طعام
قبل از نماز مزد اجتماع هر دو ثابت ست بلکه بدان امر وقت شده یعنی نا نماز است زیرا که
مشغله را بزمت رد بر دوست والتفات در نماز اختلاس شیطان ست از نماز بنده و
اگر لابد باشد پس در تلفت بود و لبتاق انگشتان آن را باشد در قدم و جانب شمال ست
نه در برود و جانب راست و بهتر آنست که صور و نقوش روبروی چشم مصلی نبود که کنی سست
و نظر کردن بسوی آسمان در نماز منهی عنه ست و نیست نماز در حالت مدافعه اخبثین و تثاوب
از شیطان ست تا امکان فاشه را کظم کند و دهان بربندد

باب در بیان اذان

آنحضرت صلعم بر خواب عبدالله بن زید امر بتعلیم اذان ببلال فرمود پس حجت بر وجوب
امر نبوی ست نه رؤیا ــ مر غیر او و مقسم ست باین امر تقریر وی صلعم طول حیات
از برای مؤذنین در هر روز پنج بار و جائز ست اذن محدث اگرچه طهارت افضل ست
و حدیث لا یؤذن الا متوضی ضعیف ست و بلال هر دو کلمه شهادت را نزد اذان دو دو
می نهاد و در اذان تثویب الصلوة خیر من النوم می افزود و تشیعه در اثبات حی علی خیر
العمل بدلیل نیارود تا آنکه این تثویب را از شعائر سادات گردانیده اند و نافی آن اجتهاد
در ترجیع آن ادا کرده اند محدثات می انگارد با آنکه در اینجا امر متین خطیب ست
چه مسئله اجتهادی ظنی ست بوجه یکی از منکر و مثبت نکیر نیست انصاف آنست که اگر این
بوجه صحیح مرفوع ثابت شود واجب القبول باشد زیرا که قبول زیادت غیر منافی در
اصول متقرر شده و اگر قاصر ازین درجه ست متبع نیست و من الضعف عن هــ
وقت حد حد الا تطویل و لا تحویل و لا تتنیع و لا تمتیع و آواز آن تثنیه و تربیع
و ترجیع همه ثابت ست و همچنین اول با یتار اقامت آمده و همچنان تشفیع آن نیز وارد گشته
مگر تعلیل و در آخر کلیک بار نیست و تربیع که استثنائی قد قامت الصلوة

آمده و متقدم از متاخر معلوم نیست پس جمع میان هردو متوجه شود و عمل بزیادت وارده از وجه صحیح ثابت ست پس برین تقدیر اقامت مثنی مثنی باید جز تهلیل در آخر هذا هو الذی ینبغی القول به علی ما یقتضیه الاصول و گردن پیچیدن نزد حی علی الصلوة وحی علی الفلاح بسوی چپ و راست بدون استدارت از بلال ثابت شده و این اذان و اقامت در نماز عیدین نباشد و از برای فائته و منسیه مشروع بلکه مرغب فیست و در جمع صلوتین یک اذان و دو اقامت مجزیست و یک اقامت هم از آنحضرت صلعم در مزدلفه در نماز مغرب و عشا آمده و سامع ندا مامورست بآنکه آنچه موذن گوید وے نیز همان کلمات بگوید جز حیعلتین که آنجا لاحول ولا قوة الا بالله گوید و موذن چنان باید که اجرت نه گیرد و مستحب ست ترسل در اذان و تعجیل در اقامت و فاصله میان هردو بقدر تناول طعام باشد و اقامت گفتن حق موذن ست و موذن املک ست باذان چنانکه امام املک باقامت ست و دعا بیکه میان اذان و اقامت کنند رد نمیشود و هرکه نزد شنیدن بانگ نماز این دعا بخواند اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلوة القائمة آت محمدن الوسیلة والفضیلة وابعثه مقاما محمودن الذی وعدته وی خود شفاعت آنحضرت صلعم باشد روز قیامت

باب در بیان صفت نماز

و هرگاه اراده نماز کند اسباغ وضو نماید و رو بجانب قبله کند و تکبیر تحریم برآرد و لفظ آن الله اکبرست و نزد این تکبیر هردو دست خود تا هردو گوش یا دوش بردارد والکل سنة واحادیث هذا الرفع متواترة و دست راست بر دست چپ بربندد و خواه بر سینه نهد یا زیر ناف یا میان هردو و احادیث وارده درین باب قریب بست حدیث ست و احدی از اهل علم دلالت فتح نکرده و انکار رش شک نیست که از علامات آخر زمان و دلائل حضور قیامت و قرب ساعت ست و هردو پا را برابر کند و نظر را برجای سجده کوتاه سازد و اطراف بدن را جمع کند و دعاے

استفتاح بخواند و درین دعاها بصحت رسیده و همه خیر است و اصح آنها اول بر
وقوف بران از نظر در مختصری از مختصرات فن حدیث شریف ممکن لکن
و نیز ما نعلت هذه المذاهب باهلها بعده تعوذ خواند و در تعوذ هم صیغها آمده و اصح
آنهاست نزد ائمه حدیث پس بسمله گوید و در بسمله خلاف ست از چند جهت والحق
دران منازعات کثیره ست و حق آن ست که بسمله قرآن ست و آیتی ست از هر سوره و در
نماز جهریه بجهر و در سریه بسر باید خواند بعده سوره فاتحه بخواند اگرچه در پس امام باشد زیرا که
بی فاتحه نه نماز صحیح ست و نه ادراک رکعت مستند به و همراه فاتحه سوره از سور قرآن ضم نماید
و قراءت قرآن به ترتیل و بمد حروف و بوقف بر فواصل آیات بکند و در ظهر و عصر آهسته
خواند و در صبح و دو رکعت مغرب و دو رکعت عشا بجهر خواند و چون امام جهر کند ماموم خاموش
مانده بشنود و جز فاتحه هیچ نخواند و خواندن فاتحه در سکتات امام یا بعد ختم قراءت فاتحه
از امام چیزی نیست آری ماموم فاتحه بر نهجی خواند که موجب تشویش امام نگردد، امام
امام آمین گوید از آنحضرت صلعم دو سکته آمده یکی مابین تکبیر و قراءت دیگر میان فاتحه و
سوره و در نماز صبح شصت آیه بخواند و در عشا سبح اسم و واللیل و مانند آن و تطویل ست
ظهر بر فجر و عصر بر عشا در بعض روایات و ظهر بر عشا و عصر بر مغرب در بعض دیگر و در مغرب
قصار مفصل خواند و چون برکوع رود هر دو دست خود تا هر دو گوش یا هر دو دوش بردارد
و همچنین وقتیکه سر خود از رکوع بردارد رفع یدین بجا آرد و در سجود رفع یدین نیست و نزد
قیام بر رکعت سوم هم رفع یدین بکند و این از آن هیئات ست که باری آنحضرت صلعم
کرده و باری نکرده پس فاعل آن مثاب باشد و تارک آن غیر ملام مگر آنکه انکار کند از
سنیت آن بعده در هر خفض و رفع تکبیر گویان رود و برخیزد و از هیئات رکوع آنست
که هر دو کف دست خود بر هر دو رکبه خود بگذارد و انگشتان را زیر تر از رکبه دارد
و پشت را بعض و بهر دو آرنج خود از شکم کناره گیرد و چون باز ایستد سمع الله لمن حمده

گویم و ظاہر ادلہ آنست کہ امام و منفرد جمع کنند میان سمعلہ و حمدلہ چنین گویند سمع اللہ لمن حمدہ اللہم ربنا و لک الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ دو موتم اگرچہ احتمال است اما صواب جمع میان ہر دو ست و سر را برابر پشت دارد و در وجوب طمانینت در حال رکوع و سجود خود ہیچ خلاف نیست آرے در حال اعتدال از رکوع و میان ہر دو سجدہ خلاف ست و حق آنست کہ این اعتدال درین ہر دو موطن از آنکہ فرائض نماز ست و اطالتش مشروع و بالجملہ اصل اطمینان در رکوع و سجود و ہر دو اعتدال رکنے از ارکان نماز تمام نمی شود نماز بدون آن و طول لبث زیادہ بر طمانینت از سنن مؤکدہ ست نہ از واجبات زیراکہ در حدیث مسئی مذکور نیست چہ مرجع جملہ واجبات صلوٰۃ ہمین حدیث مسیئی ست ہرچہ را آنحضرت صلعم دران حدیث ذکر کردہ واجب ست و آنچہ ذکر نکردہ واجب نیست لیکن روایات این حدیث متشعب آمدہ و در بعض چیزی ثابت شدہ کہ در بعض دیگر ثابت نگشتہ مرید تحقیق حق را واجب ست کہ بعد از جمع جملہ طرق صحیحہ حکم بوجوب یا شرطیت یا رکنیت چیزی بکند کہ حدیث مسیئی مشتمل بر وست بحسب اقتضائے دلیل و ہرچہ ازان خارج باشد خارج از نہا ست شیخ الشیوخ ما رحمہ اللہ تعالے در شرح منتقی ہمہ طریقہا را یکجا گرد آوردہ و از ہیأت سجود این ست کہ ہر دو رکبہ پیش از ہر دو دست بر زمین نہد و ہر دو دست را چندان دور دارد کہ سفیدی بغل ظاہر گردد و سر انگشتان ہر دو پای جانب قبلہ گرداند و چون سر از سجدہ برآرد ہر دو دست پیش از رکبہ بردارد و نہادن بینے با پیشانی در سجدہ اکمل و اتم ست و از ہیأت مابین السجدتین آنست کہ بر پای چپ نشیند و پاے راست ایستادہ دارد و ہر دو کف دست بر ہر دو زانوی خود نہد و ذکر رکوع و سجود سبحان ربی العظیم و سبحان ربی الاعلی ست و غیر آن و در تقیید بعدد مخصوص دلیلی وارد نشدہ بالکہ تقدیر لبث نبوی کہ از صحابہ دربارۂ رکوع و سجود آمدہ مختلف ست و تطویل در نماز یکے از سنن ثابتہ ست

ما دام که مصلی امام نباشد و اگر امام ست نه رود رنگ سبک‌ترین ایشان نگذارد و کما ارشد الیه
صلعم آثر بیات قعده آنست که پای چپ بنشیند و پای راست استاده کند و تقدیم پای
چپ و نصب پای راست و جلوس بر مقعد هم مروی شده و آنجا بهر صفت که نشیند از
تربیع و تورک و افتراش جائز باشد و اختلاف ائمه در سنیت ست و اشبه آن می نماید
که مؤدی بر صفت مروی به هر صفت که باشد مؤدی سنت ست و تیس عقد پنجاه و سه
بر بند و به مسبحه اشارت کند و این اشارت سنت ثابته صحیحه ست و قبض دو اصبع و حلقه
باقی نیز آمده و الکل سنة و در تشهد صیغها وارد شده و اصح آن تشهد ابن مسعود ست پستر
تشهد ابن عباس و عمر و در هر چند در حدیثی از احادیث حاکیه فعل وی صلعم ترک تشهد هیچگاه
ثابت نشده لیکن این قدر مثبت وجوب آن نیست اگرچه بیان مجمل واجب باشد و
حدیث صلوا کما رأیتمونی اصلی بیان منضم گردد چه اقتصار در حدیث مسیئ بر بعض
افعال دون بعض مشعر بعدم وجوب شیء غیر مذکور در آن ست و در احادیث صحیحه تشهد
که در آن لفظ قولوا آمده هر چند که اصل امر از برای وجوب ست لکن این امر به حدیث مسیئ مصروف نیست
از حقیقت خویش و نیز امر در بعض تشهد از برای تعلیم کیفیات ست و تعلیم کیفیات اگرچه
بلفظ امر باشد دال بر وجوب نیست و نظایرها را دیده وارده در تشهد شامل هر دو تشهد ست
مگر آنکه در تشهد اوسط تخفیف خوب ست چنانکه دلیل بران وارد گشته و آنچه منقول در ان تشهد
ابن مسعود ست بالتمام صلوة بر آنحضرت صلعم باخصر لفظ و این منافی تخفیف مشروع نیست
و این تشهدات چو احرف قرآن شریف بهمه اشان فی و کافی ست و تخمین الفاظ صلوة
بر آنحضرت صلعم که از جهه معتبر وارد گشته همه اش مجزی ست و تخصیص بعض دون بعض چنانکه
بعض فقها کنند قصور باع و تحکم محض ست آری اختیار اصح از الفاظ تشهدات و صیغ صلوات
و تاثیرش با قرار ما جرای غیر آن از وارد سے اختیار ما فضل از متفاضلات و از صیغ جهر
بعلم استدلال وارد به وده است و قول تسلیمتین شمال جمیع ما ورد ست بخلاف قول یک تسلیم

که دران ها را اکثر ادله بدون مقتضی ست واما آنکه این تسلیم واجب یا غیر واجب ست پس
مرجع همان حدیث مسیئی ست وهرچه دران ذکر نیافته غیر واجب ست مگر آنکه ایجابش
بعد از تاریخ حدیث مسیئی بوجهی ثابت گردد که صرفش ممکن نباشد وتوجه قبل از تکبیر احرام
ثابت نشده ودر رکعت سوم مغرب ودو رکعت آخر ظهر وعصر وعشا صرف قراءت فاتحه
در هر رکعت ثابت ست وحاصل ادله در بارهٔ قنوت آنست که در نوازل مشروع ست و
نزد عدم آن نامشروع بدون فرق درمیان نماز صبح وجز آن واین در فرائض ست
اما در غیر آن پس در نماز وتر حدیث حسن سبط رضی الله عنه وارد گشته وظاهرش
آنست که آن دعا منجمله ادعیه نماز ست که درین محل مخصوص هر یکی را می باید گفت واگرچه
در حدیث مذکور مقال ست لکن ابن حبان که از درجه اعتبارش بیفگند وغیر این حدیث
معارض این حدیث نیست وهر کرا در نماز حدث عارض شود او را باید که بدان نماز ابتدا
نکند بلکه باستینافش پردازد زیراکه اثر ونظر هردو بران دلالت دارند وحدیث لیبن
علی صلاته ضعیف ست حجت را نشاید وحدیث ولیعد الصلوة که نزد اهل سنن ست
ابن حبان تصحیحش کرده

باب در بیان سائر اذکار نماز

دعای وجهت وجهی للذی الخ را مسلم از علی بن ابی طالب بعد از تکبیر احرام مرفوعا
روایت نموده وگفته که در نماز شب بود اما از شافعی وابن خزیمه آمده که در نماز فرض بود
ودر حدیث متفق علیه ابی هریره اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ الخ آمده وسُبْحَانَكَ
اللّٰهُمَّ الخ نزد مسلم بسند منقطع ونزد دارقطنی بسند موصول مرویست لیکن موقوف بر عمر
بن خطاب ست ودر حدیث ابی سعید مرفوعا بعد از تکبیر اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ آمده واین حدیث نزد احمد وابی داود
ونسائی وابن ماجه وترمذی همگنان ست وآثار خفض ورفع آمین هردو وارد شده

بصحت رسیده وثانی اولی ترست از اول وتخیر قادر راه قرارت قرآن کیمن سُبْحَانَ اللهِ
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ نیز
وحدیث وارد درین باب صحیح ست ودر ظهر وعصر در دو رکعت اولی اسماع آیه احیانا ثابت
وطول رکعت نخستین جائز باشد وتقدیر قیام در دو رکعت اولیین ظهر وعصر مختلف آمده
بقدر سوره سجده در ظهر وبقدر نصف آن در عصر وارد شده وهم اطالت ظهر وتخفیف عصر
آمده ودر مغرب قراءت قصار مفصل ودر صبح قراءت طوال وارد گشته ودر مغرب خواندن
سوره طور مروی شده ودر نماز بامداد روز جمعه سوره سجده وسوره دهر خواندن با دوام
بران ثابت گشته وجائز ست سؤال وتعوذ نزد آیه رحمت وآیه عذاب در نماز وخواندن
قرآن در رکوع وسجود ممنوع ست وجمله از کار این هر دو ست سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا
وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وثبوت تکبیرات انتقال بحدیث متفق علیه صحیحین ست و
از اذکار رکوع ست دعاے مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الخ وسجده بهفت عضو می باید کرد
جبهه با انف ودستها ورکبتین واطراف قدمین واین نیز متفق علیه ست ومیان هر دو سجده
این دعا آمده اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ وجلسه
استراحت سنت ست بسنت صحیحه ثابت گشته ووضع رکبتین در سجده قبل از یدین ست
ودر قعده دست راست بر رکبه یمنی ودست چپ بر رکبه یسری نهادن وبعد تشهد
وصلوة دعای خوش آینده تر خواندن خواه ماثور باشد یا غیر ماثور ثابت شده وخود
ماثورات صحیح چیزی فرو گذاشت نشده است که حاجت بغیر افتد وتعاود شده است امر
بتعوذ از چهار چیز بعد از تشهد اخیر بحدیث متفق علیه ولفظ آن اینست اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ
مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ
الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وآنحضرت صلعم ابوبکر صدیق رضی الله عنه را خواندن این دعا در
نماز آموخته اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ

مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ و این حدیث متفق علیہ
ودر تسلیم زیادت وبرکاتہ باسناد صحیح ثابت گشتہ ومنجملہ اذکار او بار صلوۃ مکتوبہ یکی
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ بودست
کہ در حدیث متفق علیہ صحیحین ثابت گشتہ وبزار وطبرانی يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ
وابن السنی بِيَدِكَ الْخَيْرُ ہم زیادہ کردہ اند ودیگر دعاے اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ
وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا رَادَّ لِمَا قَضَيْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ست
دیگر اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ الخ ست ودر صلوۃ شامل ما بعد تشہد وما بعد تسلیم
ہر دوست ونزد انصراف از نماز سہ بار استغفار وارد ست ولفظ آن اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا
اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ ست وبعد از استغفار اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ
وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وارد شدہ ودر پس ہر نماز سے
وسہ بار گفتن ہر یکے از سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وتمام کردن شمار صد
بکلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ
موجب مغفرت خطایاست اگرچہ ہمچو کف دریا باشد ودیگر دعائیست کہ آنحضرت صلعم معاذ
بن جبل آموختہ وبخواندن آن در پس ہر نماز امر فرمودہ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَ
شُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ وہر کہ آیۃ الکرسے را در دبر ہر صلوۃ می خواند او را جز موت مانعے
از دخول جنت نیست ودر روایتی زیادت سورۂ اخلاص ہم آمدہ وبالجملہ تاسی بجناب نبوت
در افعال واقوال صلوۃ واجب ست بنص صلوا کما رأیتمونی اصلی

باب در بیان سجدۂ سہو وتلاوت وشکر

مصلی مخیر ست در سجدۂ سہو خواہ پیش از سلام کند خواہ بعد از سلام وجزم بآنکہ محل این سجدہ
بعد از سلام ست فقط یا پیش از سلام فقط طرح بعض احادیث صحیحہ ست بلاموجب بمجرد
مخالفت قول فلان وبہمان واین تخییر در جائیست کہ آن سہو موافق سہو نبوی نیست

در پیش یا پس بودن سلام و اما سهو که موافق سهو آنحضرت صلعم باشد پس لائق آنجا
موافقت نبویست و ایقاع سجود در جای سجدهٔ آنحضرت صلعم با موافقت در سهو و این
مواضع سهو مشهور ست مشتغل بعلم سنت مطهره شناسای آنها ست و شک نیست
که حق سهو مکرر سجدهٔ سهوست نزد تکرر سهو و این دو سجده باشد از برای یک سهو و نزد شک
در رکعات که سه گذارد یا چهار طرح شک و بنا بر یقین نماید و تحری صواب کند و سجدهٔ او
بجا آرد و نیز هر که بر دو رکعت بایستاد اگر راست شده است ننشیند و اگر راست نشده است
بنشیند و در حالت اولی سجده کند و درین حالت سجده نیست و بر سهو تم قول هیچ سهو ثابت نشد
ابو هریره گوید با آنحضرت صلعم در سورهٔ اذا السماء انشقت و سورهٔ اقرأ سجده کردیم و ابن عباس
سجدهٔ ص را از عزائم سجود نمی دارد و در بعض روایات سجده کردن آنحضرت صلعم نکردن
سجده در ص و سورهٔ نجم آمده و خالد بن معدان گفته سورهٔ حج را فضیلت دو سجده باشد
و عمر بن خطاب گفته ما بر سجده ها می گذریم پس هر که از شما سجده کرد خوب کرد و هر که نکرد بر او
گناه نیست و گفت ان الله لم یفرض السجود الا ان نشاء و بالجمله سجدهٔ تلاوت در نماز
و خارج از نماز هر دو آمده است و در حدیث ابن عمر تصریح سجدهٔ تلاوت اثناء آنحضرت صلعم در
نماز آمده و هم از فعل خلفای راشدین و من بعدهم ثابت گشته مگر این سجده واجب نیست
و مع الحق چه فعل و ترک آن هر دو آمده و این خاتمهٔ خیر و صوابست ابی بکره گوید چون آنحضرت
صلعم را امری خوش کننده می آمد در سجده می افتاد بنا بر شکر خدا و در حدیث عبدالرحمن بن
عوف تصریح ست باین معنی حیث قال ان جبریل اتانی فبشرنی فسجدت لله شکرا
رواه احمد و صححه الحاکم و چون علی مرتضی خبر اسلام مردم یمن با آنحضرت صلعم
رسانید سجدهٔ شکر بجا آورد و تنها سجده بدون رکعات خود یک عبادت مستقله است
اعنی علی نفسك بكثرة السجود و مثال آن نص ست بران و ایراد حافظ این حدیث
را در نماز تطوع نه از باب صناعت فقه است بلکه از وادی تیسیر در نظر ست

باب در بیان نماز تطوع

در ادلهٔ این باب صور مختلفه آمده دو رکعت پیش از ظهر و دو بعد از ان و دو بعد از مغرب
در خانه و دو بعد از عشا در خانه و دو قبل از صبح در حدیث متفق علیه از ابن عمر مرفوعا آمده و هم
دو رکعت بعد از جمعه در خانه در صحیحین ثابت شده و از عائشهؓ در بخاری چهار رکعت پیش از
ظهر مروی شده و شدت تعاهد بر دو رکعت قبل از فجر ثابت گشته تا آنکه در حقش خیر
من الدنیا و ما فیها وارد شده و بر گزاردن دوازده رکعت تطوع در یک روز و شب
بنائے بیت در جنت آمده و آن چهار رکعت پیش از ظهر ست والباقی کما تقدم و در روایتے
بعد از ظهر نیز چهار رکعت وارد شده و بران وعدهٔ تحریم او بر نار رفته و چهار گذارنده را
قبل از عصر دعاے رحمت فرموده و دو رکعت را پیش از مغرب بر مشیت مصلی گذاشته
و در دو رکعت پیش از صبح تخفیف شدید مروی گشته تا آنکه عائشهؓ گفته اقرأ ام الکتاب
نعم ام لا و در این هر دو رکعت قرائت سورهٔ کافرون و قل هو الله آمده و بعد ازین هر دو اضطجاع
بر شق ایمن سنت ست و بدان امر وارد گشته و نماز شب هم دوگان دوگان و هم چهارگان
آمده و وتر در خوف صبح یک رکعت وتر گزاردن بس ست و بعد از فریضه نماز شب افضل نمازهاست
و وتر حق ست بر مسلم لیکن واجب نیست و معهذا قضاے آن ثابت ست و وقتش میان
نماز عشا تا طلوع فجر باشد و در بارهٔ آن هی خیر لکم من حمر النعم آمده و در رمضان و غیر
آن زیاده بر یازده رکعت بثبوت نرسیده و با دو سنت صبح سیزده رکعت می شود و در
روایتے سیزده آمده مگر با پنج رکعت متصل وتر و نیست دو وتر در یک شب باین طریق
که یکے در اول شب و دیگر در آخر شب بگذارد و هر که صبح دریافت و وتر نگزارد از برای او
وتر نیاست و قضاے وتر نزد صبح یا نزد یاد آمدن باشد و هر که عدم قیام را در آخر شب بترسد
وی در اول شب وتر بگزارد و معتمد قیام را گزاردنش در آخر شب افضل ست چه نماز آن هنگام
مشهود ست و حدیث ایتار بسه رکعت ضعیف بلکه غیر ثابت ست بلکه ازان نهی آمده پس

احتیاط در ترک ایتار به رکعت باشد و ایتار بیک رکعت و پنج رکعت و هفت رکعت و نه
رکعت بصحت رسیده و در ان صحت ست اما ایتار به سه رکعت و نجات ست ایضا نوع
و حدیث بتیرا بی اصل ست و احادیث ایتار بیک رکعت اکثر من ان تحصی ست و ان
صلاة التسبیح از محرمات ست که در ان علقه از صحت باشد اما آنچه بصحت تمام رسیده نماز
شب باستثنای وتر سیزده رکعت ست چنانکه ابن حزم در محلی ذکر کرده و جنس حصر تر در
سه رکعت خیلی عجیب و مقصود باب بیش نیست و نماز چاشت چار رکعت و زیاده چنانکه
خواهد آمد و این هم آمده که جناب نبوت آنرا نخوانده لیکن مثبت مقدم ست بر نافی و در
حدیث غریب وعده بنای قصر در بهشت برده اند و دو رکعت ضحی آمده و هشت رکعت هم مروی
گشته و وقت صلوة الاوابین نزد سوختن پای بچه شتر بچه از گرمی ست

باب در بیان قضای فوائت

زعم بعض اهل علم آنست که دلیلی برین باب نیست چه هر نمازیکه ازان سهو واقع شد یا
در وقت آن بخواب رفته مقتضی نیست بلکه موداه ست در حین ذکر بجا آرد و این کلام
صحیح و رجیح ست مگر آنکه اندراج قضای نماز یکه عمدا ترک شده تا آنکه وقتش بگذشت زیر
قول وی صلعم در خبر خثعمیه فدین الله احق ان یقضی بعید نمی نماید و خلاف ست
میان ائمه اصول در آنکه وجوب قضا بدلیل وجوب ادا ست یا بدلیل دیگر پس اگر صواب
اول ست وجوب قضا منتفی باشد از شخصی که بعد از موت ابوین مسلمین در قلل جبال
نشو و نما یافته و از احکام شرعیه حرفی بگوشش نرسیده بانتفای دلیل وجوب ادا چه
علم شرط تکلیف ست و اگر ثانی ست پس با فراد حیثی زیر عموم وجوب قضا بعید نیست و مؤید
او ست وجوب تادیه صلوة متروکه بعد از خروج وقت آن بر تائب مسلم ساهی با آنکه این نماز
در وقت مضروب لها مکلف بتادیه نبود نزد الله مگر آنکه از برای سبقیت حکم بوجوب
تاخیری مقرر گردانند و مثل این کلام در باره اسلام آرنده بدار الحرب نیز جاری میگردد و آن

کافری مسلمان شود بروے خود در ہیچ حال وجوب قضا نیست زیرا کہ آنکہ قائل ست
بآنکہ کفار مخاطب بشرعیات نیند نزدش وجوب در حال کفر منتفی ست و آنکہ قائل
بآنکہ مخاطب اند خطاب را باعتبار ثواب و عقاب مقرر می گردانند نہ باعتبار وجوب ادا
یا قضا چہ اسلام قاطع ماقبل خود ست بلا خلاف و ظاہر آنست کہ حکم مرتد حکم دیگر کفار ست
در عدم وجوب قضا بنا بر صدق دلیل بروے ہمچو صدقش بر کفار و مغمی علیہ ملحق بنائم
و ساہے ست و دلالت نمی کند دلیلی بر وجوب قضای نمازی کہ بغیر عذر شرعی متروک
گشتہ و شک نیست کہ تقدیم مقضیہ بر مؤداة و تقدیم اولے از مقضیات بر آخرے
اولی و احب ست و اگر نمی بود درین باب مگر ہمین فعل آنحضرت صلعم روز خندق
ہر آئینہ کفایت می کرد و لیکن سخن در تحتم این ترتیب و عدم جواز غیر اوست و محل نزاع
قبل از دخول در صلوة مکتوبہ ست نہ بعد از دخول کہ بعد از دخول امضای آن واجب
باشد و ھذا ابسکان من الظھور لا یخفی

باب در بیان نماز جماعت و امامت

ثواب نماز جماعت نسبت بہ نماز تنہا بست و پنج جزء بلکہ بست و ہفت درجہ است
و ہر کہ حاضر جماعت نگردد در خور آنست کہ آہنگ سوختن خانۂ او کنند و نماز عشا و فجر
گران تر باشد بر اہل نفاق و نابینا کہ اذان بشنود بروی اجابت ست تا آنکہ در روایت
موقوف وارد شدہ کہ ہر کہ ندا بشنود و نیاید نمازش نیست مگر آنکہ عذر داشتہ باشد
و ہر کہ نماز در خانۂ خود بگذارد باز بمسجد آمد و جماعت می شود باید کہ با امام نماز بگذارد و ہر نماز
کہ باشد اگرچہ خلاف ست در آنکہ نافلہ اول ست یا ثانی و راجح آنست کہ ثانی ست و
حدیث فانہا لکما نافلة اگرچہ در بارۂ نماز بامداد وارد شدہ لیکن شامل جمیع صلوات
و اعتبار بعموم لفظ باشد نہ بخصوص سبب پس حکم بعدم دخول در مغرب و عصر صحیح نیست
و بالجملہ جماعت آکد سنن و اعظم شعائر اسلامیہ و افضل قرب و نفیسہ ست و معہذا نماز منفرد

نجز نیست وجماعت فریضۂ متحتم نیست بنابر تعارض دلائل وحضور زنان در جماعت ثابت
لا تمنعوا اماء الله مساجد الله ونحو آن شامل شان وتجویز ست ولہذا از بعض صحابہ
آمدہ کہ وی پسر خود را بر منع دشنام داد ودران بنابر مخالفت حدیث بروی افرا ورز
وعائشہ صدیقہ کمیل بسوی منع داشت ومظنہ فتنہ می کرد این معنے از باب حمل صالح
وسد ذرائع بود ونہ معلوم ست کہ دلیل بر خلاف این منع دال نیست ومقتدی محجات
اتمام ست با امام تکبیر رکوع وسجود وقیام وقعود از پس امام بکند نہ پیش از وی وچون
امام سمع اللہ گوید مقتدی اللهم ربنا لک الحمد گوید وتقدم در صف اول مستحب ست
و نفل نماز مرد در خانہ ست مگر مکتوبہ و امام را تخفیف نماز سزاوار شدہ وارشاد بہ خواندن
والشمس وسبح اسم و اقرأ والليل در عشا رفتہ ومعاذ را بر تطویلش اتريد ان تكون
فتانا خطاب فرمودہ ودر روایتے صحیح آمدہ کہ چون امامت کند سبکی کند ورعایت
جانب مؤتمین نماید زیرا کہ در ایشان خرد وپیر ناتوان وصاحب حاجت ست اگر تنہا
چنانکہ خواہد بگذارد وانتظار امام در رکوع اگر نبود تنفر مؤتمین شود نا مشروع ست
ورنہ لاباس بہ باشد بنابر آنکہ از باب معاونت بر بر وتقوی ست ودر حدیث انتظار
آنحضرت صلعم تا آنکہ وقع قدم نشنود بعض رواتہ مبہم وبعض لا یعرف اند وصحیح است نماز
قائم خلف قاعد معذور خصوصا دیکہ آن معذور را مرتبۂ از مزایاے دینیہ باشد
ہمچنین جائز ست نماز مفترض خلف متنفل وبالعکس واصل صحت اقتداے ہر مصلے
بہر مصلے ست وہر کہ از عم باشد کہ بعض صور ممنوع ست بروی آوردن دلیل واجب ست
نیست دلیل واقدم درامامت اقرأ لکتاب اللہ ست پس اعلم بسنت پس اقدم درہجرت
بعدہ اقدم در اسلام یا سن وامامت مرد در جای سلطان مرد دیگر وقعود در خانۂ آن
بر وسادہ ونحو آن نا جائز ست مگر باذن او وجائز نیست امامت زن از براے مرد و
امامت اعرابی از براے مہاجر ونہ امامت فاسق از براے مؤمن لیکن سند این حدیث

واہی ست بحیث لف ایدوزن رابیرسدکہ امامت زنان بکند و دلیلے صریح صحیح کہ مانع از امامت
ثنی از برائے مرد باشد نیافتہ مگر ظواہر مثل حدیث لن یفلح قوم ولوا امرہم امرأۃ
و نحو آن و اما منع رجل از امامت نسا کہ ہمراہ شان مرد نباشد پس دلیلی دال بر عدم جوازش
معلوم نیست و صحیح ست امامت طفل نابالغ نیست دلیل بر اعتبار بلوغ و عدالت در امام
و نیست نزاع در آنکہ نماز در پس کامل العدالۃ و ذات العلم کثیر الورع افضل و اجب ست
بلکہ نزاع در آنست کہ عدالت امام شرطے از شروط جماعت باشد بلکہ ثابت شدہ است
عدم اعتبار مثل حدیث یصلون لکم فان اصابوا فلکم ولہم وان اخطأوا فعلیٰ
انفسہم او کما قال و این حدیث صحیح ست و بالجملہ دین اسلام یسیر ست و شریعت نبویہ
سمحہ و سہلہ بودہ و ما را امر نکردہ اند بکشف حقائق بلکہ سنون از برائے ما صلوٰۃ در پس
ہر آنکس ست کہ نسبت بیکے از ما تخصیص ست باعتبار امر اے موجبہ تفضیل چہ آنحضرت
صلعم در پس ابوبکر و عتاب بن اسید نماز گزاردہ باآنکہ این ہر دو نسبت بوی صلعم ہیچ در ساب
ولیکن شیطان اکثر کسانرا در وسوسہ منصبیہ بسوی اسائت ظن بائمہ صلوٰۃ انداختہ
و بنامی شان را در دام عداوت ہر یکے از ائمہ بمجرد خیالات مختلہ و تطلامات مظلمہ گرفتار ساختہ
تا آنکہ ہیچ یکی را جز خود درخور امامت نماز نمی بیند و باین تلاعب ابلیس ایشان را از
احراز فضیلت جماعت کہ یکے از اعظم شعائر اسلام و اجل اسباب اجور ست محروم نمودہ و از
آداب جماعت ست استوار و پیوستہ کردن صفوف و نزدیکے میان آنہا و برابر داشتن
گردنہا و خیر صفوف رجال صف اول ست و خیر صفوف نساء صف آخر و شر آن صف اول
ولیکن این شریعت خواہان بطلان نماز نیست و جماعت در نفل جائز و صحیح ست و مسئلہ
ادراک و عدم ادراک رکعت بادراک رکوع از معارک ست و حق آنست کہ رکعتی کہ دران فاتحہ
در پس امام خواندہ نشدہ درخور اعتداد نیست زیرا کہ قراءت فاتحہ در ہر رکعت نماز فرض ست و تبا
وجوب متحتم ست اگرچہ در پس امام باشد و حدیث زادک اللہ حرصا ولا تعد ہم ا

جوابہاست کہ در جای خود نہ کہ در آیہ و حدیث کہ ان امر بانصات آمدہ با آنکہ دران تحدیث
مقال ست کہ بسبب آن تخصیص از ای احتجاج نمی تواند شد تخصیص ست بحدیث
عبادہ بن صامت دیگر آن از این حدیث صحیح ست و بنای عام بر خاص بحسب اتفاق اہل
اصول واجب پس مندرج ا قرارت فاتحہ در عقب امام در میان نیست و اما حدیث حلطلم
سالی پس صحیح عارف شک نمی کند و آنکہ خلط موتم بر امام وقتی می باشد کہ موتم جہر کند
و نزد قرارت بسر خود ہیچ خلطی نیست و ہمچنین منازعت در وقتیست کہ امام قرارت موتم
بشنود و حدیث جابر درین باب قول جابرست و قول صحابی حجت نباشد پس دلیلی بر منع
قرارت موتم خلف امام باقی نماند و حق آنست کہ آنچہ با امام دریافتہ اول نماز اوست آنرا
را تمام کند و شخصی را کہ خلف صف تنہا نماز گزاردہ بود آنحضرت صلعم او را امر باعادۂ صلوۃ فرمود
و در روایتی آمدہ کہ نیست نماز برای منفرد خلف صف مگر آنکہ داخل گردد در صف یا
بکشد یکی را از مردم صف و چون اقامت بشنود با سکینہ و وقار بسوی نماز برود و شتابی نکند
و دوان نرود و آنچہ دریابد بگزارد و آنچہ فوت شود باتمامش بپردازد و نماز مرد با مردی بہتر
از تنہا نماز اوست و با دو کس اذکی تر از نماز با یک کس ست و چندانکہ انبوہ بیشتر باشد احب
بسوی خدا و آنحضرت صلعم ام ورقہ را امر بامامت اہل دار او فرمودہ و این حدیث صحیح ست
و ابن ام مکتوم اعمی را خلیفہ خود در امامت نماز کردہ و فرمودہ نماز بگزارید بر قائل لا الہ الا اللہ
.. ریس او و چون یکی از شما بیاید و امام بر حالی از احوال باشد پس ہمان بکند کہ امام می کند و
مخالفت او در ارکان ننماید یعنی در جای کہ موضع قعود امام نیست ننشیند اگرچہ جای قعود این کس
باشد .. در موضع قعود امام ترک قعود نکند اگرچہ موضع قعود .. وی نباشد زیرا کہ اقتدا و متابعت
لازم نماز جماعت ست و ترک این ہر دو مخرج صلوۃ از بودنش صلوۃ جماعت باشد و امر
بمتابعت امام در ارکان بیان حدیث لا تختلفوا علی امامکم ست ولیکن امر باین معنی
در اذکار نیامدہ .. آن امامت قوم کہ کارہ باشند از ین امام منہی وارد گشتہ و این قسم

ازانکه کارهین ازاهل فضل باشند یا از غیر ایشان پس مجرد حصول کراهت عذر نیست از برای
صالح امامت در ترک امامت ولیکن غالب کراهات که در نوع انسان خصوصا درین اعصار
می باشد راجع بسوی اغراض دنیویست و آنچه راجع باشد بسوی اغراض دینیه اقل قلیل است
و معهذا غالب در دوش ازاعتقادات فاسده و خیالات مختله بوده است چنانکه میان دو کس
متخالف فی المذهب دشمنی بهم می دهد چه عصبیت تا شبه با هم معمی الابصار از صواب است یکی
دیگری را وزن نمی گیرد و جز بچشم خشم نمی بیند و محاسن او را مساوی می پندارد هرچه باد اباد
و وقوع این عداوت درمیان اهل یک مذهب هم می باشد و باعث بران همین اختلاف
یکدیگرست که یکی اشتغال بعلم کتاب و سنت و دین حق دارد و دیگر از جمله متنکبین است
و بسیار دیده باشی که ارباب بدعت و هوی نزد رویت اصحاب سنت و تقی زمین
با این همه طول و عرض که می دارد تنگ تر از چشم مور می گردد و از غایت بغضاء و عداوت
طاقت آن ندارد که او را نظر نتواند کرد ولله درّ السید الی الله دام مجده الطارف والتالد

لبش بدعت شده تا شیوهٔ یاران نواب — غیر سنت نبود چارهٔ بیمار سیه دل

و بالجمله اگر دلیلی بر تخصیص کراهت بآنچه راجع بسوی خدا عزوجل است مثل آنکه یکی را بنابر ارتکاب
بر معاصی یا تهاون در واجبات الهی مکروه می دارد موجود باشد شک نیست که این
کراهت کبریت احمر است مگر حقیقتش جز نزد بعض افراد عباد یافته نمی شود و اگر این دلیل
موجود نیست پس اولی از برای کسیکه کراهت مردم نسبت خود بلا سبب یا بسبب کدام امر
دینی می شناسد آنست که امامت این مردم نفرماید و اجر او درین ترک زیاده بر اجرش در فعل باشد

باب در بیان نماز مسافر و مریض

بار اول که نماز فرض شد دو رکعت بود پس نماز سفر دو رکعت مقرر ماند و نماز حضر چهار
رکعت گردید و این زیادت وقت هجرت نبوی بسوی مدینه اتفاق افتاد جز مغرب
که وتر روز است و جز صبح که دران قراءت دراز باشد و حق وجوب قصر سنت و تعریف نشه

در اتمام و قصر و صوم و افطار معادل سنت با حتیاط نسبت از زیرا که محفوظ نقل عائشه ست که گفت
لا یشق علی و آیه لیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوة در بارهٔ نماز خوف ست
نه در نماز سفر و عثمان که در منی اتمام کرد در خود حجت نیست و عذر لک بعض صحابه بران ائمه ر
کرده بودی عذر خواست پس تردید در مقام باقی نماند و چنانکه اتیان برخص محبوب خداست
همچنان اتیان بعزیمت کرده همانست و لهذا امر مقصد قال الله علیکم فاقبلوا
صدقته ذکا هر ادله وارده در قصر و افطار عدم فرق میان سفر طاعت و سفر معصیت ست
ولیکن قصر عزیمت ست و افطار رخصت و در سه میل یا سه فرسخ در بر خروج از بلد تا رجوع
بدان کرا مدان دو رکعت آمده و ترد و در ترد و تا بست روز قصر ثابت شد و نزد آنجناب صحیح
بسوی مصداق اسم سفر ست نه ما لغة یا عرفا یا الشرع و حدیث نهی از قصر در اقل از
اربع برد ضعیف و موقوف ست و حدیث اذا سافر و میلا یقصروا الصلوة و نماز قصر
در دون فرسخ نیست و تا بجا مرد سفر زائد بر میل و کمتر از آن مصداق مسافر ست و در
اقامت چهار روز تمام نماز لازم و هر که از جای خود پیش از زوال آفتاب بارادهٔ سفر برآید
تاخیر ظهر تا عصر کرده هر دو را جمع نماید و اگر بعد از زوال مسافر شود ظهر با دو عصر منزل
بجا آرد یا ظهر و عصر هر دو را گزارده سوار شود و آنحضرت در غزوهٔ تبوک همچنین کرده و مغرب
را با عشا جمع فرموده و بالجمله جمع در سفر و حضر بتقدیم و تاخیر هر دو ثابت ست و در حدیث
ضعیف آمده که بهترین است من استغفار کنندگان نزد اسارت و قصر و افطار ثابت نمی
در سفر آمده و عمران بن حصین را به اسیر بود آنحضرت فرموده نماز استاده بگذار اگر نتوانی نشسته
ادا کن و اگر نتوانستی بر پهلو بجا آر و بیمار را دید که بر وساده نماز می کند آن وساده را افگند
و فرمود بر زمین نماز کن اگر توانی و رنه اشارتی بنما و سجود را پست تر از رکوع گردان و این
موقوف ست و چهار رکعت نشسته گزاردن از آنحضرت صلعم ثابت گشته و حاکم تصحیح این
حدیث از عائشه کرده

باب در بیان نماز جمعه

این نماز از فروض اعیان ست لکن بر کسیکه سامع ندا ست حدیث الجمعة علی من سمع النداء
مؤید او ست و مراد باین ندا اذانیست که روبروی امام کنند زیراکه در زمن نبوت جز این اذان
ندای دیگر نبود و حدیث ان الجمعة واجبة علی من کان یؤویه اللیل الی اهله ضعیف ست
و معهذا جمع ممکن ست باین طریق که خانه او نزدیک باشد و شب آنجا بسر میتواند برد و بر بعید المکان
واجب نیست اگرچه ندا بشنود بنابر مزید مشقت در ان و اشتراط امام و مصر جامع و مسجد جامع و حمام
و حضور چهار کس یا زیاده تا چهل نفر و جز آن که اهل فروع بذکرش پرداخته اند حدیث خرافه بیش نیست
و کثرت تعینات در دین عبادت و تشعیب مذاهب در شروط آن از قبیل جمع میان متردیه و نطیحه
و ماکول السبع باشد و اعتبار آنها بلا برهان از سنت و قرآن و از شرع و عقل و عرفان است
بیت جز بشرع و سنت نرود جانب جنت   زائریه کجا راهی برد اهل جهان را
و بر ترک این فرض وعید سخت آمده تا آنکه فرمود صلعم باز آیند اقوام از ودع جمعات ورنه مهر کند
خدا بر دلهای ایشان و از غافلان گردند و حکم این نماز حکم سائر نماز هاے مکتوبه ست و ممتاز
نیست از انها مگر در مشروعیت دو خطبه پیش از وے و روا ست بدو کس یکے امام شود و
دیگر موتم و خطبه سنت ست نه واجب و نه شرط صحت و وقت جمعه بعد از زوال او سط است و
این ور استشداد حر بود و سلمه بن اکوع رض گفته نماز جمعه با آنحضرت صلعم گزارده بر میگشتیم و دیوارها
را سایه نبود که بدان سایه گیریم و این حدیث متفق علیه دلیل ست بر کفایت نماز جمعه قبل از
زوال و هو الحق و در عصر نبوت قیلوله و تغدی بعد از جمعه بود و خطبه استاده میخواندند و مقصود
خطبه وعظ ست بترغیب و ترهیب و اشتراط حمد و صلوة یا قرادت چیزے از قرآن خارج از
غرض شرعیت خطبه باشد و اتفاق مثل آن در خطبه نبوے دلالت بر مقصود و تحتم و شرط
لازم بودن آن نمی کند و شروع بثنای خدا و رسول در اول هر کار عادت مستمره عرب
بوده و ما احسن هذا و لکن قصر وجوب بلکه قصر شرطیت بر حمد و صلوة و وعظ را نجمله امور مندوبه

داشتن از زوائد تقاضب کلام و اخراج سخن از اسلوب پذیرفتن اعلام ست آری حق آنست که
روح خطبه بیان وعظ و استطراد بقوارع قرآنیه ست نه بس و آنحضرت صلعم چون خطبه
میخواند هر دو چشم شریف از خشم سرخ می شد و آواز بلند می گردید گویا انذار لشکر دشمن
می رساند و صبحکم و مساکم می گوید و آنرا الفاظ نبویه در خطبه جمعه این عبارت ست اما
بعد فان خیر الحدیث کتاب الله وخیر الهدی هدی محمد وشر الامور محدثاتها
وکل بدعة ضلالة رواه مسلم عن جابر و در روایتی آمده من یهده الله فلا
مضل له ومن یضلله فلا هادی له ونسائی زیاده کرده وکل ضلالة فی النار
و فرمود طول نماز مرد و قصر خطبه او دلیل فهم اوست و ام هشام گفته سوره ق از زبان آنحضرت
صلعم در خطبه یاد گرفتم که در هر جمعه بر منبر می خواند و متکلم روز جمعه در حالت خطبه امام همچو حمار حامل
اسفار است و هر که دیگری را گوید خاموش شو او را جمعه نباشد زیرا که حرکت لغو کرد و ازینکه
نهی عنه شد و یکی به مسجد در آمد و آنحضرت خطبه می خواند فرمود دو رکعت تحیت گزارده گفت نه
فرمود برخیز و بگزار و این حدیث متفق علیه ست و دلیل ست بر وجوب تحیت اگرچه در حین
خطبه باشد و هو الحق و حدیث لا صلوة ولا کلام حتی یفرغ الامام ضعیف ست
قال صاحب مجمع الزوائد و سنت ست که در نماز جمعه سوره جمعه و منافقون خوانند و هم قرات
سبح اسم و هل اتی در جمعه و عیدین هر دو آمده و جمعه رخصت ست از برای عید و اگر خواهد
بگزارد و تطوع بعد از جمعه چهار رکعت ست و پیش از ان جز تحیت تطوع نیست و وصل
صلوة با صلوة دیگر بدون تکلم میان هر دو یا خروج منهی عنه ست و هر که غسل بر آورد و
حاضر جمعه شد و نوافل گزارد و تا فراغ امام خاموش ماند و با وے جمعه بجا آورد مر او را آنچه
ما بین این جمعه و جمعه دیگر و سه روز زائد بود بخشیده شد و این غسل از برای روز جمعه ست
نه از برای نماز جمعه و درین روز ساعت خفیف اجابت ست که هر چه دران از خدا خواهد داده شود
مگر در تعیین آن اقوال بسیار زیاده بر چهل قول ست و ارجح آنها دو حرف ست یکی آنکه

از زمان نشستن امام تا قضای نماز ست و دیگر آنکه ما بین نماز عصر تا غروب آفتاب ست
و حدیث جابر که در چهل کس یا زیاده جمعه ست با آنکه ضعیف ست منافی صحت جمعه در دو کس
نیست و ثابت ست استغفار آنحضرت صلعم در هر جمعه از برای مؤمنین و مؤمنات
با سناد لین و خواندن آیات قرآن برای تذکیر مردم در مسلم مرویست و جمعه حق واجبست
بر هر مسلمان در جماعت که کمتر آن دو نفر اند مگر بنده و زن و بیمار و کودک و مسافر و چون امام
مستوی بر منبر گردد مردم روی بسوی او کنند بسند ضعیف این معنی از صحابه ثابت شده
ولکن شاهدی دارد نزد ابن خزیمه و تکیه بر عصا یا قوس در روایت ابو داود ثابت شده
و هر که یک رکعت از جمعه و جز آن دریافت رکعت دیگر با وی بیفزاید و نمازش تمام ست
و میان دو خطبه جمعه جلوس نزد مسلم مرویست و نشسته خواندن هر دو بدعت و کذب ست
و اصل صحت احکام تعبدیه ست در هر مکان و زمان مگر آنکه دلیلی دلالت کند بر منع و در
تعدد جمعه در یک شهر بلکه در یک محله ملغی نفی ثابت نشده و چون جمعه و عید فراهم آیند در یک روز
جمعه رخصت باشد و ظاهر آنست که این رخصت عام ست از برای امام و سائر مردم و
حدیث [illegible] مخبر باخذ عزیمت ست و در آن دلالت بر عدم رخصت در حق وی
نیست و لهذا ابن الزبیر در ایام خلافت خویش ترک جمعه کرد و هیچ یکی از صحابه بر وی انکار نفرمود

فصل در بیان نماز وسطی

در تفسیر این نماز اضطراب غریب و انتشار عجیب میان اهل علم واقع شده و هر یکی یکی را
از نماز پنجگانه مصداق آن گفته از برای تصحیح این دعوی خود بهر حشیش دست زده حالانکه
موجبی از برای این قسم اختلاف معلوم نیست. ادله داله بر آنکه نماز وسطی نماز عصر ست نص ست
در محل نزاع بلکه تنها قول آنحضرت صلعم شغلونا عن الصلوٰة الوسطی صلوٰة العصر مغنی
از غیر ست و روایت عائشه رض لجرا د محمول بر تفسیر ست نه بر تغایر و خود مرفوعاً از وی رضی الله عنها
آمده وهی صلوٰة العصر و این تصریحی ست که بعد از آن ریبی از برای مرتاب باقی نمی ماند

و این تعیین و نحو آن ثابت است و از غیر عائشه هم ثابت شده و این روایت صحیح است و دلیلی که موجب کلام بران در تعیین غیر عصر از نمازها باشد وارد نگشته و اقوال صحابه حجت نیست و اشتغال به تقدیرات بجز خیالات اضاعت اوقات بیش نباشد فقط

باب در بیان نماز خوف

این نماز بر صفات مختلفه وارد شده و نیست معارضه در میان آنها و زعم کسیکه مشروعیتش بر صفتی از صفات ثابته مساعد اوست آن می گوید نسخ او از شریعت ثابت و ابطال سنت ثابته بلا حجت نیره است و غالبا داعی باین زعم قصور باع و عدم اعتنا به کتب سنت مطهره باشد و شک نیست که حق حقیق بقبول جواز جمیع صفات ثابته است و صاحب منتقی که انواع آن ذکر کرده حاصل چیزیست که نزد اهل حدیث برتبه صحت رسیده و در ینجا صفات دیگر است که باین رتبه بالغ نشده و وجه اختلاف اقتضای حادثه است و مقتضیاتش مختلف باشد و در بعض مواطن بعض صفات انسب است نظر باخذ حذر و عمل بحزم چه در بعض مواضع خوف شدید و عدو متصل یا قریب است و در بعض جای دشمن دور و ترس کمتر پس این صفت اولی تر بآن موطن باشد و صفت دیگر انسب بموطن دیگر یا آنکه آنحضرت صلعم بقصد تشریع و اراده بیان از برای مردم باین تنویع پرداخته و بالجمله بعض صفاتش این است که یک گروه با آنحضرت صف بست و دیگر رو بروی دشمن استاده ماند پس با همراهیان یک رکعت بگزارد و خودش استاده ماند پس همراهیان یک رکعت بگزاردند و خودش استاده ماند و آنها نماز خود تمام کرده برگشتند و رو بروی دشمن استادند و آن گروه دیگر آمده یک رکعت با آنحضرت صلعم بگزارد و نماز خود با تمام رسانید و آنحضرت همچنان نشسته ماند و با ایشان سلام داد و این صفت در حدیث متفق علیه در ذات الرقاع ثابت شده و در نجد یک طائفه با آنحضرت استاد و دیگر رو به دشمن آورد پس یک رکوع با دو سجده همراه ایشان بجا آورد پس این گروه بمقابله عدو رفت و آن دیگر آمد با ایشان نیز

یک رکعت با دو سجده بگزارد و سلام داد و هر یکے ازین هر دو برخاست و یک رکعت با دو سجده بجا آورده نماز خود تمام کرد این نیز در حدیث متفق علیه ست دیگر آنکه اسلام دو صف شد یک صف در پس آنحضرت بود و دشمن میان ایشان و میان قبله قیام داشت آنحضرت تکبیر بر آورد همگنان تکبیر گفتند و رکوع کرد همه برکوع رفتند پس تر بسجده رفت و صف متصل هم سجده کرد و صف مؤخر در نحر عدو استاده ماند چون سجده تمام شد صف متصل باستاد تا آخر حدیث و در روایتے چنین ست که صف اول سجده کرد بسجدهٔ آنحضرت صلعم و چون از سجده باستاد آن صف دیگر سجده بر آورد و نخستین صف متاخر و صف ثانی متقدم گردید و آنحضرت صلعم سلام داد و همگنان سلام دادند و این حدیث نزد مسلم ست و ابو داود گفته این ماجرا در عسفان رو داد و در حدیث جابر آمده که با یک گروه دو رکعت گزارده سلام داد و با گروه دوم نیز دو رکعت بجا آورد و تسلیم نمود و در حدیث حذیفه یک یک رکعت گزاردن با هر دو طائفه و عدم قضاے رکعت دیگر آمده و در حدیث ابن عمر مرفوعا آمده که نماز خوف یک رکعت ست بهر وجه که باشد لیکن سندش نزد بزار ضعیف ست و هم از وی مرفوعا وارد شده که در نماز خوف سهو نیست اما سندش نزد دارقطنی ضعیف ست و معهذا موقوفش گفته اند

باب در بیان نماز عیدین

اذان باز که این نماز مشروع شده رسول خدا صلعم ملازم آن بجماعت تا دم مرگ مانده و با این ملازمت دائمه امر بخروج مردم بسوے این نماز فرموده و هم عواتق و حُیَّض و ذوات الخدور را حکم ببر آمدن بمصلے کرده و درین باب تا آنجا مبالغه فرمود که زن بے جلباب را امر کرد که از جلباب زن دیگر بپوشد و بر آید و امر بخروج مستلزم امر بنماز ست چه خروج وسیله ست بسوی نماز و وجوب وسیله مستلزم وجوب متوسل الیه باشد بلکه خود امر قرآنی باین نماز وارد شده چنانکه ائمه تفسیر در آیه و انحر همین نماز مراد داشته اند و از ادلهٔ وجوب اوست

سقوط بودنش از برای جمعه نزد اتفاق در یک روز عید و جمعه و واجب بسقط واجب نمی تواند شد

آنحضرت صلعم فرمود فطر آن روز ست که مردم افطار کنند و اضحی آن روز که مردم قربانی
نمایند و قضای عید روز دوم باشد و در فطر خوردن چند خرما بطریق وتر پیش از نماز
و در نحر بعد از نماز خصوصاً از گوشت قربانی و اعتزال حیض از مصلے و گزاردن دو
رکعت نماز پیش از خطبه و نگزاردن قبل و بعد آن بلا اذان و اقامت و دو رکعت بعد
از رجوع بخانه و بدایت بصلوة در هر دو عید و استادن پیش مردم و امر و وعظ نمودن
ایشان در حالت صف بندی و تکبیر بر آوردن در فطر هفت بار در رکعت اولی و پنج
بار در رکعت دیگر و قراءت در هر دو بعد از تکبیرات و خواندن سورهٔ قاف و سورهٔ اقتربت
در هر دو عید و مخالفت طریق در آمد و شد و ابدال این هر دو عید بدو روز که در آن
اهل مدینه تلعب می کردند و پیاده بر آمدن بسوی مصلی و گزاردن نماز عیدین در مسجد بعذر
مطر و جز آن باحادیث صحیحه و حسنه و نحو آن ثابت شده و مذاهب در کیفیت این نماز
ده مذهب ست ولیکن حق همین گفتن هفت تکبیر در اولی و خمس در ثانیه پیش از قراءت ست
و ادله بران دال اند و قول بمشروعیت تقدیم قراءت در رکعتین یا تاخیرش در رکعت اولی
و تقدیمش در ثانیه بی حجت نیز درست بلکه از اصل دلیلی ندارد و حدیث باب را بخاری
اصح شی فی الباب گفته و صفت خطبهٔ عیدین همان صفت خطبهٔ جمعه ست و بس و افتتاحش
بتکبیرات تتری در خود حجت نباشد زیرا که قول غیر صحابی ست و در غسل عید حدیثی بدرجهٔ
صحت یا بدرجهٔ حسن نرسید و احفظ حدیثی در عدم تخلل چیزے میان نماز و این غسل حسن
رسید و ما احسن الاقتصار علی ما ثبت و اراحة العباد عما لم یثبت و در مشروعیت
مطلق تکبیر در ایام تشریق خود شکی نیست اما تعیین لفظ مخصوص و وقت مخصوص و عدد خاص
در آن ثابت نشده بلکه مشروع استکثار تکبیرات در دبر صلوة و سائر اوقات ست و در پی
هر نماز فرض سه بار گفتن و عقب نفل یک بار گفتن و قصر مشروعیت بران کردن آثاری از علم دارد

باب در بیان نماز کسوف و خسوف

روایت این نماز از فعل نبوی بر چند نوع بوده و فرمود که مهر و ماه نشانے از نشانهائے الٰہی ست گرفتن آن نه از برای موت و حیات کسی ست بلکه چون بینند که گرفته شد دعا کنند و نماز بگزارند تا آنکه ازان حالت برآید و این نماز سنت ست بنابر عدم ورود دلیل بر ایجابش و مجرد فعل مفید زیادت بر سنت نمیتواند شد و حکم نیرین واحد ست و انجلا و انکشاف یک معنی دارد و در کسوف قراءت بجہر کرده دو دو رکعت گزارده و در ہر رکعت دو رکوع نموده و چہار سجده برآورده و این لفظ مسلم ست و حدیث متفق علیه باشد و باری منادی برانگیخت که الصلوٰۃ جامعۃ گوید و در گرفتگی مہر قیام دراز قریب بخواندن سورهٔ بقره نمود و ہمچنان رکوع طویل کرد و چون سر برداشت قیام دراز کمتر از قیام اول بجا آورد و رکوع دیگر دراز مگر کمتر از رکوع نخستین کرده بسجده فرو رفت و سر از سجده برداشته تا دیر بایستاد مگر فروتر از اول سپس بر کوع طویل که کمتر از رکوع نخستین بود پرداخت و بعد از رفع سر قیام طویل کمتر از قیام اول نمود و رکوع دراز فروتر از پیشین نمود بعده سر برداشت و بسجده رفت و برگشت و آفتاب روشن شده بود و مردم را خطبه کرد و این حدیث متفق علیه ست اگرچه لفظ مر بخاری راست و ابن عباس و علی مرتضی ہشت رکعت در چہار سجده نشان داده اند و جابر شش رکعت با چہار سجده بیان کرد و ابی بن کعب پنج رکعت و دو سجده در ہر یکے از دو رکعت روایت نمود و الکل سنۃ قائمۃ ہر صفت را که مکلف ازین صفات بجا آورد فعل مشروع کرد و اختیار اصح از انہا بر صحیح داب رائعین در فضائل و شیوهٔ عارفین بکیفیت دلائل ست و جہر بقراءت اصح ست از اسرار و جماعت افضل ست از افراد بجہت لفظ فصلوا اما شرط نیست و چون باد وزد بر ہر دو زانو نشیند و بگوید اللّٰهمَّ اجْعَلْهَا رَحْمَةً وَّلَا تَجْعَلْهَا عَذَابًا و در زلزله شش رکعت با چہار سجده بگزارد و فرمود ھکذا صلوٰۃ الآیات

باب در بیان نماز استسقاء

سنت ست که از برای این نماز متواضع متبذل متخشع مترسل متضرع برآید و دو رکعت ایجو نماز عید بگزارد و زیاده بر دو رکعت ثابت نشده و امام و قائم مقام او را میرسد که خطبه خواند و بتذکیر مردم پردازد و روح این خطبه و اساس دعا و آن استکثار استغفار پیش و پس خطبه و اخلاص توبه از ذنوب و خروج از تبعات و ظلامات دما و و اموال و اعراض ست و مختص نیست بفردی از افراد بلکه بهر وجه که ساز اجابا ارد و این خطبه پیش و پس از نماز هر دو ثابت شده فالکل سنة و تذکیر بافعال موجبهٔ رحمت خوب ست و یک بار که مردم شکایت قحط مطر کردند روزی از برای خروج مقرر کرده نزد ظهور حاجب شمس بر آمده بر منبر نشست و تکبیر و حمد کرده فرمود شما شکایت جدب دیار خود کردید و او تعالی امر کرده ست بدعا و وعدهٔ استجابت فرموده پس گفت اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ اَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ عَلَيْنَا قُوَّةً وَبَلَاغًا اِلٰى حِيْنٍ بعده چندان دست بدعا بر داشت که سفیدی هر دو بغل مبارک دیده شد بنا بر آنکه لباس شریف دران حین ردا بود پس پشت بجانب مردم کرده چادر خود را برگردانید و حالانکه رافع یدین ست و روی بمردم آورده و از منبر فرود آمد دو رکعت بگزارد او تعالی پاره ابر با رعد و برق فرستاد و آب بارید بسند این حدیث جید ست و قصهٔ تحویل در صحیح بخاری آمده و این تحویل از برای تفاول تحویل قحط بود و در هر دو رکعت قراءت بجهر فرمود و یک بار در خطبهٔ جمعه دست بر داشته دعا کرد و گفت اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا الخ و درین حدیث دعا با ساکیهم آمده و استسقای عمر فاروق بعباس بن عبد المطلب در بخاری ست گفت اللهم انا كنا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِيْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا انس گوید پس آب داده شدیم و عباس گفت

اللهم انه لم ینزل بلاء الا بذنب ولم یکشف الا بتوبة وقد توجهت بی القوم الیک لمکانی من نبیک وهذه ایدینا الیک بالذنوب ونواصینا الیک بالتوبة فاسقنا الغیث وهم انس گفته که یک بار باران آمد آنحضرت صلعم جامه از بدن مبارک برکشاد تا چیزے ازان ببدن رسید وفرمود انه حدیث عهد بربه واین در مسلم ست وبود چون میدید باران را بعد استسقا می فرمود اللهم صیبا نافعا وازادعیه نبویه است در استسقا اللهم جللنا سحابا کثیفا قصیفا ذلوقا ضحوکا تمطرنا منه رذاذا قطقطا سجلا یا ذا الجلال والاکرام ودر حدیث صحیح مرفوع آمده که سلیمان علیه السلام از برای درخواست باران بیرون آمد مورچه بر پشت دراز شده را دید که پایها بسوی آسمان برداشته می گوید اللهم انا خلق من خلقک لیس بنا غنی عن سقیاک گفت برگردید که آب داده شدید بدعوت غیر خود رواه احمد ویک رو در استسقا اقتصار بر اشارت بظهر کف بسوی سما فرموده وهمه سنت ثابته قائمه ست

باب در بیان لباس

آنحضرت صلعم فرموده از امت من قومی باشد که خز وحریر را حلال سازد وآمده که ذهب وحریر برای اناث امت من حلال ست وبر ذکور حرام وبا آنکه از پوشیدن ابریشم نهی آمده مگر بمقدار دو یا سه یا چار انگشت روا ست وهمچنین از نشستن بران وپوشیدن دیباج نهی آمده واین نص ست در موضع نزاع مگر عبدالرحمن بن عوف وزبیر را در قمیص حریر بنابر خارش بدن یا سپش تن رخصت واذن داده وبرلبس حله سیرا خشم فرموده گویند که حریر خالص بوده ونزد بعض مشوب بغیر واین مسئله ازان مسائل ست که احتمال بسط دارد تا آنکه میان شوکانی وشیخ او عبدالقادر کوکبانی رحمهما الله تعالی نوبت به تحریر هفت رساله رسید وعلام لبس مشوب مرجح آمده وهو الحق وجامه که دران ابریشم بر ما سوای خود غالب باشد حرام ست بنابر آنکه اکثر را حکم کل ست واحادیث درین باب مختلف آمده وقیاس

جواز افتراش حریر بر جواز افتراش چیزیکه در آن تصاویر باشد قیاس مع مقابلة النص ست
و آن فاسد الاعتبار بود زیرا که نهی از نشستن بر حریر در حدیث ع لیة نزد بخاری ست و
نهی حقیقت ست در تحریم و درین باب حدیثها آمده دلیل سترات باین قیاس و با
منسوخ ست و همچنین از شرب و اکل در آوند زر و سیم نهی آمده بر منع استعمال این هر دو
در غیر خور و نوش دلیلی دلالت نکرده و هر کز عم کند تخصیص بی دلیل پذیرفته نشود چه اصل
جه جاهل ست جز بناقل صحیح از ان نقل نکرده و همچنین منع تحلی خاص بذهب ست و
در فضه چیزی نیامده بلکه علیکم بالفضة فالعبوا بها کیف شئتم ثابت شده و لهذا
تحلیه صبیان بفضه ناجائز نیست و آنحضرت صلعم قلبین فضه را که فاطمه بدان حسنین را
آراسته بوده دور کرده از برای خبر دار شاد نبوی اولی و احب بودند از برای تحریم آن
حسن حسین کما یدل له قوله صلعم انی اکره ان یاکلوا اهلی طیباتهم فی حیاتهم
الدنیا و هذا احلاصة ما ینبغی القول به فی الاستعمال و التحلی و تعب بوجب
آنکه شرعا غیر مکلف ست مخصوص ست از همه عمومات و فعل عمر بن خطاب در نزع آن
از صبی حجت نباشد لاسیما در ایجاب تحریم که از افعال احکام بر مکلفین ست تا بصبیان چه
رسد و فرمود که او تعالی دوست دارد که اثر نعمت خود بر بنده خویش بنگرد و از لبس
قسی که مخلوط بحریر باشد و از معصفر که بعصفر سرخ رنگ می گردد نهی آمده و چون بر ابن عمرو
بن العاص جامه معصفر دید فرمود امك امرتك بهذا و سائر رنگ سرخ جز معصفر
ممنوع نیست و پوشیدن جبه مکفوف الجیب و الکمین و الفرجین بدیباج از آنحضرت
صلعم ثابت شده و این جبه روز جمعه و از برای وفد می پوشید و تختم بیمین و یسار هر دو
جائز یکسان با کراهت و نهی جز از پوشیدن انگشتر سبابه و وسطی نیامده چنانکه مسلم
و اهل سنن از حدیث علی اخراج کرده اند بلفظ نهانی ان اجعل الخاتم فی هذه
او فی التی تلیها اشاره بسوی سبابه کرد و پیوند کردن موی بسر موی دیگر حرام است

بنا بر عموم ادله بلا فرق میان محرم و جز آن بلکه درین حکم خود فرقے میان موی آدمی و
غیر او نیست و بر مدعی تخصیص آوردن دلیل ست و احادیث در بارهٔ جواز خضاب
سر و ریش آمده و در خضاب هر دو دست و پا و سائر بدن از برای مردان چیزی که بدان
حجت استد ثابت نشده بلکه مختص بزنان ست و فاعلش که بقصد نداوی خضاب
نکرده متشبه بزنان باشد و مانا بودن با آنها منهی عنه ست باحادیث صحیحه و از هیچ یکی
از صحابه رنگین ساختن دست و پا یا چیزے از بدن بحنا بقصد زینت ثابت نگردیده
و نه این شیوه نزد عرب و سلف صالح معروف بود بلکه فاعلش را عیب می کردند
چنانکه ابوجهل را مصفر الاست می گفتند و این کنایه ست از ارتکاب فاحشه و مفعول به
بودن او بلکه این همه صنیع مخنثان بود در آن عصر نه کار غیر ایشان و آنحضرت صلعم
ایشان را نفی کرده و از اختلاط بمسلمین منع فرموده و این قول که در مخنثین آن عصر مجرد
تکسیر انعطاف و لین کلام بود نه فاحشه بنا بر نبودن لوطیت در عرب پس فاسد ست
زیرا که از بعض عرب این معصیت مذکور شده و از بعض صحابه احراق لوطی بثبوت
رسیده و پس انکار وجود این معصیت در بعض آنها یعنی چه و جمله تماثیل مکروه ست
مگر رقمی که در جامه باشد و کراهت آنها کراهت حظر ست و ظاهر ادله عدم فرق میان
تمثال حیوان و غیر او ست و وعید وارد و در ذم مصورین ارشاد می کند بآنکه این حکم در
تصویر حیوانات باشد و ظاهر حدیث عدم دخول ملائکه در خانه که آنجا تمثال باشد عموم ست
و شک نیست که تصویر صور حیوانیه در مساجد و بیوت و نحو آنها مزید اثم دارد و نیست
نزاع مگر در غیر آنها پس اگر دلیلی بر جواز صورت گشتے در خانها و جامها و مسجد ها وارد گردد
فبها و رنه ظاهر دخولش زیر عموم ست و تقس نقش و تصویر چون در موضع نظر و موقع
اشتغال از عبادت و نحو آن بود چنانکه در حدیث خمیصهٔ مخطط آمده که مانع از نماز شد
مانع نیست و این مقام باعتبار جمیع اطراف خویش از آن معارک ست که حاجتمند باشد

بسوی محل نظر و مرد ذکر واسمان نمیرود مراد به زینت در آیهٔ ولا یبدین زینتهن الا لبعولتهن
که بدان آراستگی تن نماید نه موضع زینت از تن ولیکن جماعه از صحابه تفسیرش
بموضع زینت کرده و گفته مراد وجه و کفین ست یا قدمین و کفین و بعض عضو دیگر نشان
داده و چون صحابه اعلم اند بمعانی کتاب عزیز پس آیه دلیل بر تحریم نظر بسوی وجه
اجنبیه نباشد و همچنین آیه یغضوا من ابصارهم من تبعیضیه مفید بعض ابصار ست که آن نظر بشهوت
وجواز بعض نظر مستلزم چه از بعض منظور ست و دلیلی بر تعیین جائز و ناجائز از آن قائم
نشده و آیه حجاب مختص بازواج رسول خداست و ظاهر تحویل وجه فضل بن عباس
از خثعمیه مظنهٔ منافات شهوت ست چنانکه شاب و شابة خشینا ان یدخل الشیطان
بینهما دلالت دارد بران ولهذا او را امر بستر وجه نکرده و این در مجمع عام از مردم بود و اگر
پوشیدن روی واجب می بود ناگزیر خثعمیه را بدان امر فرمودی و احد سے بسوی او
از وجه فضل وجه غیر او نمی دید پس حمل تحویل وجه فضل بر محل مذکور لابد ست بلکه سائر اهل بیت
دارد و در تحدید یا نظر محمول بران باشد و نتوان گفت که این قصه پیش از نزول آیه
حجاب ست زیرا که این ماجرا در حجة الوداع بود و آیهٔ حجاب پیش از آن بمدت دراز ست
زیرا که نزولش در نکاح زینب بوده و حدیث افعمیاوان انتما مختص بزوجات نبی
صلعم چنانکه اذن نبوی از برای فاطمه بنت قیس در عدت نزد ابن ام مکتوم دلالت
دارد برین معنی و فرموده انه رجل اعمی تضعین ثیابک عنده و دال ست بر جواز
نظر بسوی روی اجنبیه بغیر شهوت حدیث ان المرأة اذا بلغت المحیض لم یصلح
ان یری منها الا هذا و اشارت بسوی روی و هر دو کف دست نمود و این
ابو داود از عائشه روایت کرده و دران مقال ست و ظاهر او جواز نظرست بسوی
محرم در ما عدای قبل و دبر و تجویز نظر محارم بسوی موضع زینت منافی ما عدا ایش نیست
و نظر غلام بسوی مولاة خود جائز باشد و دیدن مرد بسوی مخطوبه و نگریستن مخطوبه

خاطب روا است واستیذان نزد درآمدن در خانه حکم محکم است ولکن مردم عمل بدان
ترک کرده اند زمخشری در کشاف گوید حتی صار کالمنسوخ تفریطا و تساهلا
وشوکانی فرموده وکم باب من ابواب الشریعة قد صار مهجورا الا یعمل به
الا الشاذ النادر ویستنکره الاعم الاغلب حتی یصیر بفعله لما شرعه الله
کانه اتی بابا من ابواب الکبائر وهکذا یکون الامر اذا دنت القیامة
وقربت الساعة واز آنحضرت صلعم نهی اصحاب از درآمدن بر اهالی خود شب هنگام نصیحت
رسیده وسبب این نهی چنان بیان فرمود که لتمتشط الشعثة وتستحد المغیبة
چنانکه در صحیحین وغیرهما ثابت شده وخود جناب نبوت شب هنگام بر اهل خانه خویش
نمی درآمد وعلت درین همه همین کراهت مفاجات اهل خانه بر حالت غیر مناسب است
که ازان تاثر نفرت می گردد وتجویزش در دخول احد الزوجین بر دیگری بدون استیذان کائن است

کتاب الجنائز

مرگ البته یاد می باید کرد که هاذم وبرنده لذتها ومزه است وبدان امر واقع شده و
آرزوی موت نباید کرد از گزندیکه فرود آمده است واگر چاره ازین تمنا نباشد
اللهم احیینی ما کانت الحیوة خیرا لی وتوفنی ما کانت الوفاة خیرا لی
گوید ومردن مومن بعرق جبین باشد وتلقین لا اله الا الله بموتی مامور به است و
مستحب است خواندن سورهٔ یس بر مردگان نزد احتضار آنحضرت برابی سلمه درآمد وید که دیده اش
باز است بصر او را باز خوابانید وفرمود بصر تابع روح می شود نزد قبض ومنع کرد از دعای
بد بر خویش بنابر آنکه ملائکه آمین می گویند وگفت اللهم اغفر لابی سلمة وارفع درجته
فی المهدیین وافسح له فی قبره ونور له فیه واخلفه فی عقبه وچون آنحضرت
وفات یافت بجامهٔ حبره اش پوشیدند وابوبکر بوسه اش داد ونفس مومن آویخته دوام است

تا آنکه از طرف او وا افکندو سیلی که از راحله افتاده بمرد حکم غسل او بآب و کنار داد و
فرمود در دو جامهٔ احرامش کفن سازند و غسل دادن آنحضرت در قمیص بود و دعوی
خصوصیت محتاج دلیل ست و در بارهٔ غسل زینب ارشاد کرد که سه بار یا پنج بار یا
زیاده بآب و برگ کنار بشویند و انجام کار کافور بکار برند و ازار خود را شعار او ساخت
و امر ببدایت غسل از جانب یمین و مواضع وضو نمود و موی سرش را سه گیسو بافتند و
کفن آنحضرت صلعم سه جامهٔ سفید از جبه بود و پیراهن و دستار نداشت و مشروع ست
تکفین در قمیص بدلیل آنکه آنحضرت قمیص خود از برای کفن عبد الله بن ابی منافق بخشید
و امر فرموده به پوشیدن جامهای سفید و کفن کردن مرده با و در آن و احسان کفن کرد امر فرموده است
مراد بدان تمام و نظیف بودن کفن ست بی اسراف و نو و کهنه در آن برابر باشد و از
کشتگان غزوهٔ احد دو دو کس را در یک جامه فراهم کردند و این بنا بر ضرورت باشد
و هر که در اخذ قرآن اکثر بود او را پیشتر در گور نهادند و ناغسل دادند و نماز نگزاردند
و این سنت ست در شهدا و احادیث اثبات نماز بر شهدا اگرچه بطرق متعدده مروی است
لیکن در همه کلام ست و از بهای گران در کفن منع آمده زیرا که سریع السلب ست
و بالجمله در مشروعیت کفن از برای میت شک نیست و شبهه در عدم وجوب زیادت
بر یک جامه ست و از آنحضرت صلعم بودن کفن بر صفتی از صفات یا عددی از اعداد
ثابت نشده جز آنکه در تکفین دختر مرحومه اش ام کلثوم اول ازار باز درع باز خمار
باز لحفه باز سپس در جامه پیچیده شد و اگرچه درین حدیث مقال ست لیکن خارج از حد
اعتبار نیست غایت آنکه کفن زن برین صفت مستحب باشد و در کفن مرد امر بیک جامه یا
دو جامه وارد شده و عائشه را گفت که اگر پیش از من بمیری غسلت دهم و این دلیل است
بر آنکه زوج و زوجه اولی تر اند بغسل دادن یکدیگر و فاطمه علی علیها السلام را وصیت بغسل
خویش فرموده و وی بجا آن کرد و اسماء بنت عمیس ابو بکر را غسل داد و این در محضر صحابه بود

و احدی بران انکار نکرد و بر زن غامدیه که در زنا رجم کردند امر بنماز و کفن او فرمود
و بر کسیکه خود را بشقص بکشت بر وے نماز نکرد و بر گور زن سیاه که جاروب کشے
مسجد نبوی می کرد نماز بگزارد و فرمود این گورها پر از تاریکے ست بر اہل خود و نماز من
روشن گر آنهاست و از نعی نهی فرموده و چون خبر مرگ نجاشے آمد بمصلے بر آمده نماز
بگزارد و چهار تکبیر بر آورد و پنج و شش و هفت تکبیر نیز آمده است و زیادت تکبیر بنی
هزیمت مرده ست در فضائل و لیکن احادیث چار تکبیر اکثر ست و از طرق جماهیر حفاظ
صحابه وارد شده و احادیث خمس و جز آن مقارب آن در صحت اسانید و متون نیست
تا آنکه بعض اہل علم اجماع صحابه برا ربع روایت کرده اند و در مسلم که بر جنازه او چهل کس
غیر مشرک بایستند شفاعت ایشان در حق وے مقبول او تعالی شود و جماعت
احوج ست بسوے آن از غیر جماعت و امتناع از نماز بر قرضدار منسوخ ست و آخر امر ثبوت
گزاردن نماز بر هر میت بود اگرچه بروی قرض باشد و وفا نگذاشته و بر جنازه زنیکه
در نفاس مرده بود برابر وسط او بایستاد و در جنازه مرد برابر سر مرده استادن ثابت شده
بغیر آن و احدے از اہل علم بترجیح قول احدی از صحابه بر قول و فعل رسول خدا صلعم
قائل نشده و بر سهیل و پسر بیضاء در مسجد نماز جنازه بگزارد و این حدیث نزد مسلم ست از عائشه
و حدیث فلا شیء له ضعیف ست یا صحیح لا شیء علیه ست و برابو بکر و عمر نماز در مسجد بگزاردند
و حکم بکراهت آن در مساجد کلام بر غیر اسلوب صحیح ست و خواندن فاتحه و سوره بعد از تکبیر
اولی در جنازه سنت ست بخاری روایتش از ابن عباس کرده و چون موطن موطن
دعاست نه موطن قرارت قرآن پس اقتصار بر ماورد از فاتحه و سوره متوجه باشد و اکثر
اشتغال بمحض دعا کافی ست و از دعای وے صلعم بر جنازه ست اللهم اغفر له وارحمه
و عافه واعف عنه واکرم نزله و وسع مدخله واغسله بالماء والثلج والبرد ونقه
من الخطایا کما نقیت الثوب الابیض من الدنس وابدله دارا خیرا من

داراً خیرا من داره و اہلا خیرا من اہلہ وادخلہ الجنۃ وقہ فتنۃ القبر وعذاب النار
رواہ مسلم ودرینجا غبطہ میبرد وکہ کاش این جنازہ ماہی بود وبر جنازہ دیگر این دعا
کرد اللہم اغفر لحینا ومیتنا وشاہدنا وغائبنا وصغیرنا وکبیرنا وذکرنا وانثانا
اللہم من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام ومن توفیتہ منا فتوفہ علی
الایمان اللہم لا تحرمنا اجرہ ولا تضلنا بعدہ این نیز در مسلم وسنن ست
ودر نماز بر مردہ امر باخلاص دعا آمدہ واحسن آنست کہ میان ہر دو تکبیر دعای از ادعیہ
واردہ بخواند واما اسباب مصلین بر جنازہ بحق اموات پس معلوم نیست کہ حل آن نزد آنکہ
این کار کردہ اند آری اگر چنان باشد کہ دعا از برای میت روا نبود مثل آنکہ مردہ
معلوم النفاق ست آنجا مصلی دعا از برای خود وسائر مسلمین بکند اگر ضرورتی ملجی بگزاردن
نماز بران منافق شدہ است ومن حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ و صلوۃ بر
عضو واحد نیامدہ مگر الحاق اکثر بحکم کل وجہے دارد وحدیث لا یؤم الرجل فی سلطانہ
شامل جمیع صلوات ومغنی از غیر ست پس ولی میت اولی تر از غیر باشد وفرمان باسراع
جنازہ رفتہ چہ اگر نیکوکار ست زود رسانیدنش بگور تقدیم بسوے نیکی ست واگر نیکوکار نیست
انداختن شر از گردنہا ست وحاضر جنازہ را کہ بران نماز بگذارد یک قیراط اجر باشد وہر کہ
تا دفن حاضر ماند اورا دو قیراط بود وقیراط ہمچو کوہ بزرگ باشد وتشبیہ بجبل احد ہم آمدہ ودر
پس جنازہ رفتن از آنحضرت صلعم وابو بکر وعمر ثابت شدہ وپیش رفتن واز یمین ویسار
رفتن ہمہ جائز دیرا برست وسنت در مشی قصد ست ومراد باحادیث مصرحہ باسراع
نہ افراط در مشے خارج از حد اعتدال ست چنانکہ مراد باحادیث مرشدہ بقصد نہ افراط در
بطوء ست بلکہ مراد سلوک طریقہ وسطا میان افراط وتفریط ست کہ بران اسراع نسبت
بافراط در بطوء وقصد نسبت بافراط در اسراع صادق آید پس مشروع دون خبب فوق مشے
ملائے درہم باشد ودر فضیلت مشی در پس جنازہ حدیثے صحیح یا حسن نیامدہ واقوال صحابہ

مخالف سنت است بدان که قیام تا رفتن زنان همراه جنازه منهی عنه است
واستادن از برای آن منسوخ باشد ولیکن این مسئله خالی از مضائقی نیست و هر که همراه
رود ننشیند تا آنکه مرده را بر زمین نهند و سنت در آوردن مرده در گور از جانب پایین میت
و نهادن در گور بسم الله و علی ملة رسول الله گفتن در حدیث ابن عمر نزد اهل
سنن وارد شده و دارقطنی اعلالش بوقف کرده و گناه شکستن استخوان مرده همچو
شکستن زنده است سعد بن ابی وقاص گفته از برای من لحد بکنید و بران خشت خام
استاده کنید چنانکه با رسول خدا کرده شد پس لحد اولی باشد و شق لاباس به است
و بلندی گور یک شبر بس است نه زیاده و بلند را با خاک برابر ساختن آمده و از گچ کردن گور
و نشستن بران و بنا نمودن و نوشتن بر قبر نهی آمده و اصل در نهی تحریم است و خاک بر
مرده سه بار بدست استاده می باید انداخت و بعد از فراغ بر قبر استاده استغفار و سوال
تثبیت می باید کرد این حدیث را ابو داود از عثمان روایت کرده و حاکم تصحیحش نموده
و ضمرة بن حبیب تابعی گفته صحابه دوست می داشتند که بعد از تسویه قبر و انصراف مردم نزد
گور استاده چنین گویند ای فلان بگو لا اله الا الله و این سه بار گوید ای فلان بگو رَبِّیَ اللهُ
وَدِیْنِیَ الْاِسْلَامُ وَنَبِیِّیْ مُحَمَّدٌ ولیکن این موقوف است نه مرفوع اما طبرانی رفع آن از
حدیث ابی امامه مطولاً روایت نموده و در صدر اسلام زیارت قبور منهی عنها بود پس امر
بزیارت مردگان فرمود بنابر آنکه مذکر آخرت و مزهد در دنیاست بیت یکے بگور
غریبان شهر سیرے کن + ببین که نقش املها چه باطل افتادست + ولیکن درین امر
فرمان بسفر از برای زیارت نیست خواه زیارت پیغمبر باشد یا غیر او و درین مسئله قلاقل و
زلازل بسیار در اهل علم قدیماً و حدیثاً رو داده و حق دران با شیخ الاسلام ابن تیمیه و من وافقه
وهم جمع جم است و بر زوارات قبور و نائحه و مستمعه لعنت آمده و صیغه مبالغه خواهان کثرت است
لهذا بر زنیکه بر قبر می گریست انکار بر زیارت نفرمود مگر از زنان بر عدم نوح عهد گرفته بلکه او را

شده که مرده معذب می گردد در گور بر نوحه یعنی اگر برضای او ست و آن در حدیث
متفق علیه است از ابن عمر و چون ام کلثوم دختر آنحضرت را دفن کردند آنحضرت نزد قبر او
نشسته داشت و هر دو چشم مبارک اشک می ریخت ؎

بکت عینی الیمنی فلما زجرتها — عن الجهل بعد الحلم اسبلتا معا

و دفن موتی در شب منهی عنه است مگر نزد اضطرار و فرمود بسازید از برای آل جعفر طعام
زیرا که بایشان چیزی رسیده که از ساختن طعام باز داشته و نزد برآمدن بسوی مقابر
این دعا آموخته السلام علیکم اهل الدیار من المؤمنین والمسلمین
وانا ان شاء الله بکم لاحقون نسأل الله لنا ولکم العافیة رواه مسلم و یک بار
بقبور اهل مدینه بگذشت و روی مبارک بآنها کرد و گفت السلام علیکم اهل القبور
یغفر الله لنا ولکم انتم لنا سلف و نحن بالاثر و این را ترمذی حسن گفته و در حدیث
عائشه نزد بخاری است که از سب اموات نهی فرموده بنابر آنکه بجزای عمل خود رسیده اند و
گفته که احیا را باین سب ایذا میرسد و اشنع سباب سب افاضل است و آن اسلاف امت
از صحابه و تابعین و تبع ایشان و مجتهدین و محدثین ملت که نقله احکام اسلام و رواة آثار
خیر الانام اند و هر چند سباب مؤمن فسوق است و لیکن سب صحابه از امارات کفر است لیغیظ
بهم الکفار ؛ فصل چهارم را آمادی جائز است و تفویض افضل و علمی که در اسلام و ایمان
و نجات معتبر باشد در هر کار علم است به لا اله الا الله و لیس کمثله شیء
وانه لا یحیطه علما و اول توحید است و ثانی تنزیه از تشبیه و آن مستلزم فرق میان
ذات و صفت وی عز اسمه و جلت صفته و میان سائر ذوات و صفات مخلوق است
چه نفی مثل شامل ذات و صفات هر دو است و دلیل بر تفرقه امعادم بلکه معلوم و مشترک
در هر دو موجود و مفهوم بلکه واقع و ثالث تعظیم مستلزم اراحت نفس از وقوع در وادی
غیر داخل در وسع انسان است و فارق میان این صفت شروح عارف بجذاست معرفت

تدقیقات که اهل کلام خود را و دیگران را بدان مشغول ساخته اند احدی را از خلق
حق تعالی بمعرفت آن متعبد نکرده تا آنکه قرون مشهود لها بالخیر بگذشت و همگنان از زین
وساوس و دسائس در عافیت بودند تکلیف ایمان بر منطوق حدیث و قرآن ست نه
بر آرای فلسفه و عقول فاسده اهل یونان و بالجمله علم کلام باعتبار اصطلاح از علمی که معتبر
در کمال اسلام و ایمان باشد و ورودی و صدری نیست و اثارتی از علم ندارد اللهم
اهدنا للاشتغال بما کلفتنا بمعرفته واعصمنا عن الزیغ والزلل بجلالك
وطولك وامر مریض به نفث تخلص از حقوق عباد از باب امر بمعروف و نهی عن المنکر باشد
و وصیت اگرچه در همه حالات لازم ست ولیکن در مرض موت و نزد ظهور مقدمات آن
اضیق و احق است بنا بر غلبهٔ ظن بر حیل و اشهاد بران نزد ضرورت واجب بود و مستحب است
گردانیدن روی میت بسوی قبله و بر پهلوی راست خوابانیدنش و بند ساختن
دهن کشاده اگرچه دلیلی بران وارد نیست و نهی از نوح مستلزم نهی از بکاء نباشد
زیرا که گریستن امری زائد ست بر نیاحت مگر آنکه همراه بکا کارے ناجائز باشد و معین
که استطاعت دفع آن ندارد و کتم صوت که طبع ازان بعجز می گراید منع نیست بلکه احادیث
اول بکار محمول ست بران و غسل میت فرض کفایه باشد بر مسلمین و اولی آنست
که غاسل عادل باشد اگرچه از فاسق هم روا است و کافر را مواراة پسندیده ست بدلیل آنکه
چون ابوطالب بمرد آنحضرت علی را فرمود اذهب فوار اباك اخرجه ابو داود والنسائی
و نزد بعض موت ابوطالب بر اسلام بوده است ولکن ادلهٔ کتاب و سنت غیر خافی بر منصف
و علم الحقائق عند الله و در تطییب مساجد مرده مرفوعی نیامده ولکن اگر از برای ستر و لمح
بکنند منع نیست بلکه خوب ست و جماعت در نماز جنازه شرط نباشد بنا بر آنکه اصل در هر
نماز مشروع آنست که همچو نماز پنجگانه باشد و در مجزی بودن فرادی مثل اجزای جماعت و هر که
خلاف آن زعم کند دلیل آرد و تحقیق اجماع صحابه بر تجویز صلوة بر آنحضرت صلعم نزد وفات شریف

بلاد را فرا گرفته است نیز التبس ونزد این حین متفرق بودند اگرچه اکثر ایشان در مدینه
موجود بودند پس نیز بر تقدیر فرض این اجماع سکوتی خواهد بود وعارف باصول میداند
که چنین اجماع حجت برای خیر نیست فصل تجویز رفع قبور انبیا روا نمیدارد وعلما را آثار قوی از علم
نمانده وحدیث ابی الهیاج نزد مسلم واهل سنن نص است در تسویه قبور مشرفه وطمس
تماثیل وآن بنا بر مرتفع نیست آنقدر بس بر هر چه مرتفع یا مشرف بودن قبر امة را
آمد از منکرات شریعت باشد وانکار بر آن وبرابر ساختنش بخاک واجب است بر
مسلمین بدون فرق درآنکه گور پیغمبر باشد یا غیر او وحدیث صحیح بود ویا اطلاع جماعه ازا
اکابر صحابه در عصر نبوت بمرد اما قبور ایشان مرتفع نگشت بلکه علی مرتضی را امر بتسویه قبر مشرف
فرمود وخود صحابه قبر نبوی را بلند نکردند وآخر قول نبوی لعنت بر مسجد گرفتن قبور انبیا
ونهی از وثن گرفتن قبر مبارک خویش است وصلحا وعلما احق مردم اند باین شعار و
این شعار نیست که رسول خدا صلعم بسوی آن ارشاد فرموده وتخصیص ایشان باین بدعت
منهی عنها تخصیص بخیر نیست که غیر مناسب علم وفضل است بلکه اگر اینها بسخن درآیند تنگ
نیست که از آنچه ذاشبه بر قبر رخوه وزخرفت آنها فریاد برآرند وهرگز رضا باین شعار
مبتدع منهی عنه نمیدهند وهر که در حیات خود بدان رضا دهد در ما بعد موت بان رضیت
کن وی خود فاضل نیست مگر از فضل نه از فضل وعالم بالله وعارف بالشریعة را علم
زاجرست از آنکه چنین زخرفت مخالف هر سنت برگور او بجا آورده شود قال الشوکانی
رحمه الله في الوبل فما اقبح ما ابتدعه الجهلة من زخرفة القبور وتشييدها و
اسرع ما خالفوا وصية رسول الله صلعم عند موته فجعلوا القبور على هذه
الصفة التي هي عليها الآن وقد سلم من عصمه الله عنه ما وقع من بعض
الفقهاء من تسويغها لاهل الفضل حتى دونوها في كتب الهداية وامد السنا
واگر صرف امتیاز تعریف وتعیین مراد است از برای زیارت پس بوضع حجر ومدر یا تعیین شجر

بر قبر ممکن نیست تشیید ابنیه و منع حیطان و قبب و تزویق ظاهر و باطن حرام است و بالله التوفیق

کتاب الزکوة

اسلام شرط وجوب زکوة نیست بلکه کفر مانع از صحت باشد و کفار مخاطب اند بجمیع
شرعیات بر مذهب منصور و مختار ولیکن مانع کفر از صحتش منع کرده و مکلف مخاطب است
برفع آن موانع که باوجودش واجبات ازوی غیر مجزی اند و این قاعده کلیه در هر
باب ازان ابواب می رود که اسلام را درانها شرط وجوب می گردانند آری آنچه در خور
شرطیت باشد تکلیف است و هر چند ازین مردم ازان بگریزد ولیکن نزد ما عیان نظر
درانکه زکوة یکی از ارکان اسلام است و چهار رکن باقی جز بر مکلف واجب نیست اشتراط
تکلیف مستغنی نمی نماید و کیف که شرعیت زکوة از برای تطهیر و تزکیه است چنانکه قرآن کریم
بدان گویاست و این هر دو از برای غیر مکلفین نمی توانند شد و حدیث امر با تجار
در اموال یتامی تا زکوتش نخورد بحجت نمی ارزد و همچنین در آثار مرویه از صحابه حجت
نیست با آنکه معارض بوده اند با مثال خود و دیگر موجب زکوة بر صبی بنا بر تمسک بعمومات
واجب است که بقیه ارکان اربعه را هم بعمومات بر وی واجب گردانند و بالجمله اصل در اموال
عباد حرمت است لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل و لا یحل مال امرئ
مسلم الا بطیبة من نفسه و لاسیما اموال ایتام که قوارع قرآنیه و زواجر حدیثیه
دران اظهر و اکثر از ذکر و حصر است و دلیل قائم نیست که زکوة از مال ایشان گیرد و هرگز از تبعات در
امن نیست زیرا که وصی چیزی گرفته است که او تعالی اخذ آن بر مالک و بر وصی در
مال واجب نکرده اما اول پس باین جهت که مفروض آنست که او صبی است مناط
تکالیف شرعیه که بلوغ باشد هنوز بوی دست بهم نداده و اما ثانی پس باین جهت که او
مالک مال نیست و بر غیر مالک زکوة واجب نباشد و اما ثالث پس باین وجه که اختصاص

تکالیف شرعیه مختص بنوع انسانست بر دابه و جماد واجب نیست فصل آنحضرت صلعم چون معاذ را بسوی یمن گسیل کرد فرمود او تعالی صدقه را در اموال ایشان فرض کرده است از اغنیا گرفته آید و بر فقرا ایشان بازداده شود و این حدیث متفق علیه و لفظ بخاری راست فصل فریضهٔ صدقه در ابل بموجب کتاب ابی بکر صدیق رضی الله عنه که در حین روانگی انس رضی الله عنه بسوی بحرین نوشت و اختیار فرضش بجناب نبوت کرد این ست که در بیست و چهار شتر و آنچه دون آن عدد باشد نیست مگر گوسفند و در هر پنج شتر یک گوسفند و در بیست و پنج شتر تا سی و پنج یک بنت ابی مخاض باشد ست یعنی آنکه یک سال بران گذشته و قدم در سال دیگر نهاده گذاشته باشد و اگر یافت نشود ابن لبون ذکر پسندیده ست یعنی آنکه دو سال بران گذشته و پا در سال سوم نهاده و در سی و شش شتر تا چهل و پنج یک بنت لبون انثی ست و در چهل و شش تا شصت و یک حقهٔ طروقة الجمل ست یعنی آنکه از سه سال گذشته در سال چهارم و آمده و در شصت و یک تا هفتاد و پنج یک جذعه ست یعنی آنکه از چهار سال گذشته و در سال پنجم درآمده و در هفتاد و شش تا نود دو بنت لبون ست و در نود و یک تا یک صد و بیست دو حقهٔ شتر گرفته و در زیاده بر یک صد و بیست در هر چهل چهار یک بنت لبون و در هر پنجاه یک حقه و در چهار ابل خود هیچ صدقه واجب نیست مگر آنکه صاحب شتر خواهد و چیزی بطور تطوع و طریق تبرع بدهد

	فصل در صدقهٔ غنم سائمه که بیرون می چرند	

در چهل گوسفند تا یک صد و بیست یک گوسفند ست و در زیاده ازان تا دو صد دو گوسفند و در زیاده بر دو صد تا سه صد سه گوسفند و در افزون بر سه صد در هر صد یک گوسفند و اگر از چهل گوسفند اگر چه یکی کم باشد هیچ صدقه نیست مگر آنکه صاحب غنم خواهد و جمع میان متفرق و تفریق میان مجتمع بخوف صدقه ناجایز ست و در نصابی که مشترک میان

و در شریک سمت تراجع باهم بسویه لازم باشد و در صدقه گوسفند پیر و خداوند عیب و بز نر
گرفته نشود مگر آنکه مصدق خواهد و در نقره ربع عشر ست و انصابش دو صد درهم
پس در باب صد و نود و درهم صدقه نباشد مگر آنکه صاحبش بخواهد و بر هر که صدقه جذعه ست
و لیکن نزدش جذعه نیست بلکه حقه ست از وی همان حقه بپذیرند و همراه آن حقه دو گوسفند
بشرط تیسر یا بیست درهم بستانند و بر هر که صدقه حقه ست و حقه ندارد بلکه جذعه دارد از وی
همان جذعه قبول کنند و مصدق که صدقه ستاننده است دو گوسفند یا بیست درهم بمصدق
که صدقه دهنده ست بدهد رواه البخاری **فصل** در هر سی گاو یک گوساله یک ساله ست
نر باشد یا ماده و در هر چهل گاو یک گوساله دو ساله ست که ماده باشد و اخذ صدقات
مسلمین بر میاه شان باید و جز در دور آنها گرفته نشود و در عبد و فرس صدقه نیست رواه
احمد و مسلم زیاده کرده مگر صدقه فطر که بر عبد ست و در هر چهل ابل سائمه یک بنت لبون ست
و تفریق ابل از حساب روا نباشد یعنی مالک ملک خود از ملک غیر جدا نکنند بلکه همچنان
خلیط دارد و هر که زکوة واجب بامید اجر داد او را اجر باشد و هر که ندهد امام از وی بستاند و
نیمه مال او تاوانی از تاوانهای الهی ست و عقوبت بمال در چند جا ثابت شده و مقصور
بر مورد خود ست قیاس بران صحیح نیست و لهذا شافعی تعلیق قول بر ثبوت این حدیث
کرده و آن ثابت ست نزد احمد و ابو داود و نسائی و حاکم تصحیحش نموده و آنحضرت صلعم
فرموده چون ترا دو صد درهم باشد و بران حولان حول گردد پنج درهم دران واجب ست
و در کمتر ازین مقدار خود هیچ واجب نیست مگر آنکه بست دینار داشته باشد و این مقدار
نصاب طلا ست و دران نیم دینار ست بعد از حولان حول و هر چه بیفزاید بهمین حساب
باشد و نیست زکوة در مال تا آنکه سال کامل بران بگذرد و این حدیث حسن ست و
ترمذی تصحیحش از بخاری آورده لیکن راجح وقف اوست . و همچو موقوف در حکم مرفوع باشد
بنا بر آنکه مسرح اجتهاد نیست و محلی گفته در بقر عوامل صدقه نیست و در مال یتیم امر بتجارت

آمده تا صدقه آنها خورد اما سندش ضعیف ست و هر چند شاهدی مرسل دارد اما حجیت
نمی‌ارزد و آنامر برای رب کنند وقت حصول صدقه دعا کند از برای قوم و اللهم صل علیهم
بگوید و تعجیل صدقه قبل حولان حول رخصت ست و در کمتر از پنج اوقیه در ورق و در کمتر
از پنج ذود از شتر و در کمتر از پنج وسق در ثمر صدقه نیست و در لفظی بجای ثمر تمر آمده تمر بقوت
بازیادت حب آمده و اصل حدیث متفق علیه ست **فصل** هر زمینی که عثری ست یعنی
بارانی یا آب از چشمه‌های خورد دران عشر ست و هر چه را آب از چاه می‌دهند و بسانیه یعنی
ستور و گاو سیراب می‌نمایند دران نیم عشر ست و این نزد بخاری ست و ابو داود بجای
عثری بعل روایت کرده و آن نخلی و درختی و کشتی ست که برگهاے خود آب می‌آشامد
دران عشر ست و در سقی بسوانی و نضح نصف عشر و غله در زکوة چهار جنس ست گندم و جو و مویز
و خرما و از خیار و خربزه و انار و نی عفو آمده و سندش ضعیف ست و نزد خرص بعد از
دو ثلث انگور و خرما بگیرند و یک ثلث بگذارند و اگر نه کمتر از ربع نباید گذاشت و خرص تاک هم چون خرص
خرما ست و در زکاتش زبیب ستانند لیکن در سند این حدیث انقطاع ست و اسما
بنت یزید نزد آنحضرت صلعم آمد و در دست دخترش دو پاره از طلا بود پرسید زکوة اینرا
میدهی گفت نمی‌دهم فرمود ترا خوش می‌آید که او تعالی روز قیامت دو پاره آتش
بتو پوشاند اسما آن هر دو را بیفگند این حدیث نزد ابی داود و ترمذی و نسائی ست
و اسنادش قوی و حاکم تصحیحش از حدیث عائشه کرده و مؤید اوست آنکه ام سلمه اوضاحی
از ذهب می‌پوشید آنحضرت صلعم را پرسید که آیا این کنز ست فرمود چون زکاتش داده
کنز نماند و این نزد ابو داود و دار قطنی ست و حاکم گفته صحیح ست و بالجمله در زکوة حلی چار امر ست
وجوب و عدم آن و آنکه زکوتش عاره اوست و آنکه واجب یک بار ست و بس و شک نیست
که نام ذهب و فضه بر مضروب و غیر مضروب همچو سبائک و سائر انواع حلیه راست می‌آید
و این قدر در وجوب زکوة درین همه بسند باشد و مدعی اختصاص بعض انواع زر و سیم مطالب

زکوة حلی

مطالب بدلیل ست و این بر تقدیر یست که در وجوب زکوٰة جز این عمومات که جمیع ما یصدق علیه زیرا و مندرج ست دلیلی دیگر وارد نشده باشد و کیف که در خصوص جلیه نصوص احادیث آمده **فصل** سمره بن جندب گوید امر می کرد ما را رسول خدا صلعم بیرون آوردن صدقه از مالیکه برای بیع طیار می ساختیم رواه ابو داود دپس اگر این حدیث ثابت گردد دلیل باشد بر وجوب زکوٰة در مال تجارت هرچه باشد از اسپ و شتر و کتب و اقمشه و امتعه و فروش و ظروف و نحو آن ولیکن اسنادش لین ست کما قال الحافظ فی بلوغ المرام و در تلخیص گفته در سندش جهالت ست یعنی سلیمان بن سمره که راوی آن از پدر خویش ست مجهول ست و شوکانی در رد وبل گفته لا تقوم بمثله الحجة لما فی اسناده من المجاهیل و همچنین حدیث فی الابل صدقتها الخ باجمله طرق خود ضعیف ست چنانکه در فتح الباری بدان تصریح کرده جز آنکه در یک طریق لا باس به گفته و از اینجا دریافت شد که دلیلی دال بر وجوب زکوٰة در اموال تجارت نیست و برائت اصلیه مستصحب ست تا آنکه دلیلی ناقل از آن یافته شود و ابن منذر که حکایت اجماع بر ایجابش کرده جسارت عجیب ست و اگر گیریم پس حجت بر قائل بحجیت اجماع خواهد بود نه بر غیر وی و استدلال بحدیث خالد که ادرع و اعتد خود در راه خدا حبس کرد اجنبی از محل نزاع ست و در همچو تکلیف عام البلوی قول بایجاب بلا برهان ساطع و حجت نیره تجری بر خدا و تقول بر رسول او ست صلعم **فصل** در رکاز که مراد بدان دفینهٔ جاهلیت ست خمس واجب گردد و در بعض روایات آمده که اگر کنز را در قریهٔ مسکونه یابد بشناساند و اگر در ویرانه یابد در ان و در رکاز خمس ست و سندش حسن ست و رکاز را بمعدن هم تفسیر کرده اند لیکن اول ارجح ست و گرفتن آنحضرت صلعم صدقه از کانهای قبلیه ثابت **فصل** ایجاب مالم یوجبه الله بر عباد خالی از غلو منهی عنه نه ورع و تفقه و استدلال بمثل خذ من اموالهم مستلزم وجوب زکوٰة در هر جنس از اجناس ست که بر آن نام مال راست می نشیند و منجمله آن حدید و نحاس و رصاص و ثیاب

وفراش وحجر ومدر ست بلکه هر آنچه مالش خوانند بر تقدیریکه از اموال تجارت نباشد حالانکه احدی از مسلمین بدان قائل نیست واین نه بنا برآنست که دلائل تخصیص اموال مذکوره از عموم حل من اموالهم وارد شده تا آنکه قائلی بگوید که زکوة غیر مخصص باید بقا بر عموم ادله واجب ست بلکه بدانچه از اموال عباد شریعت زکوة ثابت است آن اموال مخصوص واجناس معلوم ست ودر غیر آن زکوة واجب نبود پس واجب درین صورت حمل اضافت در آیه کریمه بر عهد ست چه در علم اصول ونحو وبیان متقرر شده که اضافت منقسم ست بسوی آنچه انقسام لام بوده ومن جمله اقسام لام یکی عهد ست تا آنکه محقق رضی[1] گفته انه الاصل فی اللام وچون این معنی متقرر شد پس در جواهر ولآلی ودر وباقوت وزمرد وعقیق ویشم وسائر آنچه نفاست وقیمت مرتفع دارد ایجاب زکوة دران بی وجه ست ودر تعلیل وجوب بمجرد نفاست آنا رقی از علم نیست واگر این تعلیل درست باشد باید که در مصنوعات از حدید همچو سپر وتیغ وبندوق ونحو آن که انفس اشیاء دانی ودنی ست هم زکوة واجب گردد وچینی وبلور ورشم ودیگر اشیای نفیس که احاطه بدانها دشوار ومردم در اشیاء اغنیا اند ملحق باشند بدان پس احسن ایستادن وقوف ست بر حدود رسوم شارع وراحت مردم ازین تکلیفات با آنکه نزول آیه در صدقه نفل نشان داده اند در زکوة فرض **فصل** احادیث در زکوة عسل مختلف واقع شده وآنچه در خرسانها حق از برای احتجاج باشد موجود نیست پس ظاهر عدم وجوب زکوة دران بی ست **فصل** در تره ها زکوة واجب نیست ودرین خصوص آنچه دال بر عدم ایجاب ست بطرقی آمده که بعض شاهد بعض ست ودر اشیائیکه دران زکوة یافت محدود ومعدود ست پس در ما عدای آن هر چه باشد چه خضراوات وچه جز آن زکوة نیست واحتجاج بعمومات درین ابواب در حقیقت ذهول از ادله خاصه ست با آنکه بنای عام بر خاص اجماع اهل علم معتد بهم ست وما احسن الوقوف علی الحدود والتوجیه

[1] له یعنی شیخ رضی استرابادی که از علمای نحو است محقق الفن ست ۱۲

والمشی علی الطریقة النبویة فذلك هو الورع الخالص وخیر الهدی هدی
محمد صلعم **فصل** حق وجوب زکوة از عین ست واخراج قیمت جز بعذر مسوغ سائغ نیست
بدلیل خذ الحب من الحب والشاة من الغنم والبعیر من الابل والبقر من
البقر اخرجه ابو داود والحاکم وصححه علی شرط الشیخین وفعل معاذ درین باره
منقطع ست وحجت نمی شاید **فصل** ایجاب زکوة در اموالیکه دران باتفاق زکوة واجب
نیست همچو دور وعقار ودواب ونحو آن بمجرد تاجیر باجرت بدون تجارت در اعیان
آنها در صدر اول بگوش نخورده تا شنیدن دلیلی از کتاب وسنت چه رسد استیجار و
ایجار وقبض اجرت از دور وضیاع ودواب در میان ایشان مروج بود ولیکن ببال
احدی اخراج ربع عشر قیمت آن دار یا عقار یا دابه بر راس حول خطور نکرده بلکه انقراض
ایشان در راحت ازین تکلیف شاق بوده تا آنکه قرن سوم از اهل صد سوم آمد وقول
بدان بلا دلیل بمجرد قیاس بر اموال تجارت حادث شد با آنکه درینجا خود در اصل
سخن ست مصرع وکیف یقوم الظل والعود اعوج **فصل** آنچه مشروع ست اخذ
جزیه ست از اهل ذمه در بدل دمای آنها وهر آنچه بعض اهل ذمه بر تسلیمش مصالحت کنند
و در هر سال بدهند آن هم جزیه باشد چه گاهے این جزیه بر هر فرد از افراد اهل ذمی باشد
وگاه بر همگنان بمقدار معین زده می آید وبر اخذ نصف عشر متاع تجارت اهل ذمه دلیلے
نیامده وحدیث لیس علی المسلمین عشور انما العشور علی الیهود والنصاری
مضطرب ومتکلم فیه غیر متابع علیه ست بحجت نمی ارزد واگر احتجاج نمایند پس مراد بعشور عشر
با مال مصالح به یا ماخوذ از تجار اهل ذمه باشد اگر از تجار رامی گیرند یا جبایات وضرائب یا
خراج ست که ملوک می ستانند چنانکه در بعض روایات حدیث آمده و با این احتمال
غیر منتهض از برای استدلال باشد چه اظهر در معنی عشور دوام ست یکی خراج دیگر
همچو جزیه ومال صلح واین دلیل بر اخذ نصف عشر از اموال تجار اهل ذمه نیست ومؤید اراده

جزیہ او دستور ست حدیث لا تصلح قبلتان فی ارض ولیس علی مسلم جزیة
فصل اموال اہل حرب بے اصل مباحست ہر یکے را اخذ آن چنانکہ خواہد از جہت
خواہ قبل از تامین بود است یا بعد آن سلطان را میرسد کہ حربیان را دستوری در آمدن بلاد
اسلام باذن تجارت دہد آن قلیل باشد یا کثیر چہ ہرکس درستاندن مال مسلمان ست
کار ہای تجارت از زمینے بزمینے میبرد و مردم روی زمین مضطر اند از مال او چیزے گیرند
بدون نظر در آنکہ این زکوۃ تجارت ست یا چیزے دیگر بلکہ در استحلال این اخذ
اعتبار بمجرد خروج مسلمین از سفائن بمجرد وصول از بر بسوی حدود دار حرب کہ آنجا آمد و رفت
می کنند پس این اخذ وجہ نزد تحقیق جز مکس نیست بلا شک و شبہہ واللہ اعلم فصل
تقدیر ماخوذ از اہل ذمہ از آنحضرت صلعم ثابت نشدہ مگر ہمان قدر کہ در حدیث معاذ
است کہ از ہر حالم دینارے بگیر یا برابر آن از جامہ معافرے بستاند و این حدیث
را احمد و اہل سنن و دارقطنی و بیہقی و ابن حبان و حاکم اخراج کردہ اند و اگرچہ دران
مقال ست لکن خارج از صلاحیت استدلال نیست پس وقوف برین مقدار متعین
باشد و تجاوز از ان روا نبود و نقص ازین مقدار برای امام و مسلمانان لا باس بہ است
بنا بر آنکہ حق اینہا ست ایشان را اقتصار بر بعض واجب از حق خود جائز ست و ظاہر
عدم فرق ست در غنی و فقیر و متوسط در استوای جواز اخذ این مقدار از ایشان و تفرقہ در
اخذ این مقادیر میان این ہر سہ بی دلیل ست و فعل صحابہ صالح احتجاج نیست پس
اقتصار بر مقدار حدیث معاذ متحتم باشد و موید اوست حدیث مرسل ابی حویرث کہ
آنحضرت صلعم اہل ایلہ را کہ سیصد کس بودند بر سیصد دینار صلح کرد اخرجہ البیہقی

باب در بیان قسم صدقات

غنی را صدقہ از زکوۃ حلال نیست مگر پنج کس را یکے عامل بر اخذ زکوۃ دوم خریدار صدقہ
بمال خود سوم قرضدار چہارم غازی در راہ خدا پنجم مسکینے کہ صدقہ خود بغنی ہدیہ کرد

آمده که غنی و قوی مکتسب را در زکوٰة حظی نیست **فصل** فقیر کسے ست که غنی نباشد و
غنی کسے ست که پنجاه درهم یا بهای آن از زر نزد خود دارد این تعریف در حدیث مرفوع
آمده پس هر که مالک این مقدار نیست فقیر ست و ملبوس و فراش و مسکن و آلات جهاد
و کتب علم و آلات صنائع و نحو آن از آنچه محتاج الیه ست در دین یا در دنیا خارج از این
مقدار باشد چنین فقیر را اخذ زکوٰة حلال ست و مصیر بسوی این تقریر محتم و حق آنست که
فقیر و مسکین متحد اند اطلاق هر یکے بر غیر واجد پنجاه درهم علاوه ضرورت صحیح ست و اداء آیۂ
قرآنے محتمل شراء و تحریر رقاب و اعانت مکاتب در اداء مال کتابت هر دو ست و
ظاهر اطلاق آیه شامل کسے ست که بر وی دین باشد غنی بود یا فقیر مؤمن باشد یا
فاسق در طاعت بود یا معصیت آری غارمی که اعانت او مستلزم اغرایش بر معاصی
دو توزع در محرم باشد بے شبهه ممنوع ست بنا بر ادله دیگر و هر که وام او بنا بر سرف و معصیت
بوده لکن وے ازان تائب و مقلع گردیده و طالب اعانت از زکوٰة بر قضاے آن
دین ست پس ظاهر عدم منع ست و سبیل الله مختص بجهاد نیست اگرچه از اعظم طرق
الی الله ست پس در هر چه راهے بسوی خدا باشد صرف زکوٰة دران صحیح ست اینست
معنے آیه لغةً و واجب بر با در جائی که نقل صحیح شرع دست بهم ندهد وقوف ست بر معانی
لغویه و اشتراط فقر در مجاهد در غایت بعد ست و منجمله سبل خدا صرف صدقه در اهل علم ست
که قیام دارند بمصالح دینیه مسلمین پس ایشان را نصیبے در مال خدا است خواه تونگر باشند
یا گدا بلکه صرف آن درین جهت از اهم امور ست بنا بر آنکه علما ورثه انبیا و حمله دین و حفظه
بیضه اسلام و شریعت سید الانام اند و مسافر که در وطن و در سفر مالک چیزے نیست
در اعانت او از زکوٰة نصیبے غیر آن نصیب که بنا بر فقر آن راهی تواند گرفت نزاعی نیست
و اگر هر دو جا غنی ست صحیح نمی تواند ستاند و اگر غنی در وطن و مفلس در سفر ست و قرض
ممکن نیست اعانت او نیز مے رسد و اگر قرض می تواند بدست آورد پس این محل نزاع ست

لکن حق اعانت اوست نظر باطلاق آیه واین وجه وجیه ست با عدم وجود دلیل دال بر تقیید
بحالی از حالی دیگر **فصل** مصرف زکوة بنص کتاب مخص باصناف ثمانیه ست هرکه
زکوة را در جنسی ازین اصناف بنهاد وی امر خدا بجا آورد و هرچه بروی واجب بود ساقط
شده و ایجاب تقسیط بر جمیع اصناف ثمانیه بر فرض وجود همگنان با قطع نظر از حرج
و مشقت منافی فعل سلف و خلف مسلمین ست و آنچه مقتضی ایجاب توزیع هر یک صدقه
بر همه اصناف باشد نیامده آری چون جمله صدقات یک قطر نزد امام فراهم آید و همه
اصناف حاضر باشند هر صنف را مطالبه حق خود میرسد ولیکن تقسیط همگنان بسویه یا
تعمیم آنها بعطا بر امام واجب نیست بلکه درین داد و دهش رای اوست هر صنف را که
خواهد زیاده دهد از صنف دیگر و هر کرا خواهد کم دهد و نزد مدافعت کفار و بغاة از حوزه اسلام
صنف مجاهدین را بر همه گزینند و همچنین چون مصلحت مقتضی تاثیر غیر مجاهدین باشد **فصل**
حلال نیست سؤال کردن مگر سه کس را یکی ضامن مال دیگری اگرچه غنی باشد و بعد ادای
حمالت سائل نشود و نه زیاده بر قدر حاجت دوم کسیکه آفتی بمال او رسیده باشد تا اصابت
قوام و سداد عیش سؤال بکند سوم فاقه کش که سه کس از مردم دانشمند تصدیق اصابت
فاقه بوی کنند و ما سوای این هر سه سحت ست و سائل آکل حرام **فصل** حلال نیست
صدقه برای آل محمد صلعم بنا بر آنکه اوساخ مردم ست و احادیث تحریم زکوة بر بنی هاشم
بتواتر معنوی رسیده و مخادع نفس خود به تسویغ این صدقه آنچه در خور التفات باشد نیاورده
بلکه مجرد هذیان ست و هو عن الحق بمعزل و استدلال بحدیث ان لکم فی خمس الخمس
ما یغنیکم فاذا منعوا ذلک حلت لهم الزکوة بر عدم تحریم صحیح نیست زیرا که در
سندش کلام کثیر ست قال الهیثمی حسین بن قیس حنش راوی او ضعیف ست کما
فی الخلاصة و مراد به بنی هاشم آل علی و جعفر و آل عقیل و آل عباس و آل حارث ست
و لیس و حق تحریم زکوة ست بر بنی هاشم خواه از ایشان بر ایشان باشد یا از غیر ایشان

واستدلال بجواز صدقه باهم بحدیث عباس قلت یا رسول الله انك حرمت علینا
صدقات الناس هل تحل لنا صدقات بعضنا لبعض قال نعم اخرجه الحاکم
صالح احتجاج نیست بنا بر مقالی که در اسنادش ست تا آنکه بعض رواتش متهم بوده اند کما حققه
صاحب المیزان و عموم احادیث تحریم معلوم ست تخصیص آنها به مخصص غیر ناهض جائز
نباشد **فصل** قائل جواز صرف زکوة بفاسق محتاج بسوی استدلال نیست بلکه دلیل
بر کسی ست که عدم فسق را شرط جواز و اجزاے صرف گمان می کند و قائل جواز و اجزاء
بتوقف منع ست بروی ابراز دلیل مادام که مانع بوده است واجب نیست کما تقرر فی
علم المناظرة **فصل** کتاب عزیز و سنت مطهره مصرح اند باعطاے زکوة بفقیر و تقیید بمقدار
معین نیامده و نیست معتبر مگر اتصاف مصرف بصفت فقر یا مسکنت پس صارف زکوة
درین حال صارف در مصرف شرعی ست اگرچه مال تجمّع و انصباب متعدد بوے پدید آید اتصاف
مصرف بغنا اگر هست بعد ازین صرف ست و این ضائر صارف نیست و نه مانع از اجزاء آن است
و هر کرا زعم باشد که جز دون نصاب جائز نیست وی دلیلی که صالح تقیید مطلق و تخصیص
عام باشد بیارد و نیست درینجا مگر تخییلات فاسده که مبنی بر اساس صحیح نیست **فصل**
بنی المطلب مشارک بنی هاشم اند در سهم ذوی القربی و در تحریم زکوة نیز نه من عداے
ایشان اگرچه در نسب برابر اند و حکم موالی آل محمد صلعم حکم آل محمد ست و تحریم صدقه
ابن عبد البر گفته نیست خلاف در میان مسلمانان در عدم حل صدقه بر موالی ایشان و استدلال
آن بتعلیل عدم شرکت در نسب و نبودن حصه آنها در خمس خلاف ثابت از نص ست
فصل حلال ست گرفتن عطیه سلطان اگرچه جائر باشد آنحضرت عمر را فرمود هرچه
ترا ازین مال بیاید و تو مشرف و سائل نیستی آنرا بگیر و هرچه چنین نیست انتظارش مکن رواه
مسلم و نیز این حدیث دلیل ست بر جواز اخذ عماله عامل **فصل** ادله طافح و مصرح اند آنکه صرف
زکوة در ذوی الارحام افضل ست بدون فرق در میان صدقه واجبه و مندوبه و ترک

استدلال در مقام احتمال نازل بمنزلهٔ عموم در مقال ست با آنکه در حدیث ابی سعید
نزد بخاری ست تصریح ست بآنکه آنحضرت صلعم زنی را فرمود که شوهر و پسر تو احق اند
بصدقه تو و حدیث لک ما اخذت یا معن نزد احمد و بخاری ثابت شده و این
اول تبرع ست از قائل بجواز و اجزاء و در قیام او بمقام منع از مانع بودن قرابت
وجوب نفقه کافی ست و قائل بدان دلیلی که نافی در محل نزاع باشد نیاورده و این
بر تقدیری ست که بدست قائل جواز جز تمسک باصل نباشد فکیف که ادله عموماً و خصوصاً
ناطق باشند بجواز دفع زکوة بسوی اصول و فروع فصل ائمه و سلاطین را مطالبه
زکوة و قبض صدقات در رعایا و ادای زکوة بایشان نزد طلب واجب ست بدلیل امر
ان آخذها من اغنیائکم و باحادیث بعث سعاة از برای اخذ صدقات و حدیث
من منعها فانا آخذوها و شطر ماله و بادله کتاب و سنت که دال بر وجوب طاعت
اولی الامر ست ولیکن در مجموع این ادله آنچه دال باشد بر عدم جواز و اجزای صرف
رب المال در مصرفش قبل از مطالبهٔ امام موجود نیست بلکه وجوب آن بر ارباب اموال
و وعید شدید و ترغیب و ترهیب که در عدم اخراج زکوة و اخراج آن وارد ست مفید
آنست که ولایت صرف از برای ایشان ست پس نزد عدم امام خود ظاهر ست و همچنان
نزد وجود او با عدم طلب و منع و اما نزد مطالبهٔ امام پس ظاهر عدم جواز صرف از برای
خداوند مال ست بنا بر آنکه عصیان اولی الامر ست حالانکه امر بطاعتش آمده و لیکن
آنکه مجزی ست یا نه پس ظاهر اجزا ست زیرا که میان عصیان امر امام و میان عدم اجزا
ملازمت نیست و نزد ائمه آن مطالب بدلیل ست و مراد بحدیث فانا آخذوها و شطر
ماله مانع از اخراج ست مطلقا و مؤید ثبوت ولایت از برای رب المال هست آیه
ان تبدوا الصدقات فنعما هی وان تخفوها وتؤتوها الفقراء فهو خیر لکم
و درین آیه اعظم متمسک مانع مستند ست و قول آن گفت که این آیه در صدقه نفل ست

بدلیل سیاق زیرا که اعتبار بعموم لفظ است نه بخصوص سبب چنانکه در اصول متقرر شده
آری تطبیق ادلهٔ وارده در حق آنحضرت صلعم بر من بعد او از ائمه و سلاطین تا آنکه حکم آنها
همچو حکم وی صلعم باشد محتاج فضل نظر است و ناظر بمجرد اجماع سکوتی که بعد از عصر
نبوت واقع شده قانع نمی تواند شد و قتال صحابه با مانعین زکوة بنا بر ارتداد و تصمیم
عزم بر منع زکوة بود و دفع زکوة بسوی ائمهٔ جور و سلاطین عدوان جائز و مسقط واجب است
دران شک و شبه نیست و خدای تعالی اعدل از انست که بر رب المال دو تا زکوة فراهم
سازد یکی بظالم دهد و دیگر در مصرف دیگر بذل نماید و حصول هدایای امرا غلول است زیرا که
اهدای آن بسوی او بمجرد امارت وی است و اگر امارت نمیداشت هرگز کسی هدیه بسوی او
نمی فرستاد و این هدیه که بامیر آمده از برای تقرب الی الله یا قصد تبرک بامیر مذکور است
بلکه بغرض طلب عدل یا دفع جور او ست حالانکه عدل و ترک جور بر وی بدون این هدیه واجب
است پس هدیهٔ مذکور باین حیثیت رشوت محرمه باشد و استدلال بقبول آنحضرت از برای
هدایای مردم غیر وارد است زیرا که عدل شریفش مقطوع است چنانکه جور از وی صانه الله
تعالی مامون و هدیه بسوی آنحضرت اکرامش نه از برای جلب عدل و دفع ستم بود بلکه بمحض
تبرک بلا شک و شبهه بالجمله شیطان بذریعهٔ قبول این هدایا توصل بائمهٔ جور کرده و مفاسد
که درین توصل هست بر عاقلی مخفی نیست و لهذا بروقتی محسن مجهول است و معارف نزد
اهل نهی ذم باشد تا بعطایا چه رسد

بی نیازی همتی دارد کریمان واقفت اند ما هم از دست رد خود چیزها بخشیده ایم
و اقل احوال این هدیه آنست که امیر باخذ آن هشاش بشاش گردد و منزلت مهدی نزد
او مرتفع شود و در مجرد این حال الغایه حمد و تکدر خاطر خصم مهدی است اگر فهیم که در مجلس حکم
نزد مقصور مهدی و خصم او تحرز از ین مضیق کند یا رسی درجه [illegible] تنها مهدی خود این تحرز مقدور
او نیست و این را اثری در حق حجت خصم است کما لا یخفی

باب در بیان صدقه فطر

این صدقه فرض است بر هر بنده و آزاد و ذکر و انثی و صغیر و کبیر و حاضر و بادی که
مسلمان باشد و آن یک صاع است از تمر یا از جو و در روایتی از گندم و در لفظی از
اقط و در روایتی دو مد از گندم و در لفظی نصف صاع از قمح و در روایتی صاعی از زبیب
و حدیث صاع صالح تر است از حدیث نصف صاع ولیکن در ان تصریح نیست باطلاع یا تقریر
نیست بالا ابن خزیمه گفت که ذکر حنطه در حدیث ابی سعید غیر محفوظ است و نمی دانم که وهم
از کیست و همچنین ابو داود گفت و بالجمله صاع افضل است و نصف صاع مجزی و لفظ صاعا
من طعام که در حدیث متفق علیه است در حس شمول او ادا برای حنطه محتمل است باحادیث
نیم صاع گندم ولیکن این تعیین اجماع صحابه نیست که حجت شاید و زمان ادای این
صدقه قبل از خروج مردم بسوی نماز است و مقصود بیان طهرت صیام از لغو و رفث و طعمه
مساکین است هر که پیش از نماز ادا کرد زکوة فطر ادا کرد و هر که بعد از نماز داد پس صدقه
از صدقات است و این دلیل است بر عدم اجزای آن بعد از نماز عید و تعجیل در ان
جائز بلکه مستحب است هر که بمقدار کفایت خود و عیال خود در روز فطر موجود دارد و واجد
یک صاع زائد بر مقدار کفایت مذکور است بر وی اخراج آن لازم است بحدیث
اغنوهم عن الطواف فی هذا الیوم پس غنا در فطره آنست که مستغنی باشد از طواف
و گداگری در ان روز و فقیر کسی است که مقتدر بر طواف در ان روز است پس تحتم وجوب
بر واجد غنا از عادت بمقدار فطره واجب است و مصرفش کسی است که واجد این مقدار
نیست نه آنکه مصرف او مصرف زکوة باشد

باب در بیان صدقه تطوع

هفت کس که روز حشر زیر سایه خدای عز و جل باشند منجمله آنها یکی کسی است که صدقه
پوشیده می دهد تا آنکه شمال او نداند انفقه یمین او چیست و هر کس در قیامت زیر سایه صدقه

باشند تا آنکه میان مردم فیصله شود و هر که مسلمانی را جامه پوشاند وی را از حلهای سبز بهشت
جامه پوشند و هر که مسلمانی گرسنه را بخوراند از ثمار جنت بخورد و هر که مسلمانی تشنه را آب
نوشاند وی از رحیق مختوم بیاشامد و دست بالا بهتر از دست پایین ست بالا آنکه می دهد و
پایین آنکه می ستاند و بدایت در تصدق بعیال ست و بهترین صدقه آنست که از پشت
تونگری باشد و مستعف را خدا عفیف می سازد و مستغنی را غنی می گرداند و افضل صدقه
جهد مقل ست یکی آنحضرت صلعم را گفت نزد من دیناری هست فرمود صدقه کن بر
نفس خود گفت یک دینار دیگر ست فرمود بر فرزند خود صدقه کن گفت دیناری دیگر
نیز هست فرمود بر زن خود صرف کن گفت نزدم دیگر ست فرمود بر خادم خویش خرج
کن گفت دیگر دارم فرمود انت ابصر به یعنی تو داناتری بصرف آن و زنی که از طعام
خانه بیرون تباهی بدهد اجر انفاقش یابد و شوهرش را اجر اکتسابش بود و همچنین خازن را
اجر باشد و یکی دیگری را کمی در اجر نکند و این حدیث متفق علیه ست زن ابن مسعود زیور
خود صدقه کردن خواست ابن مسعود گفت فرزند انت احق اند بدان آنحضرت ص فرمود
ابن مسعود راست گفته شوی و فرزند تو احق اند باین صدقه و در روایتی آمده ترا دو
اجر ست اجر خویشی و اجر صدقه و این در بخاریست و ظاهر حدیث در صدقه واجبه ست
و هو الحق اگرچه ایرادش در تطوع کرده اند و سخن در جواز زکوة با صول و فروع گذشت و همیشه
مردم چه مرد و چه زن سؤال می کنند تا آنکه روز رستخیز بیایند و بر روی ایشان پاره
از گوشت نباشد و سؤال اموال از برای تکثر سؤال اخگر ست کو کم طلبد یا بسیار خواهد
و رسن گرفته پشته هیزم بر پشت آوردن و بفروختن آن آبروی خود نگاه داشتن بهتر
از خواستن از مردم ست خواه بدهند یا ندهند و سؤال خراشی ست که سائل بآن روی
خود مجروح می سازد مگر آنکه از پادشاه خواهد یا در امر ناگزیر

کتاب در بیان خمس

مستحقش بیان است که در آیهٔ واعلموا انما غنمتم من شیء الخ ذکرش رفت و آن خدا
و رسول و ذی القربی و یتامی و مساکین اند و سهم رسول بعد از وی از برای امام مسلمین است
بحدیث ان الله اذا اطعم نبیا طعمة فهی للذی یقوم بعده اخرجه ابو داود
من حدیث ابی الطفیل و منکر سهم ذوی القربی در خمس مفرط است و حامل آن بر ذوی القربی
بطریق فرض و رد که غیر او در آن نصیبی و قطمیری نباشد مفرط است و استیعاب کل اصناف
و ظاهر نظم قرآن نفی اخراج خمس در هر صنف از اصناف مذکوره در قرآن است اند و صنف آخر
در تو صنفش از ارباب مصالح دعوی مجرد بلا دلیل است و ظاهر اول مقتضی وجوب خمس در غنیمت است
پس عدول بسوی قیمت جز بدلیل دال بر آن نتوان است و گذشت که واجب در رکاز خمس است
و اما ایجاب آن در جمیع معادن و مجاوزت از آن بسوی صید بحر و بحر و مسک و حطب و حشیش
چنانکه بسیاری از مصنفین کرده اند پس ناصواب است بنا بر عدم وجود دلیل دال بر آن
و تأمل در اموال عباد که داخل در املاک ایشان باشد بوجهی از وجوه مقتضی ملک حرمت است
و عدم جواز اخذ چیزی از آنست مگر بطیبت نفس مالک آن چیز و نزد عدم اجرای اکل باطل
باشد و متیقن در غنیمت قتال و در معدن زر و سیم وجوب خمس است بنا بر آنکه در حدیث
رکاز آمده قیل و ما الرکاز یا رسول الله قال الذهب و الفضة التی خلقت فی
الارض یوم خلقت اخرجه البیهقی و هر چند در سندش سعید مقبری است لکن قاصر از
صلاحیت تفسیر حدیث نیست و ایجاب خمس در عسل و نفی صحیح آمده که آیهٔ واعلموا
انما غنمتم شامل او باشد

کتاب در بیان صیام

فرمود آنحضرت صلعم که پیشی نکنید رمضان را بروزهٔ یک دو روز مگر آنکه مردی روزه
می داشت دران روز پس وی روزه گیرد متفق علیه من حدیث ابی هریرة و نهی مفید
تحریم است و عمار بن یاسر گفته هر که روز شک روزه گیرد وی عصیان ابو القاسم کرد

واین در بخاری تعلیقا و اہل سنن آنرا موصول ساختہ اند و ابن خزیمہ و ابن حبان
تصحیحش پرداختہ پس صوم یوم الشک حرام باشد اگرچہ خلاف درین مسئلہ از عصر
صحابہ تا اینندم بودہ آمدہ است و مرکزی از مراکز مردم در غلو اثبات و نفی گردیدہ و احتجاج
بمرویات دالہ بر مشروعیت و استحباب مطلق صوم صحیح نیست زیراکہ این ادلہ مخصوص ست
باحادیث امر بصوم و افطار برویت ہلال یا اکمال عدت و نہے از تقدم رمضان بیک دو
صوم و نہے از صوم نصف اخیر شعبان و تجارے عوام مسلمین بلکہ بعض خواص درین اعصار
بر صوم و افطار بمجرد شکوک و خیالات کہ از شریعت حقہ برکران اند قاضے بعجب و بکا ابر
دین و انتظار قیامت ست وکیف کہ ابن عمر از آنحضرت صلعم شنیدہ کہ می فرمود چون
ہلال رمضان ببینید روزہ گیرید و چون ماہ شوال بنگرید افطار نمائید و اگر ماہ بنا بر ابر
پوشیدہ شود اندازہ اش کنید و سے روزہ باتمام رسانید متفق علیہ و در مسلم تصریح ست
بتقدیر بثلثین و لفظ بخاری اکمال عدت ثلثین و در لفظے اکمال عدت شعبان ست باری
مردم جستجوی ہلال رمضان می کردند ابن عمر دیدہ بآنحضرت صلعم خبر کرد مردم را امر بصیام
فرمود ہمچنین یکے بادیہ نشینی آمد و گفت کہ ہلال دیدہ ام پرسید شہادت لا الہ الا اللہ
می دہے گفت آرے می دہم بلال را فرمود تا در مردم بروزۂ فردا ندا کند پس در صوم شہادت
عدل واحد بسندست و این منافی حدیث اذا شہد ذوا عدل انہما رأیا الہلال
الخ نیست زیراکہ دلالتش بر عدم عمل بشہادت واحد بطریق مفہوم ست و حدیث صوم
بشہادت واحد و امر مردم بدان منطوق ست پس مفہوم شرط درینجا بنا بر وجود ارجح
ازان غیر معمول بہ است و مؤید اوست ادلہ دالہ بر قبول خبر آحاد علی العموم مگر آنچہ دلیلش
خاص کند و محل نزاع مندرج ست زیر عموم بعد تخصیص بہر دو خبر مذکور بران و رویت
معتبر در صوم رویت لیلی ست نہ نہارے خواہ پیش از زوال باشد یا بعد ازان و زعم
خلاف آن ہمینی از معرفت مقاصد شرعیہ بمراحل دور ست و احتجاج بروایت رکب [illegible] باطل

در رد نص بطلان احتجاج بمفهوم حرف اتمام بقوله تعالى ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ
وانست هر دو دلیل غیر دال اند بر محل نزاع اول ازان جهت که اخبار را در رویت در وقت
معتبر کردند و همین ست مراد ایشان از لفظ امس و ثانی ازان جهت که مراد بدان اتمام
صیام ست تا زمان معین با فطار و یا بجمله اعتماد بر رویت هلال در نماد و را نص
فصل نیست از برای صوم از شب واجب ست زیراکه در احادیث تصریح ست بانکه
هر که تبییت نیت صوم قبل از فجر نه اجماع و افتراض آن رتیب نکرد او را صیام نباشد
و مراد به نیت مجرد قصد و اراده بسوی کدام شئ ست بدون اعتبار امرے دیگر و شک
نیست که هر که بهنگام سحر برخاست و سحر خورد او را قصد معتبر حاصل شد همچنین هر که امساک
کرد از مفطرات از طلوع فجر تا غروب شمس وے لامحاله قاصد صوم ست اگرچه صوم عدم
دیگر از اکل و شرب منع کرده باشد پس مجرد اراده سحور قائم مقام تبییت نیت ست نزد
کسیکه اعتبار تبییت می کند و مجرد امساک از مفطرات و کف نفس از ان همه روز نیز
قائم مقام نیت ست نزد کسیکه اعتبار تبییت نمی کند و هر که گوید واجب در نیت برین مقدار
است وی برهان بیارد چه مفهوم نیت لغة و شرعا غیر ازین نیست که ذکر رفت و همچنین حال
سائر عبادات ست که مجرد قصد دران کافیست بدون احتیاج بسوی زیادت مثلا در
نیت وضو مجرد دخول در مکان معتاد از برای وضو و در غسل مجرد اشتغال بجستن اعضاء
مخصوصه بر صفت مشروعه و در نماز مجرد در آمدن در جای نماز و تاهب از برای آن و
شروع دران بر صفت مشروعه بسنده ست و قصد و اراده لازم این افعال است بنابر عدم
صدور مثل آن از عقلا از برای مجرد لعب و عبث و این در صوم فرض باشد و اما صوم
تطوع پس متطوع امیر نفس خود ست و آنحضرت صلعم با اهل خود می در آمد و می پرسید که نزد
شما طعامی هست اگر می گفتند هست می خورد ورنه روزه دار می ماند ولکن دریجا میتوان گفت
که این حدیث را دلالت بر عدم وجوب تبییت نیت نیست زیراکه این سوال بعد از تبییت

واقع شده برین تقدیر تخصیص صوم متطوع از عموم حدیث شبیبت تا تمام ست و فصل
خیریت مردم در تعجیل فطر است و اعجل مردم در افطار احب عباد بسوی خدا است و در
سحور برکت باشد و تاخیر دران سنت و افطار بر تمر یا بر آب نزد نیافتن خرما ماموربه ست
و از صوم وصال نهی آمده و اصل در نهی تحریم ست و هر که در صوم قول و عمل زور ترک
نکند خدا تعالی را حاجتی در ترک طعام و شراب او نیست گویا تحریم کذب گفتار و کردار
در حق روزه دار موکدتر ست ورنه حرمتش بر غیر صائم اوضح تر از مهر و اضح ست و تقبیل و ملا
بدن زن در روزه جائز و از آنحضرت صلعم ثابت شده ولیکن وی علیه السلام املک
بود از برای ارب خود و لهذا شیخ را دران رخصت و جوان را ازان نهی فرموده و قبله
را در حکم مضمضه داشته و در صوم و احرام حج احتجام نبوی در حدیث ابن عباس نزد بخاری
آمده و در روایت دیگر از اوس بن شداد افطار حاجم و محجوم وارد شده و بخاری وغیره
تصحیح آن کرده اند لیکن اول راجح ست چه حدیث انس که بعد از نهی رخصت داد نص ست
در محل نزاع و مغنی ست از تاویل و تهویل و حجامت خودش در صوم موید وست و اکتحال
آنحضرت صلعم در رمضان ثابت شده لیکن سندش ضعیف ست و ترمذی گفته لا یصح
فیه شئ و صائمی که بنسیان صوم اکل و شرب کرده صوم را تمام کند و این اطعام و سقی
از جانب خدا است و نیست بروی قضا و کفاره آن صوم و همچنین در ذرع قی قضا
نباشد اگرچه در استقاء قضا واجب ست و احمد در سندش اعلال کرده ولیکن دارقطنی
سند این حدیث را صحیح قوی نشان داده پس حق وجوب قضا در تعمد قی باشد نه
در قیئی که بی اختیار آید و تفصیل دران بکثرت و بسیاری آثار ست و لهذا ابن منذر حکایت
اجماع کرده ست بر آنکه تعمد قی مفسد صیام ست و فصل صوم در سفر رخصت ست هر که اخذ کرد
باین رخصت خوب کرد و هر که روزه گرفتن دوست داشت بروی گناه نیست و در حدیث
حمزه بن عمرو اسلمی تفویض صوم و فطر بر رای مسافر ست و حمل آن بر تطوع ناصواب چه نزد

ابی داود و حاکم تصریح ست بمصادفت ماه رمضان و در حدیث اولئک العصاة امر بافطار آن یوم بالخصوص بود پس بر مخالفت آن امر بعصاة نامیده شدند نه بمجرد صیام در سفر و در حدیث لیس من البر الصیام فی السفر بروایت نسائی زیادت علیکم برخص الله التی رخص لکم فاقبلوا آمده و این تصریح برخصت مشعر بعزیمت صوم ست وهو المطلوب و حدیث الصائم فی السفر کالمفطر فی الحضر موقوف ست در ان حجت نباشد و شرط صوم استطاعت ست پس مستعطش و ستاکل را صوم واجب نبود ابن عباس گفته در آیه وعلی الذین یطیقونه فدیة طعام شیخ کبیر را رخصت افطارست بجای هر روز یک مسکین را بخوراند و نیست قضا بروی لیکن مرفوع درین باب در کتابی از کتب حدیث ثابت نشده و نه کتاب عزیز بران دلالت کرد چه آیه وعلی الذین یطیقونه فدیة طعام مسکین منسوخ ست بآیه مابعدش فمن شهد منکم الشهر فلیصمه و این مروی ست از جماعه از صحابه یا محکم ست پس ظاهرش جواز ترک صوم از برای مطیق غیر معذور باشد با وجوب فدیه بروی و این خلاف اجماع مسلمین ست و آثر ابن عباس که ذکر یافت مناسب معنی آیه نیست چه آیه درباره مطیقین ست نه درباره غیر مستطیع صوم و همچنین اثبات فطر از برای حبلی و مرضع و مال ست بر آنکه آیه منسوخ ست در ما عدای ابن هرود و علی کل حال در آیه کریمه دلالت بر وجوب اطعام بر تارک صوم غیر مطیق نیست و هو محل النزاع و چنانکه در کتاب و سنت دلیلی برین سخن نیست همچنان در غیر این هر دو حجت نیر و هم دلیلی بران یافته نشد پس حق عدم وجوب اطعام ست و باین رفته است جماعتی از سلف و حجت بآثار صحابه قائم نیست و نه احدی را او تعالی از عباد خود باین آثار متعبد ساخته و برات اصلیه مستصحب ست جز ناقل صحیح از ان نقل نمی تواند کرد

فصل کفاره صوم یک رقبه یا صوم دو ماه پیاپی یا اطعام شصت مسکین ست چنانکه در قصه مجامع در رمضان از حدیث ابی هریره در صحیحین و سنن ثابت شده و هم که صحیح کرده

جنب ست از جماع غسل بر آرد و روزه گیرد وقضا نکند وهر که بمیرد و بروی صیام باشد از طرف او ولی او روزه نهد واین در حدیث متفق علیه از عائشه آمده وظاهر حدیث عدم فرق ست میان آنکه میت وصیت کرده باشد بدان یا نه ومن زعم خلاف هذا فلیأت بحجة تدفعه وقضای صوم بر حائض لازم ست نه قضاے نماز وزوال عقل رافع قلم تکلیف ست پس قول بوجوب قضا بر مجنون فرع وجوب ادا ست وچون خود ادا بروی واجب نیست وجوب فرع یعنے چه ولابد ست بر موجب قضا تصحیح وجوب ادا بر زائل العقل ودونه مفاوز وجائز ست تفریق در قضاے صوم رمضان بحدیث ان شاء فرقه وان شاء تابعه رواه الدارقطنی وصححه ابن الجوزی وبقول او تعالی فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ واین صادق ست بر مجتمع وبر متفرق هردو بنابر حصول عدت بهر یکے از ینها وبرائت اصلیه قاضے ست بعدم تعبد باشق مصداق معنے آیه اخف وحدیث فلیسرده ولا یقطعه ضعیف ست نزد جماعه حفاظ۔

باب در بیان صوم تطوع وصیام منهی عنها

صوم یوم عرفه مکفر سال ماضے وآتی ست وصوم عاشورا مکفر سال گذشته واین صوم افضل صیام متطوع به ست ودر صوم رجب چیزے وارد نشده مگر آنکه داخل ست در صیام اشهر حرم پس مستحب باشد واحادیثی که در خصوص صوم رجب آمده همه واهیست ودر استحباب صوم یوم غدیر دلیلی وارد نشده وصوم اثنین که دران ولادت یا بعثت یا انزال وحی بسوی آنحضرت صلعم بوده ثابت ست وهر که بعد از رمضان شش روز از شوال روزه گرفت گویا صوم دهر گرفت برابر ست که در اول شوال یا اوسط یا آخر آن روزه گیرد یا متصل نهد اگرچه اولی اتصال ست ولیکن نزاع در شرطیت اتصال باشد وصائم یک روز در راه خدا هفتاد ساله راه از دوزخ دور تر آشد ومراد براه خدا نزد اطلاق جهاد باشد وآنحضرت چندان روزه می گرفت که می گفتند که افطار نکند وچندان افطار میکرد

که گمان میرفت که روزه نگیرد و دیده نشد که جز رمضان ماه کامل روزه گرفته باشد و
بیشتر روزه دار در شعبان می بود و معنی صوم از اقرب قرب الی الله است آنحضرت صلعم
از رب سبحانه حکایت کرده که فرمود الصوم لی وانا اجزی به و این حدیث
مبنی ست از احادیثی که از وضع قصاص و اختلاق اهل اهوا است ابو ذر گفته امر فرمود
ما را آنکه سه روزه در هر ماه گیریم سیزدهم و چهاردهم و پانزدهم و این نزد نسائی و ترمذی است
و ابن حبان تصحیحش کرده و زن را روزه گرفتن در حضور زوج جز باذن او جائز نیست
یعنی در غیر رمضان و از صیام روز عید الفطر و یوم النحر نهی آمده و نهی مقتضی تحریم ست و
ایام تشریق ایام اکل و شرب و ذکر خدای عز و جل ست روزه آنها حرام باشد مگر
کسیکه نا جد هدی نیست خواه متمتع باشد یا قارن یا محصر بنا بر اطلاق حدیث و
تخصیص شب جمعه بقیام و روز جمعه بصیام منهی عنه ست مگر آنکه در روز صوم یکی افتد
و تنها روز جمعه صوم نباید گرفت مگر آنکه پیش یا پس از ان یک روزه دیگر گیرد و در حدیث
مستنکر نهی از صوم نزد انتصاف شعبان آمده و حدیث نهی از صوم در روز شنبه
مضطرب ست مگر رجالش ثقات اند و ابو داود گفته این حدیث منسوخ ست زیرا که
ام سلمه گوید آنحضرت روز شنبه و یک شنبه اکثر روزه می گرفت و می فرمود این هر دو روز
یوم عید مشرکانست می خواهم که مخالفت ایشان بکنم و این نزد نسائی و احمد و غیره است
و ابن حبان تصحیحش کرده و ظاهر حدیث ابی قتاده استحباب صوم یوم عرفه است مطلقا و
ظاهر حدیث عقبه بن عامر عدم مشروعیت صوم یوم عرفه است مطلقا و ظاهر حدیث ابی هریره
نهی از صوم یوم عرفه در عرفات است و حاکم و ابن خزیمه این حدیث را صحیح گویند و عقیلی
باستنکار رفته و جمع میان حدیث ابی هریره و حدیث ابی قتاده آنست که این
نهی خاص بحاج باشد و غیر او داخل زیر عموم حدیث ابی قتاده بود لیکن جمع
میان حدیث عقبه و حدیث ابی قتاده مشکل ست و فرمود روزه نداشت کسی که

روزه ابد گرفت این لفظ متفق علیه ست و لفظ مسلم لا صام ولا افطر است و ظاهر
حدیث من فطر صائما آنست که حصول اجر بمجرد صدق فطر ست هر چند بجرعه از آب
یا پاره از تمر باشد و از برای اعتبار شبع یا سد رمق یا ماکول معتاد وجهی نیست زیرا که
مسمای افطار بفرو رفتن چیزے از گلو بشکم واقع شده و من زاد زاده الله فی حسناته

باب در بیان اعتکاف

دخول در معتکف بعد از نماز صبح بحدیث متفق علیه ثابت شده و این اعتکاف در عشره
اواخر رمضان می فرمود تا آنکه بمرد و سر مبارک از مسجد می برآورد تا شانه اش کنند و
در خانه جز از برای حاجت در نمی آمد عائشه گوید سنت آنست که معتکف عیادت بیمار نکند
و حاضر بر جنازه نشود و مس و مباشرت زن نکند و جز بحاجت لابدیه بیرون نیاید و نیست
اعتکاف مگر بصوم و نیست مگر در مسجد جامع و رجال حدیث نزد ابی داود لا باس بهم اند و اخیر
حدیث موقوف ست زیرا که در روایت نسائی لفظ من السنة درین حدیث ذکر نیافته
و ابن عباس گفته بر معتکف صوم نیست مگر آنکه بر نفس خود واجب گرداند و حق آنست که
شرط یا رکن یا فرض بودن کدام شئے از برائے شئے دیگر جز بدلیل ثابت نمی شود زیرا که
حکم شرعی وضعی ست و دلیلیکه دال باشد بر آنکه اعتکاف جز بصوم روا است نمی آید
نیامده تا آنکه ترغیب در اعتکاف وارد شده و اعتبار صوم منقول نگشته و اگر معتبر می بود
تا لازم بیانش از برای امت می فرمود و اعتکاف آنحضرت با صوم امر اتفاقی ست و اگر
معتبر باشد اعتکافش در مسجد او صلی الله علیه و آله وسلم هم معتبر بود و در غیر آن از احدے
اعتکاف صحیح نباشد و این باطل ست و خود آنحضرت صلعم در عشره اول شوال اعتکاف
کرد و منقول نشد که روزه گرفت و یوم فطر جملهٔ عشر اول ست و یوم صوم نیست پس
حق عدم اشتراط صوم در اعتکاف ست و عمر بن خطاب را امر بایفاے نذر اعتکاف
یک شب که در جاهلیت کرده بود در مسجد حرام فرمود و این متفق علیه ست و در مسلم بجای شب

روزہ است در روایت صحیحین ازیں از روایت احد ہا ست نزد عدم امکان صوم وحدیث
اعتکاف و صوم ضعیف است و اعتکاف یک ساعت و فوق آن بلکہ بقدر فواق ناقہ
جائز ست داخل آن محفوظ مختلفہ باشد و این حدیث اگرچہ صالح احتجاج نیست لیکن
اصل عدم تقدیر بوقت معین ست و دلیل بر مدعی او ست و لزوم کامل شرط صوم ست
نہ شرط اعتکاف و این بر تقدیریست کہ شرطیت صوم تسلیم نمودہ آید۔

باب در بیان قیام رمضان

ہر کہ در رمضان قیام کند یعنی نماز گزارد یا تلاوت کند در شبہاے آن از روی ایمان
و احتساب گناہان متقدم او بخشیدہ شود و این متفق علیہ ست از حدیث ابی ہریرہ و
ظاہر لفظ رمضان مفید تمام ماہ ست نہ بعض آن و لفظ گناہ شامل صغیرہ و کبیرہ ہر دو ست
پس مفید مغفرت کبائر بلا توبہ باشد و ہو الحق و ظاہر آنست کہ حاصل مے شود این قیام
بنماز وتر کہ یازدہ رکعت ست و اما تراویح بطوریکہ الآن متعاد ست در عہد آنحضرت صلعم
واقع نشدہ بلکہ ایجاد حضرت عمر ست رضی اللہ عنہ کہ ابی بن کعب را بہ جمع مردم امر کرد
و در قدر صلوٰۃ ابی اختلاف ست از یازدہ تا بست و بست و یک و بست و سہ رکعت و درباب عدد
معین در مرفوع نیامدہ و تکثیر نفل و تطوع سود مندست پس منع از بست و زیادہ چیزے
نیست چنانکہ جمود بران و اعتقاد عدم اجزاء کمتر ازان آثار ستے از علم ندارد و چون عشر
اخیر از رمضان می در آمد آنحضرت صلعم کمر و محکم می بست و شب زندہ می داشت و با یقاظ
اہل خود می پرداخت بیت

ر این دیدہ شب زندہ دار خویشتنم
کہ تلخ کرد بہاے تو خواب شیرین را

باب در بیان شب قدر

این شب بہتر از ہزار شب ست و دران فرشتگان و روح فرود می آیند و تا دم
صبح سلامتے ست چند صحابہ این شب را در خواب در ہفت شب اخیر دیدند آنحضرت صلعم

فرمود خواب شما متفق ست بر سبع اواخر پس تحری آن درین شبها می باید کرد و این در حدیث متفق علیه از ابن عمر آمده و معاویہ بن ابی سفیان بودنش بشب بست و ہفتم رمضان از آنحضرت روایت کرده و لیکن راجح وقف اوست و در تعیین آن چنانکه حافظ در بلوغ المرام گفته اختلاف ست بر چہل قول که در فتح الباری بایرادش پرداخته و علامہ شوکانی در وبل الغمام اشارت بہفت و چہل قول کرده و گفته که در شرح منتقی بذکر ادلہ اش با بیان راجح و مرجوح پرداخته ام و آن رجحان بودن اوست در اوتار عشر اواخر ماه مبارک صیام انتہی و عائشہ آنحضرت صلعم را گفت اگر دانم که شب قدر کدام شب ست دران چه گویم فرمود این دعا بگو اللهم انك عفو تحب العفو فاعف عنا شعر کریما بخشائے بر حال ما ✤ که ہستم اسیر کمند ہوا ✤ این حدیث را ترمذی و حاکم تصحیح کرده اند

باب در بیان شد رحال

پالان بستن جز بسوی سہ مسجد که آن مسجد حرام و مسجد نبوی و مسجد اقصی باشد منہی عنہ ست و لفظ لا تشد الرحال بضم دال بر نفی و بسکون آن بر نہی ہر دو آمده و مراد بنفی درینجا محل نہی ست و این حدیث مرفوع متفق علیه از ابی سعید خدری مروی شده و مسئله از معارک ست و قلاقل و زلازل بسیار بران در زمن سلف و خلف الی الآن رو داده و حق آنست که سفر بسوی مواضع متبرکه غیر این مساجد بقصد خصوصیت تبرک بدان موضع ممنوع ست تا امر جاہلیت رواج نپذیرد و قبر و عبادتگاه ولی از اولیاء و طور ہمه درین نہی یکسان ست و گر فتیم که مستثنی منه درین حدیث اخص ست نه عام تاہم دلیلی جداگانه برای جواز شد رحل بسوی قبور انبیاء و اولیا در کار ست و دلیل موجود نیست و جواز سفر از برای طلب علم و تجارت و نحو آن با دله اخری ہم ثابت شده و حافظ ابن حجر در بلوغ المرام این حدیث را در آخر باب اعتکاف آورده بنابر آنکه اعتکاف در مسجد باشد

و این مساجد بترتیب ذکر افضل مساجد روی زمین است و شوید او ست حدیث ابی الدرداء مرفوعاً
که نماز در مسجد حرام برابر صد هزار نماز ست و در مسجد من برابر یک هزار و در مسجد بیت المقدس برابر
پنجاه هزار نماز و سندش نزد بزار حسن ست

کتاب در بیان حج و عمره

یک عمره تا عمره دیگر کفاره گناهان ست که در میان هر دو بوده باشد و حج مبرور را جزای
بجز جنت نیست و این حج و عمره جهاد بی قتال ست از برای زنان و عمره واجب نیست
لیکن اگر کند بهتر باشد و سندش ضعیف است و راجح وقف او ست بر جابر بن عبد الله و هم
از جابر مرفوعاً آمده که حج و عمره دو فریضه اند مگر سندش باوجود تصحیح حاکم ضعیف و منقطع ست
پس حجت نیرزد و واجب عمل ست بر برائت اصلیه تا آنکه ناقلی ازان بیاید و آنچه مفید
وجوب باشد بطریق صحیح نیامده بلکه آنچه آمده است دلیل بر مطلق مشروعیت عمره ست پس
حق درینجا قول ذاهب بسوی عدم وجوب ست و همه عمرهای آنحضرت صلعم در اشهر حج بود
و تمام سال وقت او ست

باب در بیان فرضیت حج

نزول فرضیت حج قبل از هجرت ست نزد صاحب نهایه یا در سنه نه ست و این قول اکثر ست
یا سنه هشت یا زیاده یا پنج و در مسلم وغیره آمده که آنحضرت تا چند سال درنگ کرده
حج نمود و در سال دهم بمردم اعلام کرد و این دلیل تراخی ست چه اگر علی الفور واجب بود
هم دران سال که فرض شد امر بحج می نمود گفتیم که عذری داشته باشد بارے تاخیر
بیان از وقت حاجت ناروا ست و آزادگی فور ست حدیث من وجد زاداً و راحلة
ولم یحج فلیمت یهودیاً او نصرانیاً و این از طریق سه صحابی آمده و جمله طرقش ضعیف ست
و احسن اقوال درین باره او امر مطلقه آنست که لفظ افعل که صیغه امر باشد دلالت نمی کند مگر
بر طلب فعل مأمور به از فاعل بدون آنکه مقید باشد بفور یا تراخی یا یک بار یا تکرار و لکن

یک بار از ضروریات ایجاب ست و قائل آنکه امر از برای فور یا تراخی ست یا اقتضای
وقوع واحد و یا اکثر نمی‌کند غیر مصیب ست و وجوب حج بر واجد زاد و راحله است و بر فاقد یکے
ازین هر دو واجب نیست و تفسیر سبیل بزاد و راحله مرفوعاً الطرق مرسل صحیح و بسند ضعیف
مروی آمده و تتبع بعض متضمن ست از برای احتجاج زیرا که وجود وصل در جمیع طرق مانع تقویت
بعض بجمیع و شد خصه آن نیست و معهذا از برای تفسیر سبیل بزاد و راحله وجهی نیست
بلکه سلامت از مرض و امن و وجود محرم از برای زن داخل در سبیل ست و شرطیت تکلیف
و اسلام و حریت تعلق بفاعل دارد و زاد و راحله و امن و محرم شروط متعلقه بفعل ست پس
بعض شروط فعل را از برای وجوب گردانیدن و بعض را از برای ادا مقرر کردن غیر موافق
بعقل و نقل ست آنحضرت صلعم فرمود تنها نشود مرد با زن مگر آنکه محرم او باشد و سفر نکند
زن مگر آنکه همراه محرم باشد مردی گفت زن من بحج رفته است و نام من در فلان غزوه
نوشته شد فرمود برو حج کن با زن خود و این در مسلم ست از حدیث ابن عباس و هم حدیث
ابن عباس ست مرفوعاً که حج یک بارست و زیاده بر یک بار نفل

فصل در وجوه احرام و صفت آن

صحابه در حجة الوداع بر چند وجه بودند بعض تنها احرام عمره بستند و بعض احرام حج و عمره باهم
کردند و بعض تنها احرام حج نمودند این افراد ست و ثانی قران و اول تمتع پس متمتع در
مکه رسیده از احرام برآمد و حلال شد و قارن و مفرد حلال نشد تا آنکه روز نحر آمد و این
متفق علیه ست از حدیث عائشه رضی الله عنها **فصل** آنحضرت صلعم حج قران کرد و فرمود
اگر از پیشتر معلوم می‌شد سوق هدی نمی‌کردم و متمتع می‌گردیدم پس تمتع را افضل گردانید
فرمود این متعه تا ابدست و این بحث طویل الذیل در شعب الحج و النقول ست هر که را اراده
عثور بر صواب باشد وی رجوع بهدی حافظ ابن القیم و شرح منتقی کند و دریابد که چهارده
صحابی راوی فسخ حج بعمره اند و حق همین ست که تمتع افضل انواع ست و اما اینکه تعیین ست

وغیر آن ناجائز چنانکه ابن القیم بتنقیحش پرداخته و در تقریرش اطالت کلام کرده پس
صحیح نیست **فصل** حج صبی صحیح ست و مادر و پدر و برادران او را اجر باشد اگر ممیز نیست ولی
از طرف او اعمال حج بجا آرد و باین رفته اند جمهور و لیکن این حج مجزی از فریضهٔ اسلام
نیست بلکه وجوب آن بر ذمهٔ او بعد از بلوغ باقیست و این را مجمع علیه گفته اند و در حدیث
موقوف ابن عباس آمده هر کودک که حج کرد سپس به بلوغ رسید بروی ست حج گزاردن بار
دیگر و هر بنده که حج کرد لیکن آزاد شد بر وی ست حج دیگر رواه ابن ابی شیبة و رجاله ثقات
و در حجة الوداع زنی را اذن حج داد از طرف پدر پیرش که از پیری بر راحله ثابت نمی توانست ماند
و این زن خثعمیه بود و زن جهنیه را دستوری حج از طرف مادرش که نذر حج کرده بود و بمرد
ارزانی نمود و فرمود أرأيت لو كان على امك دين أكنت قاضية اقضوا الله فالله
احق بالوفاء و این هر دو حدیث در بخاری ست و اول متفق علیه و در اینها دلالت ست
بر صحت حج قریب از قریب نه بر حج اجنبی از اجنبی و نیست دلیل بر ایجاب وصیت بحج و بر
اجرای آن از هر بیت و معهذا اگر کسی وصیت کرد امتثالش از ثلث مال که در آن بعمر آخر
اختیار تصرف دارد و بدان ماذون ست بشرط عدم ضرار واجب باشد اما آنکه این
حج مستطیع واجب از بیت ست یا نه پس محل تردد ست و بیکه حاج از طرف او غیر قرابت
باشد و در حدیث شبرمه تصریح بآن نیست که حاج از طرف او اجنبی بود بلکه در روایتی لفظ
اخ یا صدیق یا قریب آمده و مع الاحتمال لا يتم الاستدلال و نیز مرفوع شبرمه را ان ثابت
نشده و معهذا رفع نزد احمد وقوف اوست و نزد دارقطنی مرسل ست در اصح و ابن حبان
سندش را صحیح گفته و دیگران رفع ثابت نموده و حدیث انس نزد ثعلبی بلفظ من اوصی
بحج الخ ظاهر آنست که صحیح نباشد چه ثعلبی از اهل روایت نیست و تفسیرش مملو بموضوعات ست
و بیهقی نیز مثل آن از جابر آورده لیس سندش در خور نظر ست

باب در بیان مواقیت

میقات اهل مدینه ذو الحلیفه ست بر یک فرسخ از انجا و میقات اهل شام جحفه ست
که آن را مهیعه هم نامند و اکنون ویران ست و بجایش رابغ گرفته اند و میقات اهل نجد
قرن منازل ست و میقات اهل یمن و اهل هند یلملم و این مواقیت از برای کسی ست
که از اهل این مواضع نیست و باراده حج و عمره در انجا رسیده و هر که آنجاست از انجا و هر که
دون اینهاست از هر جا که خواهد احرام بندد تا آنکه اهل مکه هم از مکه بربندند و میقات اهل
عراق ذات عرق ست و در رفع این حدیث شک ست و آنچه در بخاریست آنست که توقیت
این میقات عمر بن خطاب کرده و ابن عباس از برای اهل مشرق توقیت عقیق بطریق مرفوع
روایت نموده و این حدیث نزد احمد و ابی داود و ترمذیست **فصل** میقات عمره حل ست
زیرا که عائشه را با برادرش عبدالرحمن بسوی تنعیم فرستاد و این مکان اقرب حل ست بسوی
مکه و هر که گفته جز از تنعیم روا نیست وی در مکه ست متمسکی بدست او نیست اگر تسهیل عائشه
از برای خوشنودی خاطر عاطرش ثابت گردد هم از مکه احرام عمره می توان بست ورنه بحل
بر آید تخصیص تنعیم بی دلیل ست و همچنین ایجاب احرام بر داخل حرم بدون اراده حج و عمره
بی برهان جلی ست و مردم در عصر نبوت بنابر حوائج بمکه مکرمه می در آمدند و منقول نشد
که احدی احرام بسته آمده باشد بلکه دخول حجاج بن علاط و ابی قتاده در میقات بی احرام
ثابت شده و برائت اصلیه مستصحب ست و نقل از ان جز بناقل صحیح نتواند بود و لزوم دم بر
مجاوزش در غیر نسکین مستند بمتمسکی نیست رای و اجتهاد ست و آثار صحابه حجت نباشد —

باب در بیان احرام و آنچه متعلق باو ست

اهلال آنحضرت صلعم از نزد مسجد ذوالحلیفه بود و فرمود آمد مرا جبرئیل و گفت که امر کنم اصحاب
خود را برفع اصوات باهلال و نحو دش از برای اهلال متجرد شده غسل بر آورد و فرمود محرم
قمیص و عمائم و سراویلات و برنس و خفاف نپوشد مگر آنکه کسی نعلین نیابد پس پایان
تر از هر دو پاشنه ببرد خفین بپوشد و فرمود جامه سوده زعفران و ورس نپوشد و زن نقاب

بر روی پیچگند و دستانه نپوشد و استعمال طیب قبل از احرام و از برای حل قبل از طواف ثابت
در حدیث متفق علیه عائشه آمده و محرم را نکاح و انکاح و خطبه و صید نا روا ست مگر
صید مرد حلال که از برای این کس نکرده است و احادیث رد صید محمول ست بر صید حلال
از برای محرم چنانکه حمار وحشی صید کرده صعب بن جثامه را باز گردانید و فرمود انا حرم
و پنج دابه فاسق اند در حل و حرم در خور کشتن باشند زاغ و غلیواز و کژدم و موش و سگ گزنده
و حجام در احرام ثابت ست بحدیث متفق علیه ابن عباس و در حلق راس از قمل تمام فدیه
وجه یک شاة یا سه روزه یا اطعام شش مسکین وارد شده هر مسکین را نصف صاع و بودن
این نیز متفق علیه ست از حدیث کعب بن عجره و بدان قرآن نازل شده و قطع شعر مستلزم
موت قمل ست و ایجاب فدیه بر ستردن موی ست نه بر انداختن شپش و در حکم قمل ست
قلع و قطع دیگر موذیات از جنس دمامیل و شوک و سن و دم و سائر آنچه ایذا دهد و لازم
درین همه همان ست که در حلق شعر آمده کما قال الله تعالی ففدیة من صیام او صدقة
او نسك و لیکن این لزوم بعد از ثبوت منع ازین فعل ست چنانکه در موی سر ثابت شده
نه در سائر چیزها منع از آن ثابت نگشته که اصل درینجا جواز و عدم لزوم فدیه ست و نتوان گفت
که این امور مقاس بر حلق نیند بلکه داخل اند زیر آیه کریمه فمن کان منکم مریضا چه لابد ست
از تقدیر محذوف در آیه مثل آنکه چنین گویند فمن کان مریضا ففعل شیئا من محظورات
الاحرام او به اذی من راسه فحلق ففدیة الآیة و این ظاهر ست و لیکن سخن در
بودن قلع سن و قطع بشره از محظورات احرام ست تا آنکه فدیه لازم آید و جز بضرورت روا نبود
و این را دلیلی معلوم نیست پس مراد با آیه آن باشد که چنان بیمار ست که همراه آن فعل
چیزی از محظورات که دلیل بدان وارد گشته همچو لبس مخیط و تغطیه راس او را جائز ست
و در روز فتح مکه خطبه خواند و فرمود که او تعالی فیل را از مکه باز داشت و برای من یک ساعت از روز
حلال نشده و مرا نیز همی حلال گردید و احدی را بعد از من حلال نیست صید او را نرمانند

و خارش نبرند و لقطهٔ او جز از برای منشد حلال نباشد و صاحب قتیل فدیه گیرند یا
کشنده را بکشند و بر گزارش عباس که اذخر بکار و بار خانه و گور می آید استثنایش فرمود
و مکه را ابراهیم علیه السلام حرم ساخته و اهل او را دعا کرده و من مدینه را حرم ساختم چنانکه
ابراهیم مکه را حرم گردانید و دعا کرده ام در صاع و مُد مدینه همچو دعای ابراهیم از برای
اهل مکه و این مدینه حرام ست از ما بین عیر تا ثور و این حرمت درباره صید و شجر و لقطه ست
مختص ست بسلب قاتل صید و قاطع شجر دران و تحقیق مرام درین مقام نزد ما آنست که بر
کشندهٔ نخچیر و برندهٔ درخت در حرم مدینه از جزا و قیمت هیچ واجب نیست بلکه فقط اثم ست
و هر که قاتل و قاطع مذکور را بیابد سلب او بگیرد و همچنین بر حلال در صید و شجر حرم مکه هیچ واجب
نیست مگر مجرد اثم آری بر محرم جزای که در قرآن کریم ذکر یافته واجب ست نزد کشتن
شکار و در درخت مکه چیزی نیست زیرا که دلیلی که بدان قیام حجت می تواند شد وارد نشده
و روایت وجوب بقره در قطع دوحهٔ کبیره بصحت نرسیده و آنچه از بعض سلف مرویست
دران حجت نیست و حرام ست وج که وادی از اودیهٔ طائف باشد ابوداؤد از حدیث
زبیر بن عوام آورده که آنحضرت صلعم فرمود صید وج محرم و حسنه المنذری و صححه الشافعی
و این نص ست در محل نزاع و خلاف آن ثابت نشده

باب در بیان صفت حج و دخول مکه

جابر بن عبد الله گفته آنحضرت صلعم حج کرد ما همراه وی برآمدیم چون از مدینه بذی الحلیفه
رسیدیم اسماء بنت عمیس زن ابوبکر صدیق محمد بن ابی بکر را زائید آنحضرت صلعم فرمود
غسل برآر و جای خون را بجامه بسته احرام بربند و خود در مسجد نماز گزارد و بر قصوی سوار شد
چون با بیدا آمد اهلال بتوحید کرد و گفت اللهم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد
والنعمة لک والملک لا شریک لک تا آنکه بخانه کعبه رسیده استلام حجر اسود کرد و سه بار در
طواف رمل نمود و چهار بار مشی کرد و بمقام ابراهیم آمده دو رکعت طواف بگزارد و باز برکن

بگزشت استلامش فرمود از در صفا بر آمد و نزد صفا این آیه فرو خواند ان الصفا والمروة
من شعائر الله و گفت آغاز کنم از آنچه او تعالی آغاز کرده پس بالای صفا بر آمد
تا آنکه خانه کعبه را دید و روی بقبله شده این توحید و تکبیر را فرمود لا اله الا الله وحده
لا شریک له له الملک وله الحمد وهو علی کل شیء قدیر لا اله الا الله وحده انجز وعده
ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده و در میان این ذکر سه بار دعا کرد و نزد آمد
بسوی مروه رفت و سعی نمود و بشتافت در بطن وادی و چون به بلندی بر آمد آهسته رفت
بر مروه و آنچه بر صفا کرده بود هم بر مروه بجا آورد و مردم بعد این اعمال حلال شدند مگر آنحضرت
صلعم را احرام ماند و چون روز ترویه که هشتم ذیحجه باشد مردم متوجه منی شدند آنحضرت صلعم
در منی ظهر و عصر و مغرب و عشا و صبح گزارد و بعد از بامداد اندکی درنگ کرد تا آنکه آفتاب
بر آمد و بسوی عرفه راند و نزد مشعر استاد دید که قبه اش در نمره زده اند و این جا خارج
از حد عرفات است و آن فرود آمد و بعد از زوال فرمان بپالان بستن بر قصوی داد و در
بطن وادی عرفه رسید و مردم را خطبه خواند درین اثنا بلال اذان گفت و اقامت کرد
پس نخستین نماز ظهر گزارد و بعد اقامت دیگر نماز عصر بجا آورد و میان این هر دو سنن
نخواند سپس سوار شده بموقف آمد و بطن ناقه را بسوی صخرات گردانید و مجمع جبل مشاة
ما روبرو کرد و روی بقبله شد و تا آنجا استاد که مهر فرو شد و اندکی زردی دور گردید تا آنکه
نزد غروب قرص آفتاب از عرفه سوی مزدلفه برگشت و تیز راند و زمام ناقه را کشید
تا آنکه سرش بمورک رحل می رسید و مردم را باشارت بدست راست می فرمود ای مردم آهسته
روید و بر هر کوه که می آمد اندکی ارخای عنان می کرد تا ناقه بالای آن بر آید تا آنکه بمزدلفه
آمد مغرب و عشا را بیک اذان و دو اقامت بگزارد و میان هر دو کدام سنت و نفل نخواند
و بخواب رفت چون بامداد شد برخاست و نماز فجر در اول صبح بگذارد و این باذان و اقامت
بود پس سوار شد و بمشعر حرام آمد و رو بقبله شده دعا کرد و تکبیر و تهلیل بجا آورد و تا آنجا استاد

که صبح بخوبی روشن گردید پیش از آنکه آفتاب برآید روان شد و بیش محسر رسید و ناقه
را اندک تحریک فرمود و راه میانه که بر جمرهٔ کلان مے برآید برفت و این غیر آن راه است که
از آن بعرفات رفته بود و آن اخشب نام است چون بجمره که نزدیک درخت است آمد هفت
سنگریزه زد هر بار تکبیر برآورد و هر سنگریزه آنقدر بود که با انگشت
می افگنند و آن را باشارهٔ انگشت باشد [illegible] داده آمد و این رمی از بطن وادی کرد و تکبیر
بگفت و در هیچ جا توقف نکرد و هم چنین [illegible] که آخر کند بعده سوار شد و بسوی منحر برآمد و نحر
و دیگر کارها در این حدیث تقسیم است آنکه کثیر الفوائد لهذا در صحیح مسلم است خزیمه بن ثابت
روایت کرد که آنحضرت صلعم بعد از تلبیه از خدا سوال رضوان و جنت می کرد و برحمت او از نار پناه
می جست و سندش ضعیف است نزد شافعی و در رمی بر قصه حسین نحر فرمود و دیگران را
گفت که من اینجا نحر کرده ام شما در رحال خود بکنید و من در اینجا استاده ام و تمام عرفه موقف است
و من در اینجا وقوف نموده ام و مزدلفه همه موقف است و این را مسلم از جابر آورده و در روایت
گفته چون بمکه آمد از طرف اعلای آن که جانب ذی طوی و علیا است در آمد و چون برآمد
از جانب پائین آن که ثنیه سفلی باشد برآمد و چون آمد بمکه تا آنکه شب بذی طوی بسر می کرد
و صبح غسل می کرد آورده و از عمل مکه می شد و این در حدیث متفق علیه است و تقبیل حجر اسود
و سجده نمودن بران در روایت ابن عباس نزد حاکم مرفوعا و نزد بیهقی موقوفا آمده
و در حدیث شوط اول تکبیر رمل و در چهار باقی مشی میان حجر اسود و رکن یمانی فرموده
و جز این دو رکن دیگر را استلام نمی کرد عمر بن خطاب رضی الله عنه حجر را بوسه داد
گفت می دانم که تو سنگی نه زیان می رسانی و نه سود می دهی و اگر نمی دیدم که رسول صلعم
ترا می بوسد هرگز ترا نمی بوسیدم این در بخاری و مسلم متفق علیه است از حدیث ابن عباس
روایت است حدیث [illegible] بر حجر [illegible] تر است سندش ضعیف است [illegible]
ثابت شده است که آنحضرت صلعم [illegible] استلام رکن یمانی و تقبیل آن [illegible]

رواه مسلم عن ابی الطفیل و ترمذی تصحیح حدیث طواف آنحضرت صلعم بطریق اضطباع
برد اخضر کرده و در صحابه یکی بر دیگری بابت تهلیل یا تکبیر انکار نمی کرد و اگر یکی محمل ست
پس دیگرے مکبر و ابن عباس را همراه سامان یا ضعفه از مزدلفه بشب روانه ساخت
و جواز عدم مبیت بجمع در چنین صورت ست پس بس چنین ام المومنین سوده را که گران اندام
فربه تن بود شب مزدلفه رخصت روانگی پیش از هجوم مردم ارزانی داشت و این در احادیث متفق علیها
آمده و نادر رمی جمره قبل از طلوع شمس منع فرموده و لیکن در سندش انقطاع ست و ام سلمه
شب نحر قبل فجر رمی کرد بعده طواف افاضه بجا آورد و این باذن آنحضرت بود صلعم و اسنادش
بر شرط مسلم ست و گفت هر که حاضر نماز صبح شد با ما در مزدلفه و استاد تا آنکه روانه شدیم و
پیش از این بعرفه هم استاده بود در شب یا در روز پس حج او تمام ست و چرک او دور شد این
حدیث را ترمذی و ابن خزیمه تصحیح کرده اند و عادت مشرکین چنان بود که تا مهر بر آید از مزدلفه
نمی رفتند و اشرق ثبیر می گفتند رسول خدا صلعم برخلاف ایشان افاضه پیش از طلوع آفتاب
فرمود و تلبیه گویان ماند تا آنکه جمره عقبه را رمی کرد و درین هنگام خانه کعبه را جانب یسار و منی
را جانب یمین گردانید و هفت سنگ ریزه زد و این رمی روز نحر بهنگام چاشت بود و بعد ازان
در سه روز دیگر بعد از زوال رمی می کرد جمره اولی را که نزدیک مسجد خیف ست هفت
سنگ می زد و با هر سنگے تکبیر می گفت و پیشتر بزمین نرم میرفت و تا دیر رو بقبله استاده دست
بر داشته دعا می کرد بعده رمی جمره وسطی می کرد و بجانب چپ در زمین سهل آمده
مستقبل قبله قیام می فرمود و تا دیر هر دو دست بر داشته دعا می کرد پس جمرة ذات العقبه
را از بطن وادی سنگ ریزه می انداخت و نزدش وقوف نمی فرمود و این در بخاری ست و در
حدیث ابن عمر مرفوعاً دو بار اللهم ارحم المحلقین گفت و در کرت سیوم بر عرض مردم
والمقصرین هم افزود و در حلق قبل از ذبح و در نحر پیش از رمی لا حرج ارشاد کرد و بالجمله
آن روز از تقدیم و تاخیر هیچ سئوال پرسیده نشد مگر آنکه همین عدم حرج را از افعل آن کار

بدایت نمود و این متفق علیه ست از حدیث ابن عمرو بن العاص بلکه در بخاری از مسور بن
مخرمه آمده که خودش نحر قبل از حلق کرد و صحابه را بدان امر فرمود و گفت چون رمی جمره عقبه
کردید و موی سر تراشیدید خوشبو و هر چیز جز زنان شما را حلال گردید و در سند این حدیث
ضعف ست و فرمود نیست بر زنان حلق بلکه ایشان قصر می کنند و سندش حسن ست و
عباس را اذن مبیت مکه در لیالی منا بنا بر سقایه داد و در رعاء ابل در عدم بیتوتت منی
رخصت ارزانی داشت و فرمود رمی کنند روز نحر بعده فردای آن از برای دو روز بعد
روز چهارم که یوم النفر ست و این حدیث را ترمذی و ابن حبان صحیح گفته اند و خطبه خواند آن
وی صلعم در روز نحر در حدیث متفق علیه آمده و همچنین در روز ثانی نحر که یوم الرؤس خوانند
خطبه کرد و گفت الیس هذا اوسط ایام التشریق الخ و عائشه را ارشاد کرد که طواف
بخانه و سعی تو میان صفا و مروه حج و عمره هر دو را کافی ست و ابن عباس گفته در طواف
افاضه رمل نکرده و ظهر و عصر و مغرب و عشا گزارده اندکی در محصب بخواب رفت سپس سوار
شده بخانه آمد و طواف وداع نمود و این در بخاری ست و عائشه نزول نبوی را در ابطح
بطریق نسک انکار کرده و گفته که نزول درین منزل بنا بر سماحت خروج بود نه از مناسک
حج و مردم را امر کرد تا آنکه آخر عهد ایشان بخانه کعبه باشد مگر بر حائض تخفیف کرده و فرموده نماز
در مسجد من بهتر از هزار نماز در مسجد دیگر ست جز مسجد حرام و نماز در مسجد حرام بهتر از نماز درین
مسجد من ست بصد هزار نماز رواه احمد عن ابن الزبیر و صححه ابن حبان۔

باب در بیان فوات و احصار

در حدیبیه آنحضرت صلعم محصور شد پس حلق راس کرد و زنان را مجامع شد و هدی را
قربانی نمود و در عام قابل عمره بجا آورد و ضباعه بنت زبیر را که بیمار بود و قصد حج بر آمد امر کرد
بانکه احرام بندد و شرط کند که محل من جائیست که انجا مرا حبس کنی و این حدیث عائشه متفق علیه
بخاری و مسلم ست و فرمود هر که پای او شکند یا لنگ گردد وی حلال شود و از احرام بر آید و سال

آمیت حج بگذارد و عکرمه که راوی این حدیث ست می گوید که ابن عباس و ابوهریره بتصدیق
این حدیث کرده اند و ترمذی تحسینش نموده **فصل** در حدیث خذوا عنی مناسککم
که در صحیح مسلم وغیره ست امر ست باقتدای افعال و اقوال وے صلعم و امر مفید وجوب
پس مناسکی که رسول خدا بیانش فرموده همه واجب ست نیست خارج ازین وجوب مگر چیزیکه
دلیلش خاص کرده ست اما آنکه صحت حج جز بفعل جمیع مناسک یا اختلال حج باختلال بعض
مناسک می شود دلیلی بران نیست و آنچه عدمش مؤثر در عدم باشد آن شرط ست نه واجب
و در ادلهٔ مناسک حج آنچه مفید تاثیر عدمش در عدم حج باشد جز وقوف بعرفه نیست و شک نیست
که استدلال ببعض افعال آنحضرت صلعم بر وجوب و ببعض بر ندب تحکم ست و همچنین بعض
افعال را نسک و بعض را غیر نسک گفتن نیز تحکم باشد بلکه ظاهر آنست که جمله افعال صادره
در حج مناسک ست چه آنحضرت صلعم بیان نفرموده که نسک فلان فعل ست و فلان
فعل نسک نیست ولکن لابد ست که این افعال مقصود بالذات باشند همچو احرام و وقوف
بعرفه و طواف و سعی و رمی جمار نه آنچه غیر مقصود بالذات ست همچو هیبت مشی در لبیان یا رمی
یا بسبب غیر حج باشند همچو جمع دو نماز در مزدلفه و نحو آن از آنچه تفصیلش گذشت و من
امعن النظر فی کثیر من الاعمال الواقعة منه صلعم فی حجه المعدودة مناسک
مستقلة و فی وصفها و فی هیئاتها و مندوبات وجد اکثرها مما قد فیه الا
الاول بجنانا من غیر تن فیه الاجتهاد حقه کما لا یخفی علی ذی لب **فصل**
مراد باهلال رفع صوت باشد و ظاهر ادله آنست که واجب نیست مگر نیت احرام حج و در آنکه
آن امری دیگر نیست و اشتراط مقارنت این نیت با تلبیه یا تقلید بی دلیل ست بلکه تلبیه
ذکری مستقل و سنتی مفرده است و همچنین تقلید هدی و نیست کلام در ثبوت مشروعیت
این هر دو امر بلکه سخن در آنست که این هر دو شرط نیست در احرام حج و من ادعی ذلک
فعلیه البرهان **فصل** ثابت نشده که احدی را امر کرده باشد بغسل از برای احرام حج

حائض و نفسا غسل این هر دو بنا بر تقذر بوده و غسل آنحضرت بحدیث ضعیف ثابت ست و محتمل ست که از برای احرام باشد یا از باب وغشا سفر یا تبرد یا نحو آن پس با وجود احتمال در فعل و عدم صدور امر بیان ثبوت مشروعیتش نمی تواند شد و همچنین دلیلی بر استحباب ازاله تفث قبل از احرام نیست و قیاس بر تطییب فاسد ست ولا سیما نزد ورود ایشاد نبوی ترک شعر و بشر بعد رویت هلال ذی حجه برای مرید اضحیه و حاج اولی ترست بنسبت او بنا بر آنکه در شغل شاغل ست و در صفت حاج آمده هو الشعث التفل و ابن عمر چون بعد از رمضان عزم حج می کرد تا حج هیچ شئی از راس و در ریش نمی گرفت حاصل آنکه تساهل در اثبات احکام شرعیه بلا دلیل بلکه اثبات خلاف دلیل داب اهل انصاف نیست فصل استمرار محرم بر طیب بدن در حالت احرام جائز ست اگر قبل از احرام بوده و حدیث یعلی بن امیه بغسل ثیاب و نزع جبه در جعرانه بود در سنه هشتم بلا خلاف است و حدیث عائشه در حجة الوداع در سنه دهم بود و نیز در قضیه یعلی خلوق آمده نه مطلق طیب و خلوق مخالط زعفران باشد و از زعفران مطلقا نهی آمده و اما زینت همچو کحل و دهن که در آن طیب نباشد پس وجهی از برای منع از آن نیست بلکه در حدیث حسن نزد ترمذی تدهین آنحضرت صلعم در حالت احرام ثابت شده و کریمه قل من حرم زینة الله التی اخرج لعباده عام ست نیست فرق در آن میان محرم و غیر او و کیف که خطابات تحلیل و تحریم شامل مکلف در وقت احرام ست چنانکه شامل اوست در غیر وقت احرام پس بر زاعم تحریم تزین بوقت احرام بر کلف دلیل آوردن واجب ست و حدیث الحاج الاشعث الاغبر با آنکه در آن مقال ست دال بر ایجاب فدیه بر مزیل شعث و غبرت نیست نه بمطابقت و نه بتضمن و نه التزام فصل سنیت اغتسال از برای دخول در حرم و وضو قبل از طواف ثابت نشده آری طهارت از حیض شرط ست و حدیث الطواف بالبیت صلوة ضعیف ست و وضوی آنحضرت صلعم مجرد فعل ست نه منتهض بر وجوب نیست و نه وضو داخل در عموم مناسک ست

اگر بیان خذوا عنی مناسککم باشد فصل تمام روز عرفه وقت وقوف ست و توقف
آنحضرت صلعم بعد از زوال منافی آن نیست زیرا که در جزوی از روز بوده و نفسه بوده
و اتی عرفات قبل ذلک لیلا او نهارا و همین ست مذهب احمد و قول او ارجح ست
از قول جمهور و تجویز وقوف در هر موضع از عرفه برابر ست که بطن عرنه باشد یا غیر آن
و اگرچه احادیث وارده در نبودن بطن عرنه جای وقوف همه ضعیف ست لکن قاصر از
صلاحیت احتجاج نیست بنا بر کثرت طرق زیرا که از طریق شش صحابی آمده فصل احق
چنان می نماید که ذکر نزد مشعر حرام واجب باشد بل نسک بود زیرا که با وجود بودنش منقول
از آنحضرت صلعم و مندرج زیر حدیث خذوا عنی مناسککم نص قرآنی بصیغه امر هم
دران وارد گشته واذکروا الله عند المشعر الحرام و قول بندب آن از وادی تقلید
آخر باول ست و بقول قائل حجیت اجماع که مستند گاهی معروف ست و گاهی غیر معروف
منتهض نباید بود چه ادله کتاب و سنت همواره محفوظ و مدون و معروف ست و هر که بعض ذکر
را غیر واجب گفته مخلص از مرکز انصاف نباید لغزید چه در اذکاری که در حج و جز آن آمده
بعض واجب و بعض غیر واجب ست بخصوص ادله فاتقن فانه مهمات تستحق فصل
قطع تلبیه نزد رسیدن جمرهٔ عقبه بصحت رسیده و در کتابی از کتب حدیث مرفوعی مخالف
آن ثابت نشده و روایت علی در موطا که قطع تلبیه روز عرفه بعد از زیغ شمس می کرد معارض
این حدیث صحیح نمی تواند شد فصل در باره فضیلت نماز در جوف کعبه حدیثی بالخصوص
نیامده مگر در فضل صلوة در مسجد حرام پس استلزام ثبوت آن از برای کعبه بفحوای خطاب بطریق
اولی باشد و در حدیث صحیح دخول نبی صلعم در کعبه و نماز گزاردن در آن آمده فصل
مبیت منی مقصود بالذات نیست بلکه مشروع بغرض [illegible] ست زیرا که فعل ست و زمان
و مکان از ضروریات فعل باشد پس حق قول حنفیه و بعض شافعیه ست که مبیت منی
فی نفسه واجب نیست و کیف که اگر واجب می بود هرگز اذن بترک آن از برای فاعل سقایه و

از مندوبات ہیچ سقایہ یا مباحی از مباحات ہیچ رعی نمی داد و بلفظ رخص در حدیث این باب نیز بلفظ آنحضرت ست صلعم **فصل** طواف زیارت در یوم النحر از ان حضرت در صحیحین ثابت شده و این دلیل ست بران که وقت این طواف ہمین ست ولم یتعبدنا الله بغیرہ **فصل** تمتع از حاضرین مسجد حرام صحیح ست چنانکہ از آفاقی صحیح ست و بناے عدم صحتش بر یکی از دو احتمال در آیۂ کریمہ باشد و مراد بحاضر مسجد حرام اہل حرم اند کہ مشاہدۂ مسجد حرام کنند و در بعض اوقات نماز و نحو آن حاضر انجا می شوند نہ آنکہ مراد بحضور استقرار دائمی باشد **فصل** اولی قطع تلبیہ ست نزد استلام حجر زیرا کہ آنحضرت صلعم ہمچنین کردہ و قول بقطع آن نزد دخول حرم اقرب بدلیل نیست **فصل** ادلۂ وجوب یک طواف و یک سعی بر قارن بقول و فعل ہر دو ثابت شدہ اما قول پس حدیث ابن عمر ست قال قال رسول الله صلعم من قرن بین حجه و عمرته اجزأه لهما طواف واحد اخرجه احمد و ابن ماجة و لفظ ترمذی اینست من احرم بالحج والعمرة اجزأه طواف واحد وسعی واحد منهما حتی یحل منهما جمیعا و گفتہ کہ این حدیث حسن ست و آنکہ طحاوی اعلالش بوقف کردہ جماعۂ حفاظ ردش کردہ اند و اما فعل پس نزد شیخین وغیرہما ست از عائشہ ان الذین جمعوا بین الحج والعمرة طافوا طوافا واحدا و درین باب حدیثہا ست و احادیث دالہ بر دو طواف و دو سعی از براے قارن ضعیف ست و در بعض متروک تا آنکہ ابن حزم گفتہ کہ از آنحضرت صلعم و صحابہ چیزے درین باب صحیح نشدہ ولیکن این متعقب ست بحدیث ابن مسعود علی کہ سندش لاباس بہ ست و لہذا بیہقی وغیرہ بسوے جمع رفتہ اند و گفتہ کہ طواف قدوم و طواف افاضہ کرد و گفتہ آرے درسعی چیزے ثابت نشدہ و حافظ در فتح الباری از جعفر صادق عن ابیہ روایت کردہ یک طواف از علی مرتضی برای قارن کردہ و این خلاف قول اہل عراق ست حاصل آنکہ اگر نزاع بجمع مذکور ردہ شود فبہا و رنہ مصیر

بسوی تعارض و ترجیح واجب ست و عالم بحدیث غیر شاک ست در آنکه ادلهٔ اثبات
تر احد و سعی و احد ارجح ست فصل دلیل بحر بمسئله عام ست و صوری که شرع بجوازش
آمده مثل اشعار بدنه و اوسم ابل بنا بر ستاخت و قطع سارق و نحو آن خاص پس بنای
عام بر خاص واجب باشد و اشعار بدی سنت صحیحه ثابته ست از بدعت گفتنش موے
برتن می خیزد و خطاب درینجا با اهل علم بفن حدیث ست و رد مقلد اعمی زعم می کند که
ابتداعش در ام الکتاب ست والحاصل ان مثل هذا الکلام لیس ممن علم
الشرع فی ورد و لا صدر کما انه لیس من عالم العقل فی قبیل و لا دبیر والمعذ
من احق بمثله و تقیید به مع تمکنه من النظر والکشف فصل حکم بجبر بعض
مناسک بدم و عدم جبر بعض بآن احوج ست بسوی دلیل و دلیلے که دال بر این سخنے
کن موجود نیست و روایت من ترک نسکا فعلیه دم اگر بصحت رسد هر نسک ترکش
جبر بدم باشد و بر مدعی تخصیص آوردن دلیل واجب گردد و لکن بر وجهے که صحتش از برائے
استدلال باشد ثابت نشده و غایتش آنست که در موطا از قول ابن عباس آمده
و رفعش سندش صحیح نیست بنا بر آنکه در آن دو مجهول اند و نیست حجت در قول وی رضی عنه
بر احدی از عباد و رحم الله ابن عباس فلقد ضیق السبیل بایجاب الدماء علی من
ترك شیئا من نسك پس لائق حال طالب حق آنست که در محل این تشریع عام البلوی
نظر فرماید اگر دلیلی مفید این معنی یابد در جبر اختصاص بعض مناسک بدم و بعض دیگر
بدرجه ایجابش در مثل ترک ترتیب و موالات و بعض اعمال حج بنگرد و اگر دلیلے یافت
فبها ورنه وقوف بر محل مالکند و آن قول این ست که در بسیاری از مسائل حج یکے
تقلید دیگرے کرده و آخر امت مقید بآراے اول امت گشته با آنکه بنایش بر شفا جرف
هارست والله المستعان و آنچه گفتن آن در هر جاے می زیبد آنست که جنب یا حائض
حالف عاصی ست و توبه مکفر اوست و ایجاب کدام شئ بر وے جز بدلیل صحیح صریح

نمی تواند شد و دلیل موجود نیست **فصل** اقرب واللہ اعلم آنست کہ طواف موافق صلوٰۃ
است ہرکہ در شمارش شک کند کہ شش شوط کردہ یا ہفت وے طرح شک کردہ
تحری صواب نماید اگر می تواند ورنہ بنا بر اقل کند چنانکہ دلیل صحیح بدان وارد گشتہ
فصل جماع قبل وقوف بعرفہ مفسد حج نیست و در اقوال صحابہ کہ بطریق بلاغ در موطا ست
حجت نباشد چہ در اصول مقرر شدہ کہ قول صحابی حجت نیست و اگر ہست در اجماع
ایشان ست آنہم نزد کسیکہ قائل بحجیت اجماع ست و حدیث ان رجلا جامع امرأتہ
وہما محرمان فسألا النبی صلعم فقال اقضیا نسککما واہدیا ہدیا مرسل ست
و مرسل علی ما ہو الحق حجت نیست گو رجالش ثقات باشد و مراد برفث در آیہ کریمہ
اگر جماع دارند غایتش منع از وقاع باشد نہ آنکہ مفسد حج ست ورنہ جدال ہم مفسد شے
ولا قائل بذلک و در بارۂ ایجاب یک یا دو بدنہ بر زوج و زوجہ دلیلی نیامدہ و در مرفوع
مذکور مطلق ایجاب ہدی بر ہر دو ست و آن بہ گوسفند و گاو و شتر ہمہ صادق ست پس
ایجاب اشد مصداق ہدی چرا و آنکہ در موطا از ابن عباس امر نحر بدنہ مروی کہ در منے
پیش از افاضہ وقاع کرد آمدہ تقیید مطلق و تفسیر مجمل بدان صحیح نیست حاصل آنکہ برائت
اصلیہ مستصحب ست و جز ناقل صحیح کہ حجت بدان قائم شود از ان نقل نمے تواند کرد و درینجا
این چنین ناقل موجود نیست پس واطی قبل یا بعد وقوف پیش از رمی یا قبل طواف زیارت
عاصی مستحق عقوبت ست و با توبہ درخور مغفرت و حج غیر باطل و ہیچ شے لازم او
نیست و آنکہ جزین زعم دارد دلیل پسندیدہ بیارد چہ میان ہیچ یکے و میان حج عداوتے
نیست **فصل** ادلہ صحیحہ مقتضی تسویہ اند در بدنہ و بقرہ در تمتع و ہر یکے از طرف ہفت کس
باشد پس در کفارات ہم این تسویہ می باید بنا بر عدم ورود دلیل دال بر فرق میان ہر دو
آری در صحیحہ دلیل دال بر تفرقہ میان ہر دو آمدہ کہ بدنہ از دہ و بقرہ از ہفت کس باشد
ولکن الحاق بعض مباحث حج ببعض اولے تر از الحاق بعض آن بابواب ضحایا ست

فصل در آیه فجزاء مثل ما قتل من النعم یحکم به ذوا عدل منکم دو چیز است یکی اعتبار مماثلت دوم حکم عدلین وظاهر انست که اگر عدلین حکم بغیر مماثل کنند این حکم لازم نباشد چه مراد بیحکم به یحکم بالمماثل است وحق عدالت همین است که حکم بغیر مماثل واقع نشود مگر بنابر غلط یا طرو شبهه تا آنکه معتبر در مماثلت این وصف است نه آن وصف و واقع خلاف اوست وظاهر آنست که حکم حکم در سلف لازم خلف نیست چه تحکیم عدلین در هر حادثه قتل صید ثابت است فصل بر معتمر قضا نیست بلکه اتیان آن در عام دیگر است وعذر عارض موجب سقوط حج است وتعیین عام قابل تعیید آنست که تا دانه آنچیز که مانع انان منع کرده فوری است تراخی از ان جائز نیست وعمره حدیبیه قضا نبود بلکه شرط بود در قریش در اتیان مسلمین در سال آینده وتسمیه اش بعمرة القضیه بنا بر وقوع مقاضاة بود در ان میان آنحضرت صلعم ومیان قریش فصل نفوذ وصیت میت از اجرت حج بنا بر آنست که در ثلث مال دو نا بتصرف است ودر خصوص حج آنچه دال باشد بر آنکه این نفاذ از راس المال است با آنکه ثلث چیزی نمانده وحدیث فدین الله احق ان یقضی وقع اجرت از راس المال مراد نیست بلکه مراد آنست که حج وا الزاد ولد صحیح است چنانکه قضاے دین پدر از پسر صحیح است ونتوان گفت که لفظ عام است پس بدان اعتبار رود زیرا که این عموم نیست مگر باعتبار فعل نیابت حج نه باعتبار دفع مال از براے حاج که این معنے دلیلی وارد نشده وازینجا شناخته باشے که وصیت میت بدادن اجرت حاج از طرف او خارج از ثلث است که بدان ماذون است وحج از غیر قریب ثابت نشده فصل احادیث وارده در باب زیارت قبر مطهر مقدس نبوی صلعم که در رساله سبکی وافراح او مذکور است همه اش از ان ضعیف ومنکر وموضوع است هیچ از ان برتبه صحت وحسن نرسیده چنانکه از عبارت سبکی در آن ثابت می شود مگر دو سه حدیث که سندش لاباس به است ودال است بر فضیل زیارت است ومن بعد ترک زیارت نبویه را شیخ الاسلام ابن تیمیه در منسک خود بدو جه

صحیح ذکر کرده پس اقتصار بر ما ذکر و عدم مراد بر خلاف آن داب کسی ست که ایمان
بخدا و روز آخرت دارد و ایجاب غیر ما وجب و اثبات ما لم یثبت شیوهٔ تقلید مشوم و هنجار
رای پرستان از حلاوت ایمان محروم ست

کتاب النکاح

معنی حقیقی این لفظ وطی ست و تسمیهٔ عقد بدان بنا بر ملابست ست زیرا که عقد راهی
بسوی وطی ست چنانکه خمر را اثم نامند زیرا که سبب ست در اقتراف اثم و کثرت ورود این
لفظ در قرآن بمعنی عقد منافی آن نیست زیرا که مجاز در قرآن بسیار ست و کثرت نه از
خواص حقیقت ست و نه مخرج لفظ از مجازیت و آنکه زمخشری گفته که در قرآن جز بمعنی عقد
نیامده ممنوع ست چه در حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ هرگز عقد مراد نمی تواند شد چنانکه سنت
بران دال ست و جماهیر امت بدان رفته و همچنین الفاظ نکاح که در کتاب الله از برای
حملی کاست وارد شده جز از برای وطی نمی تواند بود حیث آنجا عقد نیست

باب در بیان حکم نکاح و صفت منکوحه

هر که از جوانان استطاعت باءة داشته باشد وی نکاح کند که اغض از برای بصر و احصن
از برای فرج ست و هر که نتواند بر وی صوم ست و این وجاء ست از برای او
و آنحضرت صلعم گفته من نماز می گزارم و روزه می گیرم و افطار می کنم و زنان را بزنی می گیرم
و هر که از سنت من رو گرداند وی از من نیست و به باءت امر کرده و از تبتل نهی شدید
فرموده و گفته تزوج کنید بزن ولود ودود که روز قیامت بشما انبیا را مکاثره کنم و امر
مقتضی وجوب ست با قدرت بر تحصیل مؤن نکاح و ابن حزم گفته فرض ست و جمهور گویند
امر برای ندب ست و نزد حنفیه سنت و نزد شافعیه مستحب و با ایجاب نکاح افضل است از
تجرد و تخلی برای عبادت حاصل آنکه هر که حاجتمند نکاح باشد و نکاح از برای او اولی

از ترک بود بدون احتیاج پس تنگ نیست که اثقل احوال در حق او ندبست بنا بر
او اراده دارد و درین باب و هر که محتاج نکاح نیست و نفل آن او اولی است از برای
او همچو حصور و عنین پس در حق وی مکروه باشد نزد خوف اشتغال از طاعات نحو
طلب علم و جز آن از آنچه بدان حاجت می باشد یا زن بترک جماع متضرر می گردد
بدون اقدام بر معصیت و اگر از شغل از طاعات بی نیاز است و زن بترک جماع
غیر متضرر و در نکاح نفعی راجح بسوی بارث حاصل نیست پس ظاهر آنست که مباح
باشد اگرچه ادله مقتضی این تفاصیل نیامده اما از جا ادله دیگر و قواعد کلیه امر مقتضی
آنست و اگر درین صورت او را مباح نگویند بلکه مکروه گویند بنا بر ورود ادله در ترغیب
و مهلت در آخر زمان چندان دور از صواب نیست و نکاح با زن از برای چهار
خصلت باشد یکی از جهت مال که دولتمند است مال خود بر شوهر صرف کند دوم از جهت
حسب که دختر عالم یا سید یا امیر یا امرا است سوم از برای حسن و جمال که بدان فراغ خاطر
و شکر نعمت خدا است چهارم از برای دین و صلاح و عفت و عصمت او ولیکن تقدیم درین
همه زن دیندار است که با صنف دیگر جائز یا مستحب باشد ولهذا آمده فاظفر بذات
الدین تربت یداک و در تهانی انسان نزد تزوج این دعا است بارك الله لك و
بارك عليك وجمع بينكما في خير و این در حدیث ابی هریره است مرفوعا و ترمذی
و ابن حبان تصحیحش کرده اند و ابن مسعود گفت آنحضرت صلعم تشهد حاجت ما چنین آموخت
اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا
مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا
اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ با سه آیت یکی يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ
آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ دوم وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ
تَسَاءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا سوم يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا

اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ
يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا و این را احمد و دارمی و ابوداود و نسائی
و ابن ماجه وغیرهم روایت کرده اند و ترمذی تحسینش و حاکم تصحیحش نموده و در روایات دیگر
بعض الفاظ کم و بیش هم آمده چنانکه در آخر کتاب موعظهٔ حسنه بما یخطب به فی شهور السنة
مذکورست و نظر کردن در زن مخطوبه اگر تواند جائزست بلکه یکی را که زن خواسته بود پرسید او را
دیده گفت نه فرمود برو و ببین و این در مسلم ست و از خطبه بر خطبهٔ برادر مسلمان تا آنکه خاطب
اول ترک کند یا اذن دهد نهی فرموده و جمع میان دو خواهر حرام ست حرتین باشند
یا امتین یا یک حره و دیگر امه زیرا که آیهٔ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ اعم ست از انکه
هر دو حره باشند یا امه و قوله أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ اعم ست از انکه هر دو خواهر یکدیگر
باشند یا غیر آن پس میان هر دو آیه عموم و خصوص من وجه ست و در سنت آنچه تعیین
راجح کند نیامده ولیکن نهی از جمع میان مرأة و عمه و خالهٔ او تقویت منع جمع میان اختین از
اماء می کند چه لفظ مرأة شامل حره و امه هر دو ست و شک نیست که قرابت میان دو خواهر
زائد بر قرابت میان زن و عمه و خالهٔ اوست و هر که دعوی کند که مراد بقوله بین الاختین
حرائر اند نه اماء این سخن از وی جز بدلیل پذیرا نشود و این قول که سوق آیات از برای
تحریم حرائر ست باطل ست چه در قول وی سبحانه حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ تا قول او
وان تجمعوا بین الاختین حرائر و اماء مستوی بوده اند چه در تحریم ام مملوکه و همچنین
اخت و بنت مملوکه و آنچه بعد ازینها ذکر یافته خلافی نیست **فصل** ادله دال اند بر تقلیل
مهر بدون تقیید بمقدار بلکه هر چه قیمت دارد مهر بودنش صحیح ست چه حدیث ولو خاتما
من حدید و حدیث نکاح زن بر نعلین و حدیث حلت زن بر صداق طعام ملء یدین
و حدیث تزوج عبد الرحمن بن عوف بر وزن نواة از زر دال بر عدم تقیید بحد در جانب
قلت ست و این احادیث در امهات ست بلکه زنی را در زنی یکی بر چند سورهٔ قرآن کریم

داد و فرمود اذهب فقد ملکتکها بما معک من القرآن و در لفظی از مسلم آمده
زوجتکها فعلمها من القرآن آمده و لفظ بخاری است املکناکها بما معک من القرآن
است و لفظ ابو داود این است ما تحفظ قال سورة البقرة والتی تلیها قال
فعلمها عشرین آیة و درین الفاظ دلالت است بر آنکه ایجاب و قبول را لفظ
معین نیست و اما در جانب کثرت پس آن نیز حدی معین نیست و لهذا در قرآن شریف
ذکر قنطار آمده و مهر یکی از زوجات مطهرات دوازده اوقیه و نصف بود که پانصد
درهم باشد و هر که زعم کند که مهر چندین قدر و آن قدر نمی باشد بر وی دلیل است
نیست اصلا اقدر در ترکرده است و صداق صفیه عتق او بود و همین مهر گردانیدن
صحیح باشد و اما زره علی بفاطمه قبل دخول در دو درهم دانید و این دلیل استحباب
و شتر طیب صداق و حبا یا اهل نیل عصمت نکاح برای زن است و هر چه بعد از
نکاح باشد از آن معطی است و احق چیزی که بر آن اکرام مرد توان کرد دختر یا خواهر
و نکاحی که در آن فرض صداق نکرد و پیش از دخول با آن زن مرد آن زن را مثل
صداق زنان قوم خود حق باشد بلا وکس و شطط و حلال می شود زن را دادن سوره
در مهر و ابن البطریق وقف از جا برآمده و قول علی که مهر کمتر از ده درهم نباشد و دیه
مقال است بحجت نمی ارزد و بهتر مهر آن است که آسان تر باشد بر مرد و عمرو دختر جوب
و در آمدن آنحضرت صلعم تعوذ کرد آنحضرت صلعم لقد عذت بمعاذ فرموده طلاقش داد و
اسامه بجا مد و متعه اش داده نید و در سندش راوی متروک است لیکن اصل قصه در صحیح آمده
و نیست دلیل بر وجوب مهر کامل بمجرد خلوت و تمسک بغیر دلیل حلال نیست لا سیما در حق
اموال عباد که اصلش تحریم است بکتاب و سنت و جز بدلیل از آن منتقل نمی توان شد و مبنا
امر با علان نکاح ثابت است و حدیث لا نکاح الا بولی مرسل است و فرموده هر زنی
که بی ولی نکاح کرد نکاحش باطل شد و نزد دخول مهر لازم آید بنا بر استحلال فرج و اگر دلیل

اشتجار ورزند پس سلطان ولی کسی باشد که او را ولی نیست و این حدیث را ابن عوانه
و ابن حبان و حاکم صحیح گفته اند و دران دلالت ست بر ابطال ولایت اولیا بتشاجر
و بتشاجر ملحق ایشان ست بعدم پس هر که غائب ست نزد حضور کفو و رضای مکلفه بدان
اگرچه در جای قریب باشد دمیکه خارج از بلد زن و مرید نکاح بود پس آن ولی در حکم
معدوم ست و سلطان ولی او ست مگر آنکه با کفوی و شوهری راضی با نتظارش گردند که
درین صورت انتظار مقدم آن غائب حق این هر دو ست اگرچه مدت دراز گردد و با
عدم رضا وجهی از برای ایجاب انتظار نیست و لاسیما با وجود حدیث ثلاث لا یؤخرن
اذا جاءت و از انجمله ایم ست چون کفوش بهم رسد و معول علیه در اعتبار ولایت
نکاح قرابت قریبه زن ست که نزد تزوج زن با غیر کفو غضاضت لاحق ایشان گردد
و مزوج او غیر ایشان باشد و این مختص بعصبات نیست بلکه در ذوی السهام یافته
می شود همچو برادر از جانب مادر و در ذوی الارحام همچو پسر دختر و گاه غضاضت
این هر دو اشد تر از غضاضت بنی اعمام و نحو هم باشد و شکی نیست که بعض قرابات
ادخل ست درین امر از بعض دیگر پس آبا و ابنا اولی تر اند از غیر خود باز برادران
یک پدر و مادر اند پستر برادران از جانب پدر یا مادر پس اولاد بنین و اولاد بنات
پس اولاد برادران و اولاد خواهران بعده اعمام و اخوال فقد حکی احمد بعد
هؤلاء و بر زیادت اختصاص بعض دون بعض آن دیگران حجت نیست و اگر در ترتیش چیز
اقوال من تقدم نیست ما را بران تعویل نباشد و حدیث لا نکاح الا بولی و شاهدی
عدل اگر ثابت شود بصحت رسد دلیل باشد بر آنکه اشهاد شرطی از شروط نکاح ست
بنا بر آنکه نفی ذات مستلزم او ست و توجیه نفی بسوی کمال محتاج قرینه است چه تقدیر
کمال ابعد المجازین ست ولکن در حدیث مقال ست پس منتهض از برای استدلال نشود

فصل در نثار چیزی ثابت نشده ولکن نثر چیزی از ماکولات لا باس به ست زیرا که

مستحباً طعام مندوب است سخن در حکم شرعیت استحباب است بلی ورود احادیث صحیحه در سنن
ازهمی و ظاهر آنست که این استحباب لوجی از سبب است و دلیلی دال بر تخصیص وارد نشده
است و صحیح و حسن و نه ضعیف بخبر متصل نیست نکاح ایم بدون استیمار و نکاح بکر بدون
استیذان و اذن بکر سکوت اوست و در روایتی چنین است که ثیب احق است بنفس خود
از ولی خویش و بکر را استیمار کنند و اذن او خاموشی اوست و در لفظی این است که نیست
ولی را با ثیب امری و اختیاری و از یتیمه امر خواهند و یک زن نکاح زن دیگر و لا نفس
خود کنند و نه نکاح خودش نماید چه ولایت و وکالتش مقبول نیست و این را ابن ماجه و
دارقطنی روایت کرده اند و رجال سندش ثقات اند و از نکاح شغار نهی آمده و آنچنان
باشد که یکی دختر خود را بنکاح دیگرے بشرط نکاح خود با دخترش بدهد و میان این هر دو مهر
نباشد و این نه خاص بدختران است بلکه خواهران و دختران برادر را نیز همین حکم است
که نکاح شان بی مهر بر طریق مساوات حرام و باطل است و مهر را مفسد عقد نیست بلکه واجب
بر هر یکے از زوجین توفیر مهر از برای زوجه است بنا بر استحلال فرج گویا بمنزله فساد تسمیه
بود و فساد تسمیه مستلزم فساد عقد نکاح نیست و مهر شرط عقد نباشد و نهی از شغار
مقتضی فسخ و تحریم است نه مقتضی فساد عقد و زنی بکر را که پدرش نکاح او کرده بود و وی
کاره بود آنحضرت صلعم تخییر کرد و هر زن که دو ولی نکاحش کرده اند از برای اول است
و عبد متزوج بغیر اذن اهل خود عاهر باشد و جمع میان زن و عمه و خاله او حرام است
و محرم را از نکاح و انکاح و خطبه و مخطوبه شدن نهی آمده ابن عباس گوید نکاح میمونه
در حالت احرام کرد و میمونه گفته نکاح در حالت احلال بود و اول در حدیث متفق علیه است
و ثانی در مسلم و همین است راجح که اهل البیت ادری بما فی البیت و احق شروط بوفا
شرطی است که بدان فرج را حلال ساخته اند مادامیکه محرم حلال یا محلل حرام نباشد
فصل در عام اوطاس تا سه روز رخصت در متعه داد پس از آن نهی کرد رواه مسلم و در

حدیث متفق علیه از علی آمده که نهی کرد از متعه در عام خیبر و تحریم سبره رضی الله عنه گفته نهی فرمود
از متعه زنان و از لحوم حمر اهلیه و این در صحیحین و غیر هما ست و در حدیث ربیع بن سبره آمده
که فرمود شما را اذن داده ام در استمتاع از زنان و بتحقیق او تعالی تا روز قیامت حرام
ساخته پس هر که نزد وی چیزی از جنس این زنان باشد او را بگذارد و از آنچه باو داده است
هیچ نگیرد و این نزد مسلم و ابو داود و نسائی و ابن ماجه و احمد و ابن حبان ست و در این
دلالت ست بر نسخ نکاح متعه تا ابد و هو الحق الذی لا محیص عنه چه این نهی
در حجة الوداع بود و وقوع این نهی مؤبد در آخر موطن از مواطن سفر آنحضرت ست صلعم
و بعد چار ماه از آن وفات یافته پس مصیر بسوی آن واجب باشد و سخن درین مسئله
دراز ست حاصل آنکه ناسخ تحلیل مجمع علیه تحریم مجمع علیه مقید بقید تابید ست و ناسخ و منسوخ
هر دو قطعی اند و این بر تقدیری ست که ناسخ قطعی جز قطعی نباشد چنانکه جمهور اهل اصول گویند
و در نهار را درین قول با جمهور موافقت نیست **فصل** محلل و محلل له ملعون اند بر لسان رسول خدا
صلعم و احادیث این معنی بطرق جماعه از صحابه باسانیدی آمده که بعضش صحیح و بعضش
حسن ست و نمی باشد لعن مگر بر امر ناجائز در شریعت مطهره بلکه بر گناهی که از اشد ذنوب
باشد پس تحلیل غیر جائز ست در شرع و اگر جائز می بود فاعل و راضی را بدان لعنت نمی فرمود
و چون حرام و غیر جائز در شریعت آمد پس غیر آن نکاح ست که در کریمه حتی تنکح زوجا
غیره ذکر یافته و آمده که نکاح نکند زانی مجلود مگر بهمچو خود و این حدیث ابی هریره که نزد
احمد و ابو داود ست و رجالش همه ثقه موافق قول او تعالی ست وحرم ذلک علی
المؤمنین پس نکاح با زانیه جائز نباشد و ظاهر حدیث ان امرأتی لا ترد ید لامس
آنست که کنایه از زنا باشد و لیکن اختلاف ست در وصل و ارسالش بلکه نسائی گفته انه
لیس بثابت و نیست وجه از برای منع نکاح با دختری که این کس با مادرش زنا کرده زیرا که تحریم
بحرم محرمات بشرع ست نه بفعل و شرع بتحریم بنت شرعی آمده و این دختر بنت شرعی نیست

تا اول باشد زیر قوله تعالی و بنا تکه و نتوان گفت که ام بنت لاحق مخلوقه بار اوست زیرا که این لحوق اگر بشرع ست پس باطل ست و اگر مراد آنست که غیر شرعی ست پس مضر نیست چه اگرچه مخلوق از آب اوست لیکن این آب نه آبی ست که بران لحوق نسب ثابت شده بلکه آبی ست که صاحب او را اجز حجر حاصل دیگر نیست **فصل** عائشه رضی الله عنها گوید یکے زن خود را سه طلاق داد آن زن بشوے دیگری رفت آن دیگر هم او را طلاق داد پیش از دخول پس زوج اول را ارادۂ تزوجش کرد و آنحضرت صلعم را ازان پرسید فرمود لا حتی یذوق الآخر من عسیلتها ما ذاق الاول اخرجه مسلم و این دلیل ست بر وجوب وطی و باوجود آن مجرد دخول کافی ست و انزال شرط نیست +

باب در بیان کفارت و خیار

ابن عمر گفته آنحضرت صلعم فرمود بعض عرب اکفاے بعض اند و همچنین بعض موالی اکفاء بعض مگر حائک و حجام و این را حاکم روایت کرده و در سندش راوی بی نام ست و ابو حاتم ستنکرش گفته و لیکن شاهدی دارد نزد بزار از معاذ بن جبل بسند منقطع و فاطمه بنت قیس را گفته نکاح کن با اسامه و این در مسلم ست فاطمه قرشیه بود و اسامه مولی او تزوجے بیاضه را امر بانکاح ابا هند و نکاح با دسے فرموده و او حجام بود و سندش نزد حاکم جید ست پس مقدم باشد بر روایت اولی و ناسخ بود ازان و کفارت در نسب غیر معتبر بود و هر که باعتبارش رفته بجز دخیال بے استدلال آویخته و بودن بنات بتول رضی الله عنها ارفع و ارشد و اعلی در نسب مستلزم آن نیست که بر کسے ازغیر او جز در رضاے اولیا حرام باشند و قرون مشهود لها بالخیر ازین مسائل بدور دست بودند و خلاف احدے از مردم دران معلوم نشده مگر بعد ازگذشتن چهار صد سال از هجرت نبویه و با که مسئله استثنای بنات فاطمه از ازدواج با دیگران قریش باشند یا غیر آن مسئلہ دولیه ست که مشید دلیلیه و تفشیه مصبیه غریبه ست نه قضیه شرعیه دینیه و اگر لابد باشد اعتبار انساب انسابے

پس شک نیست که اشرف انساب نسب بنی هاشم و فضل احساب حسب علم ست و بس و
شروط اہل فروع در باب کفاءت بکد بحر از برای تزوج و تزویج اشبه بحر افات ست
نسبت باجتهادات وکم لها من احوات عند هم لیس علیها اثارة من علم و
حدیث خیار بریره نزد عتق متفق علیه ست و ورود و اسبے نزد مسلم آمده که زوجش عبد بود و در
روایتی دیگر آمده که حر بود و اول اثبت ست و در بخاری از ابن عباس بصحت رسیده که
بنده بود و فیروز دیلمی را که زیر او دو خواهر نزد اسلام آوردن بود ارشاد کرد که طلق
ایتهما شئت و سندش را بخاری اعلال کرده مگر ابن حبان و دارقطنی و بیهقی تصحیحش
و ترمذی تحسینش نموده اند و غیلان بن سلمه ثقفی نزد قبول اسلام ده زن نزد خود داشت
و همگنان همراه او مسلمان شدند آنحضرت اورا امر کرد باختیار چهار زن از انها و این را
اگرچه ابن حبان و حاکم تصحیح کرده اند مگر بخاری و ابوزرعه و ابوحاتم اعلالش نموده و ابن
عبدالبر گفته کلها معلولة واعله غیرة من الحفاظ لعلل اخری و چون مقام
مقام وجوب تحریم و تحلیل و موضع موضع عامة البلوی ست حال دلیل برین منوال ست
پس چنانکه باید و شاید نهض از برای استدلال بر منع زیادت بر اربع نشود و آیه کریمه
فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلاث ورباع بر محاوره عرب عربا و ائمه
لغت مفید جواز نکاح دو دو و سه سه و چهار چهار نساء در یک بار ست و دران تعرضی از برای
مقدار عدد زنان نیست و نه دلیلی بر مفارقت دفعه اولی نزد دفعه ثانیه ست و اگر نزد کسی
نقل مخالفت این معنی از ائمه لغت و اعراب باشد پس مقام استفاده ازوی ست
و این تفضل فرماید و تعقعه بدعوی اجماع نزد غیر مفزع باین جلبیه اهون و ایسر خطب ست و چه
قسم این اجماع بصحت خواهد رسید حالانکه ظاهریه و ابن صباغ و عمرانی و ثلة از محققین منا خرین
بر خلاف این اجماع رفته اند و سیم قرآن کریم و فعل رسول رحیم که نه زن یا زیاده در بعض
اوقات فراهم آورد مخالف اجماع مذکور ست و دعوی خصوصیت مفتقر بدلیل ست و برارت

اصلیه همراه دارد و نقل از ان جز بنا بر قولے که نزد وی به سماع و نیز منقطع گردد ممکن نیست دیگر
متقدمین جلالان با اعلالی که دران هست کجا تخصیص از برائے نقل از دلیل قرآنی و نقل مصطفوی
می تواند شد و هر که تصحیح این حدیث بر وجهی که بدان قیام حجت می تواند شد بکند یا
دلیلی دیگر در معنی این حدیث بیارد خدایش جزائے خیر دهد چه بیان آن صحیح سبکی و بیان
حق معاودت دلیل وانصاف نیست و بر عالم ایفای حق اجتهاد ولاسیما در مقامات تحریر و تقریر
چنانکه در همه ابحاث این کتاب وجز آن کرده ایم و می کنیم واجب است و نزد وی که خبیری
در صدد تورع در عمل باید کرد نه در تقریر صواب فایاک ان تحامی المصابیح بالحق الذی
یصلح الیه ملکتك لقیل وقال ولاسیما فی مثل هو اطی تجس بها کثیر من
الرجال فانك لا تسأل یوم القیامة عن الذی ترتضیه منك العباد بل عن
الذی یرتضیه المعبود واذا جاء نهر الله بطل نهر معقل ع ومن ورد البحر
استقل السواقیا **فصل** آنحضرت صلعم دختر خود زینب را برابو العاص بن الربیع بعد
از شش سال بنکاح اول برگردانید و نکاح تازه نکرد و این حدیث نزد احمد و حاکم
بصحت رسیده و در حدیث دیگر آمده که نکاح جدید کرد ولیکن ترمذی اول را اجود از روی
اسناد گفته و یکی که اسلام آورده نکاح کرده بود و شوی او گفت می دانی که من مسلمان
شده ام پس آنحضرت آن زن را از شوهر دیگرش کشید و بشوهر اول داد و این را ابن
حبان و حاکم تصحیح کرده اند **فصل** چون در پهلوی عالیه که زنے از بنی غفار بود نزد وی جون
در جمع ثیاب ملاحظه بیاض کرد فرمود جامه خود پوش و بکسان خویش باز رو و امر نکاح این
و اولی کرد و در سندش مجهولی هست و از عمر بن خطاب آمده که زن برص یا جنون یا جذام
را صداق هست عوض مسیس و این صداق بر ذمه فریب دهنده هست یعنی اگر می دانست
ورنه بر جاهل نادان نیست و از علی مرتضی هم نحو آن بزیادت قرن آمده و قضات
عمر رضی الله عنه در عنین اجل یک سال هست ولیکن این همه موقوفات هست بحجت نمی ارزد

گو اسانیدش رجال ثقات باشند چه در امثال این مقامات استناد بمرفوعات باشد نه بغیر آنها و آن موجود نیست و بضرورت دینیه ثابت شده که عقد نکاح لازم ست و بدان احکام زوجیت از جواز وطی و وجوب نفقه و نحو آن و ثبوت میراث و سائر احکام ثابت می شود همچنین از ضرورت دینیه خروج از ان بطلاق و موت ثابت پس از برای زعم خروج از نکاح بسببی از اسباب دلیلی صحیح مقتضی انتقال از ثبوت بضرورت دینیه باید و در بارهٔ فسخ نکاح از عیوب بجهت نیره نیامده و مرفوعی بثبوت نرسیده و لفظ الحقی باهلک صیغهٔ طلاق ست و بر فرض احتمال حمل بر تبیقن و اجب باشد نه بر ما سوای آن و همچنین در فسخ بعنت دلیلی صحیح نیامده و اصل بقا بر نکاح ست تا آنکه موجب انتقال بیاید و من اعجب ما یتعجب منه تخصیص بعض العیوب بذالک دون بعض لا بمجرد دلیل فسبحان الله وبحمده

فصل در بیان عشرت با زنان

ملعون ست آنکه در دبر زن بیاید بلکه او تعالی بسوی چنین کس نظر نمی فرماید و اول مرسل ست و ثانی موقوف ولیکن چون بطرق چند از جماعهٔ از صحابه آمده مجموعش منتهض ست برفرض این معنی که مراد از انی شئتم این شئتم باشد و آنکه ابن عمر نزول این آیه در مردی از انصار که بدبر زن خود آمده بود نشان داده حبر است ابن عباس تفهیم او درین باب نموده کما فی سنن ابی داود و آنحضرت وصیت فرموده است بخیر و نیکی در حق زنان و گفته که آفرینش زنان از استخوان پهلو ست و اعوج شئی در ضلع اعلای اوست اگر بروی که راست کنی بشکنی و اگر همچنان بگذاری همواره کج ماند و استمتاع بدان همراه کجی ست و شکستن آن طلاق اوست و نیز وقت قدوم مدینه از غزوه جابر را گفت که بهان تا هنگام مسا پاس بخانه درآی یعنی بشب و اخل شو تا زن ولیده موی شانه زند و معیبه استره بکار برد و گفته هرگاه غیبت او دراز گردد وی شب هنگام ناگهان بخانه نه درآید و بدترین مردم نزد خدا روز قیامت کسی ست

کردن رسد و زن بوی رسد بستر را از او در ابر ملائکه و چون معاویه بن حیده از حق زن بر
شوهر پرسید فرمود چون نان خوری او را بخوران و چون جامه پوشی او را هم بپوشان
و بر روی او مزن و او را بد مگوی و از وی جز در خانه جدا مشو و این نزد احمد و ابو داود
و نسائی و ابن ماجه ست و نزد بخاری تعلیقا آمده و منذری از ان سکوت کرده و ابن
حبان و حاکم تصحیحش نموده اند و یهود می گفتند که اندر آمدن مرد بقبل زن از جانب پس
فرزند احول می شود پس فاتوا حرثکم انی شئتم فرود آمد اخرجه مسلم عن جابر و فرمود
اگر یکی از شما نزد زن خود بیاید و این دعا خواند بسم الله اللهم جنبنا الشیطان و جنب الشیطان
ما رزقتنا اگر میان هر دو فرزندی مقدر بوده است هرگز شیطان زیان نرساند
این در حدیث متفق علیه ست و بخاری از ابی هریره مرفوعا آورده که چون مرد زن را
بفراش خواند و وی ابا کرد و نیامد ملائکه تا صبح بر وی لعنت کنند و لفظ مسلم اینست که آنکه در
آسمان ست بر وی خشمناک گردد تا آنکه مرد از ان زن خوشنود شود و همچنین در متفق علیه
لعنت بر واصله و مستوصله و واشمه و مستوشمه آمده و وصل پیوند موی بموی ست و وشم
خلانیدن سوزن با خار در پوست و فرموده غیله فارس و روم را زیان نمی کند و آن
جماع ست با زن در حالت رضاع و عزل را وأد خفی گفته اخرجه مسلم و در حدیث دیگر
گفته یهود که عزل را وأد صغری گویند کاذب اند اگر خدا خواهد که خلق کند نتوانی که
برگردانی و رجالش ثقات اند و جابر گفته ما عزل می کردیم و قرآن نازل می شد پس اگر
ناجائز می بود از ان ممنوع می شدیم و این متفق علیه ست و مسلم زیاده کرده فبلغ النبی
صلعم فلم ینهنا و بالجمله عزل جائز ست و کراهت تنزیه را با آن منافات نیست و احادیث
قاضیه بمنع محمول ست بر مجرد کراهت نه بر تحریم و بعد الجمع بینهما با آنچه در صحیحین طواف
آنحضرت صلعم بر همه زنان بیک غسل مروی شده

باب در بیان ولیمه

چون عبدالرحمن بن عوف بآنحضرت گفت که من تزوج کرده ام فرمود بارک الله لک
اولم ولو بشاة این لفظ مسلم ست از حدیث انس و فرمود چون یکی را از شما بسوی
ولیمه خوانند باید که بیاید و این متفق علیه ست از حدیث ابن عمر و در لفظی نزد مسلم چنین آمده
که اجابت کند خواه عرس باشد یا نحو آن و فرمود شر طعام طعام ولیمه ست که آینده را
منع کنند و ابا آرنده را بخوانند و غیر مجیب دعوت عاصی خدا و رسول ست آری اگر صائم
باشد دعا کند و اگر مفطر ست بخورد و در روایتی آمده ان شاء طعم و ان شاء ترک
و این لفظ مسلم ست از جابر و ابن مسعود مرفوعاً آورده که طعام ولیمه روز اول حق ست
و روز ثانی سنت و روز سوم سمعه و هر که سمعه کند سمعه کند بوی خدا تعالی لیکن سندش نزد
ترمذی غریب ست با آنکه رجالش رجال صحیح اند و نزد ابن ماجه شاهدی از حدیث
انس دارد و آنحضرت ولیمهٔ بعض زنان خود بدو مُد جو کرد و در ولیمهٔ صفیه بر تمر و اقط و سمن
بسنده فرمود و حسابی از خبز و لحم بر نگرفت و نزد اجتماع دو داعی اجابت از برای اقرب
در باب و اگر یکی از دیگری سبقت کند اجابت مر سابق راست و این بسند ضعیف
آمده و فرمود من تکیه زده نمی خورم رواه البخاری و عمرو بن ابی سلمه را گفت ای کودک
بسم الله کن و بدست راست و از پیش خود بخور متفق علیه و در بارهٔ قصعهٔ ثرید فرمود از جوانبش
بخورید نه از وسط آن چه برکت از وسط فرود می آید و سندش صحیح ست و هیچ طعام را عیب
نکرد اگر خوش آمد بخورد و اگر ناخوش گرفت بگذاشت و از خوردن بدست چپ نهی کرد
و گفت شیطان بشمال می خورد و از تنفس در اناء و نفخ اندران نهی فرمود و این همه
در امهات ست **فصل** احادیث امر باجابت ولیمه صحیح ست و آنچه مقتضی صرف آن از وجوب
باشد نیامده آری حضور ولائم مشوبه بمنکرات با عدم قدرت بر تغییر ناجائز ست چنانکه
حدیث نهی از جلوس بر مائده که بران ادارت خمر باشد دال ست بران و سائر معاصی
مقاس باشد بران **فصل** بعض اهل علم بر کراهت کلام بحالت جماع استدلال بقیاسیکه

بر کراهت کلام بحال تمنای حاجت کرده اند و این قیاس اگر بجامع اتحادست
باطل است چه حالت جماع حالت مستلذ است نه حالت مستهجنه بلکه در مکالمه درین حالت
نوعی از احسان عشرت است بلکه لذتی نمایان دارد کما قال بعض الشعراء شعر

ویعجبنی منک حال الجماع   لین الکلام وضعف النظر

واگر جامع کلام شئ دیگر است آن چیست با آنکه رسول خدا صلعم ملاعبت و مداعبت را
مشروع ساخته و وقت جماع اولی تر باو است **فصل** ایجاب کار و بار خانه و خدمت ولی
در بیت بر زن غیر ظاهر است ولکن زنان صحابه اعمال ساخته معیشت بلکه خارج از آن که
تبالغ در مشقت است بجا می آوردند مسموع نشد که زنی از آن ممتنع شده باشد یا گفته که
این کار بر ذمه من نیست یا من این کار نکنم بنا بر مکان عشرت یا حمل جمال بلکه در صحیحین
وغیرهما آمده که سنگ آسیا در دست بتول و مشک در گردن زهرا اثر کرده بود بی الا
شرف کتب رضی الله عنها وارضاها پس هر زنی که گمان عدم وجوب چیزی
بر خود چیز نکین رسم بوطی کند و اراده رجوع با جرت خود نماید احتیاجش برین امر نیست
اشکال دران است که از ابتدا ما از مباشرت اعمال سرکشیده و گفته که عمل بر من غیر واجب است
پس اجبارش بر عمل محتاج دلیل است اگر ثابت شود که آنحضرت صلعم بتول را امر بخدمت
زوج وی فرموده صلعم باشد از برای تمسک بر اجبار ممتنعه و مجرد تقریر نبوی زنان خود را
زنان مسلمین را بر عمل بر بیوت ازواج مفید جواز است نه وجوب

باب در بیان قسم

آنحضرت میان زنان خود قسمت می کرد و می گفت اللهم هذا قسمی فیما املک فلا
تلمنی فیما تملک ولا املک و می فرمود هر کرا دو زن است و وی مائل بیکی است روز
قیامت بیاید و شق او مائل باشد و انس گفته سنت آنست که چون بکر بر ثیب آرد نزدش
هفت شب بماند باز قسم نماید و اگر ثیب آرد نزدش سه شب بگذراند و آنحضرت چون نزد

ام سلمہ سہ شب بسر کرد فرمود ترا ہوانی بر اہل تو نیست اگر خواہے نزد تو ہفت شب بمانم ولیکن باز با دیگر زنان خود نیز ہمچنین بکنم و سودہ بنت زمعہ توبت خود بعائشہ بخشید آنحضرت صلعم نزد عائشہ دو شب می ماند عائشہ گوید در قسم بعض ما را بر بعض فضیلت نمی داد بلکہ نزد ہر زن بی مسیس می شد تا آنکہ شب ہنگام بخانہ صاحب یوم می رسید و این مرود برفنا و دنو بآنہا بعد از نماز عصری بود ولیکن در مرض موت این اناغد الغت واراوہ یوم عائشہ کرد ہمگنان دستوری دادند کہ ہر کجا کہ خواہے بمان پس در خانۂ عائشہ بماند و نزد سفر در زنان قرعہ انداخت و سہم ہر زن کہ بر آمد با ہمان زن بیرون آمد و اعتبار قرعہ در شرع در غیر باب آمدہ بخلاف قائف کہ مستقل باثبات نسب و جز آن نیست اگرچہ استبشار نبوی بدان ثابت شدہ و آ زدو کوب زنان در رنگ بندگان نہی فرمودہ

این نزد بخاری ست

باب در بیان خلع

زن ثابت بن قیس رض در آنحضرت صلعم آمد و گفت بروے عتابی در دین و خلق نمی کنم ولیکن کفر را در اسلام مکروہ می دارم فرمود کہ بستان را بروی باز می گردانی گفت آرے ثابت را فرمود اقبل الحدیقہ وطلقہا تطلیقہ اخرجہ البخاری عن ابن عباس و در روایتے امرہ بطلاقہا آمدہ و در لفظی آمدہ کہ ثابت مرد دمیم بد روی بود زن او گفت اگر خوف خدائی بود نزد در آمدنش بر خود خوی بر رویش میے افگندم و اینا زیادت نزد ترمذی و ابوداود ست و احمد آوردہ کہ این اول خلع بود در اسلام و با یحملہ این خلع طلاق بائن ست نزد جمعی از اہل علم منہم الشوکانی فی الوبل و الفتح الربانی و فسخ ست نزد جمعی دیگر منہم الحافظ ابن القیم و الشوکانی ایضا فی الدرر و الدراری و لعل ذلک ہو الراجح و موید او ست آنکہ رسول خدا عدتش یک حیض گردانیدہ و این حدیث حسن ست نزد ترمذی و عموم قولہ تعالے فلا جناح علیہما فیما افتدت بہ و ال ست برجوا

اختلاف بسیار داده اند چه زن از مرد گرفته ولکن حدیث اما الربا دفعة فلا را ابن ماجه تخریج کرده پس مخصص عموم مذکور باشد چنانکه حق نزد ما جواز تخصیص عموم قرآن باحادیث ومذاهب صحابه ومن بعدهم درین مسئله مختلف ومبسوط است در مطولات

باب در بیان طلاق

آنحضرت فرمود دشمن ترین حلال بسوی خدا طلاق است واین را ابو داؤد وابن ماجه مرفوعا از ابن عمر روایت کرده اند وحاکم صحیحش گفته وابو حاتم ترجیح ارسالش نموده وچون ابن عمر زن خود را در حیض طلاق داد عمر از آنحضرت صلعم پرسید فرمود بگو او را که مراجعتش کند بعده تا هنگام پاکی بگذارد پستر حائض شود وپاک گردد پس اگر خواهد نگاه دارد واگر خواهد پیش از مس بگذارد واین است آن عدت که او تعالی امر بتطلیق زنان بدان کرده واین حدیث متفق علیه است ودر لفظی از مسلم آمده مره فلیراجعها ثم لیطلقها طاهرا او حاملا ودر لفظی از بخاری است که حسبت تطلیقة ودر روایتی از مسلم چنین است ان رسول الله صلعم امره ان یراجعها ثم یمسکها حتی تحیض حیضة اخری ودر لفظی دیگر این است که گفت فردها علی ولم یرها شیئا وقال اذا طهرت فلتطلق او لتمسک . بالجمله این ادله دال اند بر آنکه طلاق سنی آنست که زن حائض نباشد وهمچنین نفساء زیرا که طهر را در بیان شرط کرده ونفاس طهر نیست ودر آن طهر که طلاق داده جماع نکرده باشد وزیاده بر یک طلاق نداده زیرا که آنحضرت صلعم بسه طلاق جمیعا خشمناک شده وفرمود ایلعب بکتاب الله وانا بین اظهرکم ونیز این طلاق در طهرے نداده باشد که در حیض متقدم بر آن او را طلاق داده است ومسئله وقوع وعدم وقوع طلاق بدعی از آن معارک کبرای اهل علم است که ابطال ... در شان فحول رجال نمی کنند وغیر از افراد رجال بر تحقیق حق راه نبرده واقف نمی گردند واین مقام از تحریر این مسئله چنانکه نتیجه مطلوب باشد تنگ می گردد هر که را می قوت بر هر مسئله باشد جر دری لازم است که مؤلفات ابن حزم محلی ومسند ... ابن قیم

همچو هدی و محررات شوکانی همچو شرح منتقے و رساله مستقله اش را درین باب ملاحظه فرماید و علامه محمد بن ابراهیم وزیر رساله نیز درین باب مستقله هست و بالجمله اتفاق کائن است بر انکه طلاق مخالف طلاق سنت را طلاق بدعت گویند و از انحضرت صلعم ثابت شده که هر بدعت ضلالت ست و نیست خلاف در انکه این طلاق مخالف چیزی ست که او تعالی مشروعش ساخته و رسول خدا در حدیث ابن عمر بیانش پرداخته و انچه خلاف شرع خدا و رسول ست مردود باشد بحدیث عائشه عنه صلعم کل عمل لیس علیه امرنا فهو رد و این حدیث متفق علیه ست شوکانی گفته فمن زعم ان هذه البدعة یلزم حکمها و ان هذا الامر الذی لیس من امره صلعم یقع من فاعله ویعتد به لم یقبل منه ذلك الا بدلیل انتهی گویم خلاصه چیزیکه قائلان وقوع طلاق بدعی بران تعویل کرده اند اندراج این طلاق ست زیر آیات عامه و تصریح ابن عمر بحسبان او بیک تطلیقه و جوابش آنست که اندراجش زیر عمومات ممنوع ست بنا بر آنکه از جنس طلاق ماذون به نیست بلکه طلاقی ست که او تعالی امر بخلاف آن کرده و غضب نبوی برام حلال نمی تواند شد و در قول ابن عمر انها حسبت تبیان حاسب نیست که کیست بلکه در روایت صحیح نزد احمد و ابو داود و نسائی لم یرها شیئا آمده کما تقدم و دران تصریح ست بانکه رائی آن غیر رسول خدا است صلعم پس قول ابن عمر معارضش نمے تواند شد چه حجت در روایت اوست نه در رای او و در روایت مره فلیراجعها و یعتد بتطلیقة صحت نرسیده کما جزم به ابن القیم فی الهدی و درین باب روایاتی دیگر ست که در اسانیدش مجاهیل و کذابین اند و لا تثبت الحجة بشئ منها **فصل** ابن عباس گفته طلاق بر عهد رسول خدا و ابی بکر و دو سال از خلافت عمر سه بار در حکم یک طلاق بود عمر گفت مردم شتابی کردند در کاریکه ایشان را دران مهلت بود پس بجاری کنیم آنرا بر ایشان و جاری کرد رواه مسلم و محمود بن لبید گفته خبر داده شد آنحضرت از مردی که زن خود را

سه طلاق یکباره داد پس خشمناک برخاست و فرمود بازی کرده می شود بکتاب خدا و من در میان شمایم تا آنکه مردی باستاد و گفت اگر حکم شود آن کس را بکشم رواه النسائی و رجاله موثقون و از ابن عباس گوید که ابو رکانه ام رکانه را طلاق داد آنحضرت فرمود رجوع کن بزن خود او گفت من سه طلاق داده ام فرمود می دانم رجوع کن روایت کرده ابو داؤد و بلفظ احمد چنین آمده که ابو رکانه این طلاق در یک مجلس داد و غمگین شد آنحضرت فرمود این هر سه یک طلاق باشد و در سندش محمد بن اسحاق ست و در وی مقال کرده اند و سلم عدم قدح در او ست و ابو داؤد در روایتی بوجه احسن ازین طریق کرده و لفظ این ست که ابو رکانه زن خود سهیمه را طلاق البته داد و گفت واللہ جز یک طلاق اراده نکرده ام پس آنحضرت صلعم زن او را بوی باز گردانید و این خلاف صحیح ست درین مسئله طویلة الذیول کثیرة النقول متشعبة الاطراف قدیمة الخلاف و احاطه جمیع اقوال وارده با تصحیح و تسقیم آن محتمل مصنفے مستقل ست شوکانی رح درین باب رساله فراهم ساخته و در آن بعض بسط کرده و صاحب مدی تحقیق مقام بر وجه شفای اوام نموده و حجت درین موضع حدیث ابن عباس ست که در صحیح مسلم و جز آن باسنادی که رجال همه ائمه اند ثابت شده و ان ابا الصهباء قال له الم تعلم ان الطلاق کان من الثلاث واحدة على عهد رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم و ابی بکر و صدرا من امارة عمر قال نعم و این را الفاظ دیگر است و هر که محاوله تخلص ازین حجت کرده و بسی حجت ناقصه باورده و تمسک بتقیید این طلاق قبل از دخول چنانکه در بعض روایات ست بوجه باشد زیرا که در طلاق تفاوت حال قبل از دخول و بعد از آن نیست و چون حکم در یکے ثابت ست در دیگر هم ثابت گردد و من ادعی الفرق فعليه البيان و قد افتى بهذه المسئلة جماعة من العلماء منهم شيخ الاسلام ابن تيمية و جماعة من تلامذته و الحق بايديهم و لكن لما كان مذهب الائمة الاربعة ابى حنيفة و

مالک والشافعی واحمد ان الطلاق یتبع الطلاق کان المخالف لذلک عند عامۃ اتباعہم وکثیر من خاصتہم کالمخالف للاجماع ولکن سه
جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند
وازادلہ متقدمہ ظاہرست کہ سہ طلاق بیک لفظ یا الفاظ در یک مجلس بدون تخلل رجعت یک طلاق باشد اگرچہ بدعی بود و این صورت منجملہ صور طلاق بدعی واقع ست با آنکہ فاعلش آثم باشد نہ سائر صور بدعی کہ درانہا طلاق واقع نمی شود **فصل** در الفاظ وعبائر طلاق ناگزیرست ازانکہ معنے آن مقصود باشد وہمین ست مراد اہل علم بہ نیت چہ مجرد تکلم بغیر ارادۂ مدلولش بلکہ مجرد تصویت بحروف چنانکہ از پریشان خاطر سر بر می زند یا لفظی ہزیان می کند کہ ارادۂ معانی آن نکردہ و نہ در حال نطق بالش خطور نمودہ اثبات احکام شرعیہ و نفی آن جائز نیست لا سیما در چنین امر عظیم و خطب جسیم کہ فرقت میان زوجین و حکم بتحریم بانوی بر شوے و تحلیلش از برای غیر زوج ست و اہل اصول اتفاق کردہ اند برانکہ فہم شرط تکلیف ست یعنے فہم ترکیب و مراد فہمیدن معنے اوست چہ فہم نفس حروف معتبر نیست و ہیچ عاقل بدان قائل نشود و تا بعالم چہ رسد آری نزد صدور لفظ صریح طلاق از عاقل اگر زن و مرد باہم اختلاف کنند زن گوید کہ مرا باین الفاظ طلاق دادہ است و مرد گوید ندادہ ام بلکہ تکلم باین لفظ بلا قصد کردہ ام قول قول زن باشد بنا بر آنکہ صدورش از عاقل در غایت ندرت ست و نزد عدم منازعت متکلم عمل بلفظ کنند پس اگر قصد مدلول کردہ است مطلقہ شد ورنہ زن زن اوست باقی زیر نکاح وے نیست دیانۃ بالنش را ہیچ حکم نباشد و اگر از لفظ طلاق مدلول آن را کہ فرقت ست نزد تکلم بدان قصد کردہ باشد ولکن ارادۂ فرقت زن با آنکہ مخاطب باوست وغیر او از طلاقش اخبار نمودہ پس ہیچ کس ہازل ست و ہزل طلاق جد باشد. کما ورد بذلک الدلیل **فصل** سہ چیزست کہ جدش جد و ہزلش جدست نکاح و طلاق و رجعت و سندش حسن ست رواہ الاربعۃ

عن ابی هریره و صححه الحاکم و در لفظی بسند ضعیف نزد ابن عدی بجای رجعت عتاق
آمده و در روایتی مرفوع با این لفظ است که بازی نیست نه در طلاق و نه در نکاح و نه در عتاق
هر که این هر سه بازی گوید واجب گردد و فرموده خدای تعالی تجاوز کرده از امت من حدیث
نفس را مادام که عمل نکرده است یا بزبان نیاورده روایت متفق علیه است از حدیث ابی هریره
بلفظ ابن عباس آمده است که تجاوز کرده است از امت من خطا و نسیان و استکراه علیه را روایت کرد
ابن ماجه و حاکم در مستدرک است ابو حاتم گفته ثابت نیست و هم از وی رضی الله عنه
موقوفا آمده که حرام کردن زن بر خود چیزی نیست رواه البخاری بلکه یمین است کفاره
آن یک رواه مسلم و در این مسئله سیزده مذهب است بلی ابن القیم گفته که زیاده در بیست
و اصح این است که تحریم نه از صرائح طلاق است نه از کنایات آن بلکه یمینی از ایمان است
و ابو بکر مصرح است بالحقی باهلک که دختر جون را فرمود کنایه از طلاق است
نیست طلاق مگر بعد از نکاح و نه عتق مگر بعد از ملک و سند این معلول است و در تخریجش
آمده نیست نذر و نه عتق و نه طلاق در آنچه مالک آن نیست بخاری گفته این اصح چیزی است که در
این باب است و مرفوع است قلم تکلیف از سه کس رفته است تا آنکه بیدار شود و از کودک تا آنکه
بزرگ گردد و از دیوانه تا آنکه بداند یا بهوش آید روایت نزد احمد و ابو داود و نسائی و
ابن ماجه است و حاکم تصحیحش نموده

باب در بیان رجعت

عمران بن حصین گفته بر طلاق و رجعت گواه باید گرفت و سند این موقوف صحیح است
و حدیث مرفوع متفق علیه ابن عمر بلفظ قال النبی صلعم لعمر مره فلیراجعها نص است
بر ثبوت رجعت و مشروعیت آن بعد از طلاق و تفویض طلاق بسوی زن تفویض
ایقاع مطلق طلاق است نه مقید با امتناع رجعت که بائن باشد و لکن در صحیح بودن این
طلاقه زن سا هیچ فائده تخییر نیست چه ثبوت رجعت بر زن منتفی نبود او بسوی نکاح مرد است

اگرچه کاره باشد پس رجحان بائن بودن این طلقه باین حیثیت ست **فصل** طلاق مشروط را حکم سائر کلمات مشروطه ست و این در کتاب خدا و سنت رسول چندان ست که زیر حصر نمے در آید ولکن کلام مشروط بصیغه از صیغ مفیده در لغت عرب بروجهے باشد که احدی انکار آن نتواند کرد مگر کسیکه هیچ شئے از زبان تازے نشناسد **طلاق سکران** صحیح نیست زیراکه مناط تکلیف عقل ست و چون عقل زائل شد هر حکم شرعی زائل گشت پس طلاق مجنون هم رو انبود چه مدار بر بقای آن قدر عقل ست که گفته خود بشناسد و با وجود این مقدار عاقل ست بنا بر آنکه قدر معتبر موجود نیست و اگر باقی نیست مجنون ست نیست فرق میان جنون و جنون و جنون فنون ست و حدیث لا طلاق فی اغلاق ای اکراه نزد ابو حاتم ضعیف و نزد حاکم صحیح ست وهو الارجح پس نتهض باشد از برائے احتجاج بر عدم وقوع طلاق مکره وهو الحق و اصل در شریعت مطهره اختیار طلاق با خذ ساق ست پس سید را طلاق از عبد خود نمیرسد بلکه این کار بدست بنده ست و هر که زعم کند که طلاق از غیر زوج صحیح ست وی دلیل آرد **فصل** دلیل صحیح که دلالت کند بر آنکه خلوت همچو دخول ست در ایجاب مهر موجود نیست پس حکمش حکم غیر مدخوله باشد زیراکه قوله تعالی ثم طلقتموهن من قبل ان تمسوهن شامل خلوت ست و مس درینجا بمعنے جماع باشد چنانکه در قوله تعالی او لامستم النساء ست و اگر مراد بمس درینجا اعم از جماع دارند همچو مس بشره ببشره باید که بمجرد وضع ید زوج بر ید زوجه در خلا یا در ملا مهر و عدت لازم آید ولا قائل بذلك

باب در بیان ایلاء

عائشه گوید آنحضرت صلعم ایلا کرد از زنان خود و حلال را حرام گردانید و یمین را کفاره ساخت و رواة این حدیث نزد ترمذی ثقات اند ابن عمر گفته مولی را بعد از چهار ماه حبس کنند تا طلاق دهد و نیفتد طلاق تا آنکه طلاق دهد اخرجه البخاری و سلیمان

بن یسار گفته در ده و چند کس را از صحابه دریافتم که همه قائل بودند بوقف یعنی حبس
مولی رواه الشافعی و دارا ابن عباس نزد بیهقی آمده که ایلای تامیت یک سال و دو سال
بود او تعالی توقیتش بچهار ماه فرمود پس آنچه کمتر از چهار ماه باشد ایلا نیست و تحریم حرمت
ایلا نبوی بیک ماه ثابت شده پس عدم صدق اسم ایلا بر کمتر از چهار ماه یعنی چه
واگر بنا بر آیهٔ کریمه ست پس در آیه همین قدر ست که مولی از زن خود مطلقا یا موقتا زیاده
بر چهار ماه تربص چهار ماه کند و بعد از ان اگر رجوع کرد حکم یمین مرتفع شد و اگر نی نکرد او را
مطالبهٔ فی یا طلاق میرسد این کجا ست که بر مادون اربع اشهر اطلاق ایلا نیست
غایتش آنکه مطالبهٔ فی یا طلاق جز در ما فوق چهار ماه نباشد. و ایلای مذکور در قرآن مقید
بعذر یا غضب نیست و فرق ازین علما محمول بر اجتهاد ست چه مقام مقام اوست نه مقام
توقیت و قائل بحجیتش آن را اجماع تقیید می گرداند

باب در بیان ظهار و کفارهٔ آن

ابن عباس گفت مردی با زن خود ظهار کرد و بروی بیفتاد و نزد آنحضرت آمده ماجرا باز گفت
و عرض کرد که پیش از کفاره بروی افتادم فرمود نزدیک مشو بآن زن تا آنکه امر خدا بجا آری
اخرجه اهل السنن و صححه الترمذی و رجح النسائی ارساله و در روایتی
باین لفظ ست کفاره ده و عود مکن و ظاهر آنست که مراد بعود در کریمهٔ والذین یظاهرون
من نسائهم ثم یعودون لما قالوا رجوع از مدلول لفظ ظهار ست که آن تحریم زوجه
باشد چنانکه برگشتن زن بسوی خود خواه ارادهٔ وطی کند یا نکند پس حصر معنی عود در
ارادهٔ وطی بی وجه ست و سلمه بن صخر در رمضان بخوف آنکه مبادا بزن برسد از وی
ظهار کرد ناگهان شبی از وی چیزی نمایان شد بروی بیفتاد آنحضرت فرمود گردنی آزاد
کن گفت جز گردن خود ملک ندارم فرمود دو ماه پیاپی روزه گیر گفت از روزه باین حرکت
رسیدم فرمود شصت مسکین را از یک زنبیل خرما بخوران رواه احمد و دیگران جز

نسائی ست و ابن خزیمہ و ابن الجارود و ترمذی وغیرہم تصحیحش کردہ اند و اگرچہ درینجا مطلق عتق رقبہ آمدہ مگر دلیل بر اعتبار ایمانش وارد ست و این دلیل نہ آنست کہ در قرآن در کفارۂ قتل آمدہ چہ در اصول متقرر شدہ کہ تقیید یکی از دو مختلف در سبب بدیگرے صحیح نیست بلکہ دلیل بران سوال رسول خدا صلعم ست از ایمان رقبہ و این اللہ ومن انا گفتن بعدہ اعتقھا فانہا مؤمنۃ فرمودن چنانکہ در حدیث معاویہ بن حکم سلمی ست و از وجوب این رقبہ بران کس استفصال نکرد کہ این از کفارۂ ظہار ست یا قتل یا یمین یا جز آن و ترک استفصال در مقام احتمال نازل بمنزلۂ عموم در مقال ست کما تقرر فی الاصول

باب در بیان لعان

اصل درین شان ماجراے عویمر عجلانی ست ابن عمر گفتہ وے نزد آنحضرت صلعم آمد و گزارش نمود چہ می فرمائی اگر یکے از ما زن خود را بر فاحشہ بیند چہ کار کند اگر می گوید سخن گران می گوید و اگر می خموشد بر امر عظیم خاموشے می گزیند ع گر گویم مشکل و گرنہ گویم مشکل + آنحضرت صلعم ہیچ پاسخ نداد چون فردا شد آمد و گفت از ہرچہ ترا پرسیدم بدان مبتلا شدم پس آیات سورۂ نور فرود آمد و بروی خواند و پند کرد او را و تذکیر داد و فرمود عذاب دنیا آسان ترست از عذاب آخرت وی گفت سوگند بکسیکہ ترا بحق فرستاد من بروی دروغ نہ بستہ ام آنحضرت صلعم زن را بخواند و پند داد چنانکہ مرد را اندرز فرمودہ بود وی گفت قسم بکسیکہ ترا بحق برانگیخت این مرد دروغگو ست پس آنحضرت شروع بمرد کرد و وے چار گواہی بخدا داد بعدہ بزن آغاز فرمود وی نیز چہار گواہے داد پس میان ہر دو جدائی فرمود این را مسلم روایت کردہ و ابن عمر گفتہ آنحضرت صلعم متلاعنین را فرمود کہ حساب شما ہر دو بر خدا است و یکی از شما دروغگو ست ترا راہے بران زن وی پرسید کہ مال من چہ حال دارد فرمود اگر راست گفتہ در حق آن زن پس مال زن راست بنابر استحلال فرج او و اگر بروی دروغ بستہ پس رجوع آن مال بسوی تو ابعد ست متفق علیہ و در روایت انس کہ متفق علیہ شیخین ست

چنین آمده که آنحضرت فرمود ببینید آن زن را اگر فرزند سفید رنگ فروهشته موی آرد انرا
شوهر اوست و اگر سرگین چشم پیچیده موی یا کوتاه قد آرد از زانی ست و ابن عباس گفت
یکی را امر فرمود که نزد شهادت پنجم دست بر دهان خود نهد و گفت انها موجبة رواه
ابو داود و نسائی ثقات اند و از سهل بن سعد در قصه ملاعنین آمده که چون هردو از
تلاعن فارغ شدند عویمر گفت دروغ گفته باشم بران زن اگر او را نگاه دارم وی را سه طلاق
داد پیش ازانکه آنحضرت امر فرماید و این متفق علیه است و ابن عباس گفته مردی نزد رسول خدا آمد
و گفت زن من دست لامس را رد نمی کند فرمود تغریبش کن یعنی طلاق ده گفت میترسم
که همراه نفسم رود فرمود بهره گیر ازو و این نزد ابو داود و بزار ست و رجالش ثقات اند
و در لفظی آمده لا اصبر عنها فرمود امسکها و مراد ولمس درینجا جماع ست و تفسیرش
بغیر زنا باعتبار محل نزاع بی فائده ست و مذهب جمهور عدم فسخ نکاح بزنا ست و چون آیه
لعان فرود آمد آنحضرت صلعم ارشاد کرد هر زن که بر قومی کسی را در آرد که از ایشان نیست وی
از خدا در چیزی نیست و او را در بهشت داخل نکند و هر مرد که انکار فرزند خود کند و او می بیند
بسوی او و می داند که زاییده اوست پرده کند او تعالی از وی و رسوا سازد او را بر سر
خلائق در اولین و آخرین رواه ابو داود والنسائی وابن ماجة عن ابی هریرة
و صححه ابن حبان و عمر بن خطاب گفته هر که اقرار کرد بفرزند خود یک چشم زدن او را نفی
آن نمی رسد و این موقوف حسن ست و مردی گفت ای رسول خدا زن من پسر کی
سیاه زاییده فرمود ترا اشتران اند گفت آری فرمود رنگهای آنها چیست گفت سرخ رنگ
اند پرسید درآن سیه نمی هم هست گفت آری فرمود این رنگ از کجا آمد گفت شاید
رگی کشیده باشد فرمود پسر ترا هم شاید رگی نزع کرده باشد متفق علیه من حدیث
ابی هریرة و در روایت مسلم گفت و هو یعرض ان ینفیه و در آخرش آورده
ولم یرخص له فی الانتفاء

باب در بیان عدت واحداد

سبیعۂ اسلمیہ بعد مرگ شوہر خودش بعد از چند شب بچہ زایید واز آنحضرت اذن نکاح
خواست اذن داد و نکاح کرد چنانکہ در بخاری ست از مسور بن مخرمہ واصلش در صحیحین ست
ودر لفظی بعد از چہل شب آمدہ ودر لفظی از مسلم آمدہ کہ زہری گوید باکی نیست در تزوج و
وی در خون ست مگر آنکہ زوج با او نزدیک نشود تا آنکہ پاک گردد واین دلیل ست بر آنکہ
عدت حامل وضع حمل ست اگرچہ متوفی عنہا زوجہا باشد وبریرہ مامور شد بعدت تا سہ
حیض گویا امہ ہمچو حرہ ست در عدت واگرچہ رواۃ این حدیث ثقات اند نزد ابن ماجہ
لیکن معلول ست وفاطمہ بنت قیس در مطلقہ ثلثہ از آنحضرت لیس لہا نفقۃ ولا سکنی
روایت کردہ اخرجہ مسلم واز ام عطیہ آمدہ کہ آنحضرت منع کرد زن را از احداد بر مردہ زیادہ
بر سہ روز مگر زوج کہ بر وی چہار ماہ وده روز کند وہیچ جامۂ رنگین جز ثوب عصب کہ یمنیش
پود بردی خوانند نپوشد ونہ سرمہ کشد ونہ خوشبو مالد مگر نزد طہارت پارۂ از قسط واظفار بکار برد
واین لفظ مسلم ست وحدیث متفق علیہ ست ونزد ابوداود ونسائی زیادت عدم خضاب
ہم آمدہ وہم نسائی نہی از شانہ افزودہ وام سلمہ چون بعد از مرگ شوہر صبر بر چشم نہادہ بود
فرمود صبر یعنی ایلوا روی می افروزد پس در شب بنہ ودر روز بکش وبخوشبو وحنا شانہ
مکن کہ این خضاب ست پرسید کدام شانہ کنم فرمود ببرگ کنار رواه ابوداود والنسائی
وسندش حسن ست ودر حدیث متفق علیہ از ام سلمہ آمدہ کہ زنے گفت شوہر دخترم مرد
وچشم او درد می کند او را سرمہ کنم فرمود مکش وجابر گفتہ خالہ ام مطلقہ شد خواست کہ
برآمدہ نخل خود برد مردی او را از برآمدن زجر کرد وی از آنحضرت صلعم پرسید فرمود آری
نخل خود ببر نزدیک ست کہ صدقہ دہی یا معروفی بکنی رواه مسلم وفریعہ بنت مالک را امر کرد
بماندن در خانہ تا آنکہ کتاب باجل خود برسد با آنکہ زوجش نفقہ وسکنی از برای او نگذاشتہ بود
فریعہ گوید آخر چہار ماہ وده روز عدت کردم وبعد از ان عثمان نیز ہمچنین حکم کرد ترمذی وذہلی

وابن حبان وحاکم تصحیح این حدیث کرده اند مگر در مسلم از فاطمه بنت قیس آمده که وی
از آنحضرت گفت شوهرم سه طلاق داده است ومی ترسم که کسے بر من ناگهان درآید
پس او را امر بتحول کرد وبنای این جواز بر ضرورت واحتیاج ست یا خود حتی بنا بر
بذارت لسان بود وادنی همان اول ست ودر قرآن کریم ست ولا یخرجن حتی یعین
احداج وان خرجن فلا جناح علیکم عمرو بن العاص گفته سنت پیغمبر را بر ما تلبیس
نکنید عدت ام ولد چون سیدش بمیرد همان چهار ماه وده روزست واگرچه سندش
نزد دارقطنی منقطع ست لیکن حاکم تصحیحش کرده واحمد وابن ماجه وابوداود در واقعش نموده
ولیکن راجح آنست که واجب علم ست بخلو رحم او واز برای آن یک حیض کافی ست و
عائشه اقراء را باطهار تفسیر کرده وسندش صحیح ست وابن عمر گفته طلاق کنیزه دو طلاق ست
وعدت او دو حیض ورفع آن ضعیف ست ولیکن از کثرت طرق تا حد حسن لغیره رسیده
پس مخصص کبیر باشد خواه زوج او حر بود ویا عبد وعمومات شامل هر مکلف ست با حکام شرعیه
وعبد مکلف ست بهمه آن احکام مگر در احکام خاصه معروفه وهر که زعم دارد که عبد را نکاح
چار زن یا سه طلاق یا عدت امه چون عدت حره روا نیست بر وی دلیل ست وفرمود
حلال نیست مردی را که ایمان دارد بخدا وروز آخرت اینکه آب خود بکشت غیره دهد واین
کنایه ست از وطی با زن حامل از غیر وغیر حامل را استبرا ست واین حدیث نزد
ابوداود وترمذی ست بزاء حسنش گفته وابن حبان تصحیحش نموده وبالجمله این ادله
دال اند بر احکام عدت هر عدت که باشد وگذشت که مجرد خلوت بے وطی موجب مهر و
عدت نیست وابتدای عدت از روز مرگ شوهر یا طلاق ست نه از روز علم بدان پس
ایام ماضیه معتد بها باشد ودلیل بر خلافش کسے ست که زعم عدم احتساب هیچ عدت یا
بعض عدت قبل از علم دارد وفرق میان بعض معتدات نه بعض دیگر در اعتبار علم وعدم
آن چنانکه در کتب فروع واقع ست جز خیالات مختلفه مستندی ندارد ودر نکاح با زن در

زان مدت ممنوع ست لقوله تعالی ولا تعزموا عقدة النكاح حتی يبلغ الكتاب
اجله واحداد خاص بمرگ شوهر ست در طلاق بائن وجز آن نیامده وزن مشرکه چون
مسلمان شد عدت بیک حیض کند بعد از ان او را نکاح کردن جائز باشد اگر شوهرش
بعد از نکاح آمد او را حقے دران زن نماند واگر پیش ازین نکاح آمد بروی مردود گردد
گو بعد از مدت دراز باشد چنانکه آنحضرت صلعم زینب دختر شریف خود را بعد از شش سال
برابی العاص باز گردانید واین اصح ست از حدیث ردش بمهر جدید ونکاح جدید پس
درینجا تجدید عقد وتراضی معتبر نیست واین بحسب مقتضای ادله ست اگرچه خلاف اقوال
مردم باشد وهمین ست حکم در ارتداد یکے از دو زوج که چون مرتد بسوی اسلام برگردد حکمش
حکم اسلام کسے باشد که پیش ازین کافر بوده است

باب در بیان زن مرد مفقود

عمر بن خطاب گفته زن مفقود چار سال تربص کند بعده چار ماه وده روز عدت نماید
اخرجه مالك والشافعی ومغیره بن شعبه از آنحضرت صلعم آورده که زن مفقود زن اوست
تا آنکه بیانش بیاید واین حدیث اگر بصحت رسد نص باشد در محل نزاع ولکن اسنادش
ضعیف ست وجمعی از حفاظ همچو ابو حاتم وبیهقی وابن قطان وعبد الحق ودارقطنی وغیرهم
تضعیف آن کرده اند فلا ینتهض للاحتجاج به ولا تقوم بمثله الحجة واما مذاهب
درین مسئله پس تشعب بشعبی ست که آثاری از علم ندارد ولاسیما تحدیدات بمقادیر عدد ایام
از اوقات یک نیم صد سال ودو صد عام ونود یا چهار سال وهمچنین تفرقه میان حمام
اهل ومال وبیان فاقد اهل ومال که اینهمه رای محض ست ونزد ما آنست که تحریم نکاح
محصنه نص قرآنی آمده واهل اسلام بران مجمع بوده اند بلکه معلوم از ضرورت دینیه ست
وزن مفقود محصنه ست واصل اصیل دران تحریم نکاح ست ولیکن چون نفقه ندارد امساکش
درین حین والزام او باستمرار نکاح غائب که دران اضرار اوست وجهی قوی از برا ے

فسخ ست آنچنین چون مدت دراز شود و زن بترک نکاح متضرر گردد فسخش با حکم حاکم
سائغ باشد و نه یک فسخ بنا بر سنت ماثوره وارد نیست چه از آن از بهای نفقه ثابت بلکه
اولی باشد چه از نفقه و حس کتاب و سنت تحریم امساک ضرار است و نفی ازدواج از غیره و عجز
یک از قبیح معلوم ست پس رفع ضرار از آن زن بهر ممکن واجب است و چون جز بفسخ ممکن
نگردد فسخ آن جائز بلکه واجب باشد و دائم الحبس مقاس ست بر غائب طویل الغیبة و
حکم زنش همان حکم زن غائب یا مفقود باشد والله اعلم **فصل** مرد را شب گذرانیدن
نزد زن روا نیست مگر آنکه ناکح یا ذی محرم باشد چنانکه در حدیث مرفوع جابر نزد مسلم ست
و ابن عباس از آنحضرت صلعم روایت کرده که هیچ مرد با هیچ زن تنها نشود مگر آنکه ذی محرم
باشد اخرجه البخاری و در باره سبایای اوطاس فرموده حامله موطوءه نشود تا آنکه بار
نهد و نه غیر ذات حمل تا آنکه یک حیض آرد و این نزد احمد و ابو داود ست و سندش حسن و
حاکم تصحیحش کرده و شاهدے دارد از ابن عباس نزد دار قطنی و ولد فراش را است و عاهر
را حجر ست وهو متفق علیه من حدیث ابی هریرة ومن حدیث عائشة فی قصة و
عن ابن مسعود عند النسائی وعن عثمان عند ابی داود

باب در بیان رضاع

عائشه گوید آنحضرت صلعم فرمود یک دو مصه محرم نیست اخرجه مسلم و فرمود ببینید
کیستند برادران شما رضاعت نیست مگر از مجاعت و این متفق علیه ست از حدیث وی
رضی الله عنها مرفوعاً و هم از وی آمده که سهله بنت سهیل آمد و گفت ای رسول خدا سالم
مولای ابی حذیفه با ما در یک خانه می ماند و بمبلغ رجال رسیده فرمود شیر نوشانش تا بر او حرام
گردی برو رواه مسلم گویا رضاع کبیر بنا بر تجویز نظر جائز ست لان سالما کان لهما کالا
وکان فی البیت الذی هما فیه وفی الاحتجاب مشقة علیهما فرخص صلعم بالرضاع
علی تلك الصفة فیکون رخصة لمن کان کذلك وهذا لا محیص عنه والع

برادر ابو القعیس بعد از حجاب بر عائشه استیذان کرد عائشه ابا نمود تا آنکه رسول خدا آمد
و بصنیع خود خبرش داد آنحضرت فرمود دستوریش ده وی عم تست و این متفق علیه ست
عائشه گفته در قرآن ده رضعه معلومه فرود آمده بود و به پنج منسوخ شده پنج ماند و تا وفات آنحضرت
صلعم خوانده می شد رواه مسلم ابن عباس گوید باراده آنحضرت صلعم بر دختر حمزه کردند فرمود مرا
حلال نیست زیرا که دختر برادر رضاعی من ست و حرام ست از رضاعت آنچه حرام ست از
نسب متفق علیه و فرمود حرام نمی گرداند از رضاع مگر آنچه انشقاق رودهای کودک را و پیش
از طعام باشد رواه الترمذی وصححه هو والحاکم من حدیث ام سلمة و ابن عباس
گفته نیست رضاع مگر در دو سال و ابن مسعود گفته آنحضرت فرمود صلعم رضاع نیست مگر آنچه
ناشز عظم و منبت لحم باشد اخرجه ابی داود و چون عقبه بن حارث ام یحیی بنت ابی اهاب
را بزنی گرفت زنی آمد و گفت من شما هر دو را شیر داده ام وی از آنحضرت صلعم پرسید فرمود
کیف و قد قیل عقبه او را جدا کرد و وی با دیگری جفت شد اخرجه البخاری و از استرضاع
حمقی نهی فرمود مگر این حدیث از مراسیل ابو داود و از زیاد سهمی ست و او را صحبت نیست

باب در بیان نفقات

عائشه گفته هند بنت عتبه مادر معاویه چون با آنحضرت صلعم گفت که شوهرش ابو سفیان
مردی بخیل ست آن قدر نفقه ام نمی دهد که مرا و فرزندان مرا بسند باشد مگر آنچه از مالش
بغیر علم او بستانم بر من درین کار گناهی هست فرمود از مال او بقدریکه ترا و فرزندان ترا
کفایت کند بمعروف بگیر و این حدیث متفق علیه را الفاظ ست و طارق محاربی نزد قدوم
مدینه از آنحضرت صلعم بر سر منبر شنید که می گفت ید معطی علیا ست و بدایت بعیال کن و آن
مادر و پدر و خواهر و برادر تواند رواه النسائی وصححه ابن حبان والدار قطنی و فرمود
طعام و کسوت مملوک بر مالک ست و تکلیف عمل بالایطاقش نباید داد رواه مسلم عن ابی هریرة
و در صحیحین و غیرهما بلفظ هم اخوانکم فمن کان اخوه تحت یده فلیطعمه مما

یاکل ویلبسه مما یلبس مرد و سلف صالح ارتقای خوردرا از ملبوس و مطعوم خود می داد و مرو

مسلم للمملوك طعامه وكسوته بالمعروف معارض این حدیث نیست زیراکه این معروف

مطلق مقید بحدیث اول ست و چون معاویه بن حیده از آنحضرت پرسید که حق زن

یکی از ما بروی چیست فرمود بخورانی او را چون بخوری و بپوشانی او را چون بپوشی

و در حدیث طویل جابر مرفوعا آمده که در بارهٔ زنان ارشاد کرد ولهن علیکم رزقهن

وكسوتهن بالمعروف اخرجه مسلم و فرمود بس ست مرد را این بزه که ضائع گرداند کسی را

که قوت می دهد او را این روایت نسائی ست و در لفظی ان یحبس عمن یملك قوته ست

در حامل مبتوته لا نفقة لها فرمود اخرجه البیهقی و رجالش ثقات اند ولکن محفوظ وقف

او ست و عدم ثبوت نفقه در حدیث فاطمه بنت قیس گذشت پس حق آنست که مطلقه

بائنه را نفقه و سکنی نیست مگر آنکه حامل باشد و همچنین بیوه را حامل باشد یا حائل زیراکه

سبب نفقه بسبب موت زائل گشته و یا متوفی عنها همچو مطلقه بائنه ست در عدم وجوب

نفقه و سکنی اگر باردار نباشد و اگر باردار ست مطلقه بائنه را نفقه باشد نه سکنی و مطلقه رجعیه

را هر دو ست خواه حامل باشد یا حائل و بر مطلقه قبل از دخول عدت نیست و نفقه ساقط ست

بلا ریب و همچنین سکنی و متعه مذکوره در قرآن از برای مطلقه قبل از دخول عوض مهر ست

و همچنین ملاعنه را نه نفقه ست و نه سکنی زیراکه همچو مطلقه بائنه ست یا همچو متوفی عنها زوجها

و شک نیست که فرقت او اشد تر از فرقت مطلقه بائنه ست چه نکاح با مطلقه بائنه در بعض

از احوال جائز ست بخلاف ملاعنه که نکاح با او تا ابد روا نیست و خیر جلیبا بهتر از یک ست

و شروع بعیال باید کرد زن می گوید بخوران مرا یا طلاق ده روایت را اسناد حسن ست

نزد دارقطنی از ابی هریره **فصل** انفاق مختلف ست باختلاف ازمنه و امکنه و احوال و

اشخاص و نفقه زمن خصب در خصب معروف ست و در زمن جدب و نفقه معروف اهل

بوادی همانست که غالب در آن اقوام ست و آن در اهل مدن غیر معروف باشد و همچنین

نفقهٔ معروف اغنیا علی اختلاف طبقاتهم غیر معروف ست از نفقهٔ فقرا و نفقهٔ معروف
اہل ریاسات و شرف غیر معروف ست از نفقهٔ اہل وضاعات پس معروف مشار الیه در حدیث
شئی محدود نیست بلکه مختلف ست باختلاف اعتبار **فصل** دال ست بر نفقهٔ اقارب قوله تعالی
وبالوالدین احسانا وبذی القربی وقوله تعالی وآت ذا القربی حقه وشک نیست که
ہر که مستغلب در نعم ست و قریب او را جوع و عری گزند میرساند پس این کس نه محسن اوست و
نه قائم بحق او و نفقهٔ موروث بر وارث ست و در صحیحین ست که چون یکے از آنحضرت پرسید
من ابر فرمود امك واباك واختك واخاك ومولاك الذی یلی ذاك حق
واجب ورحم موصولة ونسائی ثم ادناك ادناك زیاده کرده وہم در صحیحین ست
بلفظ من احق الناس بحسن صحابتی یا رسول الله قال امك قال ثم من قال امك
قال ثم من قال امك ثم قال ثم من قال ابوك ثم ادناك ادناك واخرجه الترمذی
ایضا وحسنه وقال ثم الاقرب فالاقرب و درین مسئله مذاہب ست صاحب ہدی
بسط آنها کرده و نتوان گفت که مراد بمثل این ادله صلهٔ رحم ست زیرا که او تعالی نام آن
حق نهاده و اگر گیریم تا ہم قادح در استدلال نیست زیرا که تارک قریب بغیر نفقه و کسوه با وجود
حاجت قریب بسوی نان و جامه واصل رحم نیست نه لغة و نه شرعا و نه عرفا و ہر که انکار کند
خیر در ہر که صلهٔ مختص برحم چیست و بدان از اجنبی ممتاز می تواند شد ممکن نیست که تعیین چیز
از چیزہا که بدان صله واقع شود بکند مگر آنکه نفقه اولی و اوجب از ان چیز باشد چنانکه ممکن نیست که
تعیین مسقط نفقه کند مگر آنکه ما عدای نفقه اولی باسقاط خواہد بود **حاصل** آنکه ہر که واجد
مقدار کفایت ست و زیادت مستغنی عنها دارد بروی انفاق آن بر قرابت محاویج واجب ست
والاقرب فالاقرب را مقدم کند چنانکه ادلهٔ سالفه بر آن دال ست وهذا هو معنى الغنى
ای الاستغناء عن فضلة تفضل على الكفاية به لا ما ذكره الفقهاء من ملك النصب والتقديرات
التي لا ترجع الى دليل عقل ولا نقل ابو ہریره گفته مردے با آنحضرت گفت نزد من دیناری

ست فرمود بر جیران خود صرف کن گفت دینار دیگر هست فرمود بر فرزند خود نفقه ساز گفت
دیگر هست فرمود بر اهل خود صرف نما گفت دیگر هست فرمود بر خادم خود نفقه کن گفت دیگر هست
فرمود تو نیک می دانی که مصرفش چیست اخرجه الشافعی واللفظ له واحمد وابو داود
وابن حبان واخرجه النسائی والحاکم بتقدیم الزوجة علی الولد **فصل**
آنحضرت فرمود چون خادم یکی از شما طعام آرد اگر او را با خود ننشاند باری یک دو لقمه باو
بدهد و این متفق علیه است از حدیث ابی هریره و فرمود معذب شد زنی در گربه ببند کرد آن را
تا آنکه بمرد و در آمد آن زن در نار نه طعام و آب داد و چونکه حبس کرد و نگذاشت که از خشاش
ارض بخورد و این نیز متفق علیه است از حدیث ابن عمر و در آن دلیل است بر نفقه خدام اگرچه
حیوانات باشند **فصل** سعید بن مسیب در بارهٔ مرد عاجز و اجد نفقه بر اهل گفته یفرق بینهما
و گفته که سنت است و این مرسل قوی را سعید بن منصور روایت کرده و عمر بن خطاب بامراء
اجناد در بارهٔ مردان غائب از زنان نوشته که از ایشان مواخذه کنند بر انفاق یا طلاق اگر
طلاق دهند نفقهٔ زمان حبس بفرستند گویا سقوط نفقه بمطل نیست و هو الحق و این اثر را شافعی
باز بیهقی باسناد حسن آورده و قرآن کریم بر هر دو حالت راهنما در ضرار است و حق تعالی گفته
لا تضاروهن و نیز غیر معاشره بمعروف است و حق تعالی فرموده و عاشروهن بالمعروف
و هم غیر ممسک بمعروف است و او تعالی گفته فامساک بمعروف او تسریح باحسان بلکه در
ممسک بضرار است و حق تعالی فرموده و لا تمسکوهن ضرارا و آنحضرت ارشاد کرده که لا
ضرر و لا ضرار و در فسخ بعدم نفقه حدیث مرفوع ابو هریره آمده که قال رسول الله صلعم
فی الرجل لا یجد ما ینفق علی امرأته یفرق بینهما و این نزد دارقطنی است و زعم ابن قطان
که دارقطنی را در آن وهم شده و غیر ظاهر است و از اعظم ادله جواز فسخ بنا بر عدم نفقه آنست
که او تعالی تشریع حکمین میان زوجین نزد شقاق فرموده و حکم را میان زن و مرد بدست
آنها نهاده و اعظم شقاق آنست که میان هر دو شقاق در نفقه باشد و چون دفع ضرر از

زن جز بتفریق ممکن نباشد حکمین را جدائی بیان شوی دیا تو ہی می رسد وچون این
تفریق بحکم حکمین رواست پس جوازش از قاضی بالاولی باشد وہیچ شئے معادل تضرر
بترک نفقہ نیست ولہذا فسخ در عیوب ثابت نشدہ ونزد وجود عیب در زوجہ ہمچو جنون وجذام
وبرص ونحو آن فوت شئے واجب از برای زوج ست ولکن او تعالی بدست او طلاق نہاد
ودر حبس زوج بنا بر نفقہ زن تفویت کسب اوست

باب در بیان حضانت

عبد اللہ بن عمرو بن العاص گفتہ زنی آنحضرت صلعم را گفت این پسر من ست لبطن من او را
وعاء وثدی من او را سقاء وکنار من او را حواء بود پدرش مرا طلاق داد وخواست کہ
او را از من برباید فرمود تو احق بودہ بآن پسر مادام کہ نکاح نکردہ واین نزد احمد وابو داود
وحاکم تصحیحش کردہ وابو ہریرہ گوید زنے آمد وگفت ای رسول خدا شوہر من می خواہد کہ پسر
مرا ببرد حالانکہ وی مرا نفع دادہ واز چاہ ابی عنبہ مرا آب نوشانیدہ درین اثنا شوہر او نیز
آمد آنحضرت فرمود ای غلام این پدر تست واین مادر تست دست ہر کدام کہ خواہے بگیر وے
دست مادر گرفت وآن زن او را با خود ببرد رواہ احمد والاربعۃ وصححہ الترمذی وچون رافع بن
سنان مسلمان شد وزنش از اسلام ابا کرد آنحضرت صلعم صبے را میان ہر دو بنشاند وصبے
میل بمادر کرد آنحضرت گفت اللہم اہدہ پس میل بہ پدر نمود وپدر صبے را بگرفت اخرجہ
ابو داود والنسائی وصححہ الحاکم واین دلیل ست بر آنکہ احق بحضانت مادر ست ولیکن
این ولایت مقید ست بعدم بلوغ صبے بسن تمییز وبعد از بلوغ نزد تنازع تخییر ثابت شدہ
وہر کرا صبے بگزیند ہمان اولی باشد از برائے او ودرین باب وبعد از مادر خالہ ست چنانکہ براء
بن عازب گفتہ کہ آنحضرت صلعم در دختر حمزہ حکم بخالہ او فرمود واین نزد بخاری ست واحمد
اخراج این روایت از علی مرتضے کردہ وزیادہ نمودہ کہ جاریہ نزد خالہ ماند وخالہ بجا مادر ست
حاصل آنکہ بنا الام ست وام احق بصبے ست پس خالہ احق باشد بصبے پس از پدر وآنچہ ولو بست

بعد و اربای طفل بعد از مادر پیش دلیل ست و پدر و غیر او را از رجال و نساء تربیه و طلوع
حسب بسن تمیز حضانت نیست و نزد عدم مادر رد خاله دیگر که رحمت اولیا است اگر موجود
باشد ورنه بدست قرابت ست که اولیا ر باشد و اقرب فالاقرب مقدم ست و این
بر مقتضای دلیل مذکور ست بلکه چون حضانت و کفالت حسب امر اید ست و قرابت
اولی تر ست از اجانب بلاریب و بعض قرابت اولی تر از بعض باشد پس الحق آن ثبت
بعد از عدم کسانی که نصوص ثبوت حضانت آنها آمده همین اولیا اند زیراکه ولایت منظر در
مصالح رسے بسوی ایشان ست و نزد عدم اولیا حضانت بسوی اقرب فالاقرب باشد
این ست مقتضای نظر صحیح و هر که قصد و توقف بر جمیع علل تقدیم و تاخیر درین باب داشته
باشد ملاحظه هدی نبوی للحافظ ابن القیم فرماید و لکن راجح نزد ما همان ست که دینیا ذکر کرده ایم
و می توان گفت که حدیث انت احق به مالم تنکحی مفید ثبوت اصل حق در حضانت ازبرای
مادر ست بعد از مادر کسیکه بجای او ست و آن خاله است پس اهل حضانت در غیر مالم یتزوج باشند

کتاب البیوع

معتبر در بیع مجرد تراضی ست بشعور رضا منحصر در الفاظ مخصوصه مقید بقیود نیست بلکه هرچه اشعار
رضا کند گو اشاره و از قادر بر کتابت از حاضر یا کتابه یا معاطات بدون لفظ باشد بیع مرد
وجود آن صحیح ست چه ظاهر ادله قرآن و حدیث شرطیت صدور بیع از تراضی ست و تراضی
مستقل ست باستقلال ملک و الفاظ قرائن رضا اند در لفظ مخصوص از جانبین بالی نیست
و حدیث اذا بعت فقل لا خلابه و حکایت بیا بعت نبوی با اعرابی و آنچه مانند آن ست
چنانکه مو شوکی در تیسیر البیان بدان استدلال کرده غیر نافع ست زیراکه اشعار لفظ بیعت و نحو
آن بر رضا مرج بیعت ممنوع و دعوی تخصیص بعض افراد استفاد از صیغ خصوصیت دارد عجبا
لا یحتسب که قول فقها لا ربا فی المعاطاة باطل ست و هکذا الحق احق اتباعه

باب در بیان شروط بیع و بیع منهی عنه

آنحضرت صلعم را پرسیدند که اطیب کسب چیست فرمود عمل مرد بدست خود و هر بیع مبرور روایت
نزد بزار ست از رفاعه بن رافع وحاکم تصحیحش پرداخته وجابر بن عبد الله از آنحضرت صلعم
روز فتح با شنید که می فرمود الله ورسول بیع خمر و مردار و خوک و اصنام حرام ساخته اند
گفتند شحوم میته را حکم چیست بدان اطلای سفن وتدهین جلود می کنند وچراغ می افروزند فرمود
حرام ست وبکشد خدا یهود را چون او تعالی شحوم را برایشان حرام کرد گداختند فروختند وبهای
آن خوردند واین متفق علیه ست وفرمود نزد اختلاف متبایعین که میان آنها بینه نباشد
سخن سخن بائع ست واین را اهل سنن از ابن مسعود مرفوعا اخراج کرده اند وحاکم صحیحش گفته
درمیان این حدیث ومیان حدیث البینة علی المدعی والیمین علی من انکر عموم و
خصوص من وجه ست زیرا که ظاهر این حدیث آنست که قول قول اوست خواه مدعی باشد
یا مدعی علیه وظاهر حدیث بینه بر مدعی آنست که قول قول منکر ست با یمین او خواه بائع باشد
یا غیر او ومتقرر شده که نزد تعارض دو عموم مصیر بسوی ترجیح واجب ست اگر ممکن باشد وترجیح
دریجا ممکن ست چه حدیث البینة علی المدعی اصح ست از حدیث فالقول ما یقول
البائع ومقتضای این ترجیح آنست که قول قول بائع نیست مگر وقتیکه منکر غیر مدعی باشد بدون
فرق درمیان مبیع باقی وتالف وزیادت والسلعة قائمة درحدیث القول ما یقول البائع
ارشاد بجمع می کند لیکن اسناد این زیادت ضعیف ست پس صالح جمع میان هردو حدیث نباشد
ونهی از ثمن کلب ومهر بغی وحلوان کاهن درحدیث متفق علیه ابو مسعود انصاری وارد شده
وجابر در بیع جمل خود دیده ست آنحضرت اشتراط حملان تا خانه خود درش کرده واین ثابت ست در
حدیث متفق علیه عمل بدان متعین اگرچه خلاف بعض فقها ست وآنحضرت عبد مدبر مردی را
که جز آن مال نداشت بفروخت واینها حدیث نیز متفق علیه شیخین ست پس بیع مدبر بنابر حاجت
همچو دین واعواز نفقه ونحوها جائز باشد میمونه گوید موش در سمن افتاد بمرد آنحضرت گفت
او را وما حول او را بیفگنید این لفظ بخاری ست واحمد ونسائی زیاده کرده که در سمن جامد افتاده

و در حدیث ابو هریره مرفوعا آمده که اگر مانع باشد بدان نزدیک نباید شد لیکن بخاری و
ابو حاتم حکم بوهم کرده اند و نزد مسلم از روایت جابر زجر نبوی از ثمن گربه وارد شده و نسائی
زیادت استثنای بیع کلب صید روایت نموده و ولا از برای معتق باشد چنانکه در حدیث
عائشه بقصه بریره در بخاری آمده و اصل حدیث در صحیحین است و مسلم آورده که عائشه را امر باعتاق
بریره و اعتاق و اشتراط ولا فرموده و ابن عمر گفته که عمر از بیع امهات اولاد نهی کرده و گفته که
بیع و هبه و ارث نباید بلکه تمتع شود تا آنجا که مناسب نماید و بعد از مرگ مالک آزاد است
و رفع این موقوف وهم است و جابر گفته که ما سراری خود امهات الاولاد را فروختیم و نبی
صلعم زنده بود و باکی بدان نمی دید و سندش صحیح است نزد ابن حبان و اختلاف صحابه
درین مسئله اشهر از نار بر علم است و از علی مرتضی موافقت عمر مروی است و عجب از کسی است
که تحریم این بیع قطعی می داند ﴿فصل﴾ جابر گفته رسول خدا صلعم نهی فرموده است از بیع فضل ما
رواه مسلم و در روایتی نهی از ضراب جمل زیاده کرده و در حدیث مرفوع ابن عمر نهی از عسب
فحل نزد بخاری آمده و هم از بیع حبل الحبله و این متفق علیه است و در صحیحین نهی از بیع و هبه ولا
از حدیث ابن عمر در صحیحین ثابت گشته و ابو هریره روایت نهی از بیع حصاة و بیع غرر از امام
نزد مسلم کرده و در مرفوع طعام خریده را تا کیل نپیماید نفروشد و دو بیع در یک بیع نکنند و اگر کرد او را
اوکس آنهر دو یا ربا است و لا بد است که در اینجا هر دو ثمن مختلف باشند مثلا بنقد بیک هزار است و
بنسیه بدوازده صد و تفسیرش چنان نیز آمده لیکن ظاهر حدیث همین است حلال نیست سلف
و بیع و نه دو شرط در یک بیع و نه ربح شی غیر مضمون و نه بیع چیزی که نزد تو نیست و
نزد طبرانی نهی از بیع و شرط است و سندش غریب و این حدیث عام است
و حدیث جابر و بریره و نحو آنها خاص پس عام را بر خاص بنا کنند و هر بیع و شرط ممنوع باشد
مگر بیعی که جوازش بفعل یا قول آمده که آن خارج ازین عموم است و بیع عربان منهی عنه است
و نهی کرد از بیع سلعه در جای خرید تا آنکه بجای خود گرد آرد و تبدیل دراهم بدنانیر و بالعکس در

مجلس تقابض جائز است بحدیث ابن عمر نزد اهل سنن وحاکم تصحیحش رفته آری بخشش
مخفی نیست در حدیث متفق علیه که مرفوعاً از ابن عمر آمده وجابر از آنحضرت صلعم نهی از
محاقله ومزابنه ومخابره وثنیا روایت کرده مگر آنکه این ثنیا معلوم باشد واین حدیث نزد ترمذی
صحیح است واز طریق انس نزد بخاری هم بدون ذکر ثنیا مروی ست وفرمود تلقی رکبان مکنید
وحاضر بهر بادی نفروشد ابن عباس گفته یعنی سمسار او نشود واین متفق علیه ست از حدیث
وی رضی الله عنه مرفوعاً وابوهریره گفته تلقی جلب نکنید واگر یکی تلقی کرده چیزی بخرید سیدش
نزد رسیدن بسوق خیار دارد واخرجه مسلم مرفوعاً ونهی کرد از بیع بر بیع برادر مسلمان واز خطبه
بر خطبه او واز آنکه زنی طلاق خواهر مسلمان خود خواهد تا آنچه در آوند او ست نگون کند واین
متفق علیه ست از حدیث ابی هریره ومسلم نهی سوم مسلم بر مسلم زیاده کرده وابوایوب انصاری
از آنحضرت صلعم شنیده که می فرمود هر که جدا سازد میان والده وولد او جدائی کند خدا میان او
ودوستان او در روز قیامت رواه احمد وصححه الترمذی ولیکن حاکم گفته که در اسناد وی مقال ست
اما شاهدی دارد وحکم سائر ارحام نیز همین ست وچون علی مرتضی دو غلام برادر یکدیگر را جدا جدا
بفروخت آنحضرت فرمود دریاب هر دو را وبازگردان ومفروش مگر همه را یکجا رواه احمد ورجالش
ثقات اند وجمعی از حفاظ تصحیحش کرده اند **فصل** در زمن نبوی نرخ در مدینه گران شد مردم
گفتند نرخ مقرر کن فرمود مسعر وقابض وباسط ورازق خدا است وامیدوارم که خدا را ملاقی شوم
وهیچ یکی را از شما مطالبه کدام مظلمه از من در دم ودر مال نباشد واین را اهل سنن از انس
روایت کرده اند وابن خزیمه تصحیحش گفته واین دلیل ست بر منع تسعیر از طرف حاکم **فصل**
حدیث نهی از بیع کالی بکالی اگرچه ضعیف ست واسحق وبزار ودارقطنی آنرا از ابن عمر روایت
کرده لیکن نزد شافعی بلفظ نهی عن بیع الدین بالدین آمده وحکایت اجماع بران شاد
عضد او ست چه متلقی بالقبول گشته ومؤید او ست نهی از بیع ملاقیح ومضامین وحبل حبله زیراکه
علت درین همه بودنش بیع معدوم ست **فصل** معمر بن عبدالله گفته آنحضرت صلعم فرمود

احتکار نمی کند مگر خاطی رواه مسلم و در روایت ادخار آنحضرت صلعم قوت یک ساله را از برای
عیال خود بتعلیق بعدم صحت است و احوال تفتیش در باره قوت خود و عیال خود معارف
غیر مخفی است آری هر یکی را از زنان خود صد وسق از خیبر می داد ولیکن دلالتش بر جواز
ادخار مثل این مقدار وقتی می تواند شد که بود دلیل در وقت احتیاج مردم بسوی
طعام برو تعبیر حاجت مسلم گردد و بر جواز احتکار قوت یک ساله هست بلکه احادیث مطلقه در
تحریم احتکار بعد بطعام است پس قیاس تحریم احتکار قوت بهائم بر قوت آدمی قیاس
مع الفارق است و حرمت احتکار بهائم باشد که بقصد غلا بر مسلمین کند چنانکه در حدیث
ابی هریره نزد احمد و حاکم آمده ولابد است از اعتماد این قید و بر غیر قاصدش حرام است و
ظاهر آنست که قاصد غلا را احتکار داخل در یسه روحیه است خواه مسلمانان را حاجت
بدان باشد یا نه چه مجرد این قصد کافی است و اجبار محتکر بر بیع منع نیست بلکه واجب
باشد جائز است بنابر آنکه از باب امر معروف و نهی عن المنکر است و این هر دو واجب اند
بر هر مکلف **فصل** نهی از تصریه ابل و غنم در حدیث متفق علیه از ابو هریره مرفوعا آمده و در
آخرش گفته هر که بعد از تصریه خریداری کرد دو نظر است بعد از حلب در آنکه نگاه دارد یا بخواهد
از تمر باز گرداند و در مسلم خیار سه روز آمده و در تعلیق بخاری صاعی از طعام است از گندم آمده
بخاری گفته که تمر اکثر است و لفظ ابن مسعود اینست که مشتری شاة محفله صاعی با او پس دهد
و این نزد بخاری است و اسمٰعیلی تمر زیاده کرده معارض این حدیث وارد نیست و لفظ
طعام یا بر روایت بصحت نرسیده بلکه صاعی از تمر صحیح گشته لیکن در این مسئله بیان حنفیه
رسول خدا صلعم خلاف است فسبحان الله و بحمده **فصل** امام شوکانی در وبل گفته
والحنفیة اعتذروا عن الحدیث بکثیر فلیس علی شیء منها اثارة من علم وقال زفر انه
علی نص الشارع شئ قال یعنی اذا تنازع بائع المصراة ومشتریها فی قیمة اللبن
المستهلك و اراد المشتری صاعا من تمر او حب علی البائع قبوله ولا اجبار الی عینه

ولو كان المثل موجودا انما اذا عدم التمر كان الى اجب الرجاع الى قيمته و كذلك اذا اتفق البائع والمشترى على قيمة اشترى كان الرضاء له حكم شرحہ مسلم
آنحضرت صلعم بر صبرہ یعنے انباری از طعام بگذشت و دست دران کرد تری یافت فرمود ای صاحب طعام این چیست چرا این را بالای طعام نکردی که مردم می دیدند غاش یعنے خائن از ما نیست ؛ راوی این حدیث مسلم ست از ابی ہریرہ و در بارۂ حابس عنب بزمان قطاف تا بدست باده ساز بفروشد فرمود که وی دیده و دانسته در نار درآمده و اسناد این حدیث نزد طبرانی در اوسط از روایت عبد الله بن بریده حسن ست و از عائشه نزد اہل سنن مرفوعا وارد شده که خراج بضمان ست و بخاری تضعیف سندش کرده مگر ترمذی وغیره تصحیحش نموده اند و این عام ست در ہر خراج و قصر آن بر سبب جائز نیست و خراج آنا وہ ستلیس داخل نشود زیر این لفظ مگر ہمین آنا رده و این حدیث معارض حدیث مصراة نیست زیراکه اطلاق اسم خراج بر لبن مصراة نمی آید ولکن می توان گفت که چون خراج بضمان ست پس میان مصراة و عبد فرق نباشد چه استحقاق خراج چون در مقابله ضمان مشتری رقبہ عبد یا ضمان نفقه بران باشد پس مشتری مصراة نیز ہمچنین ست زیراکه وے ضامن اوست باین معنے و منفق ست بران و در تخلص ازین معنے می توان گفت که صاع مردود با مصراة در مقابله لبن موجود در ضرع بحال عقد ست چه عقد بران مشتمل ست ولیکن بعد این توجیه غیر مخفے ست و اولی آنست که چنین گویند که شریعت مطہره ہمچنین آمده و قیاس مذکور فاسد الاعتبار ست بنص صریح صحیح و آن رد مصراة ست با یک صاع از تمر و عروه بارقی بیک دینار دو گوسفند از برای قربانے خرید و باز یک گوسفند را بیک دینار فروخته باز دیگر و یک دینار نزد آنحضرت صلی الله آمد حضرت صلعم او را دعای برکت در بیع داد تا آنکه اگر خاک می خرید دران سود می کرد این بیع و شرا نزد فقہا موسوم ست بعقد موقوف که نفاذ آن برضای موکل می شود و قد وقع فی تخریجه اهل السنن وله شاهد من حديث حكيم بن حزام عند الترمذی و نہی کرد از

خبر بدین چیزی که در شکم انعام ست تا آنکه بنهند و از بیع چیزی که در ضرع ست و از خرید لما
عبد آبق و از شرای مغانم تا آنکه قسمت گیرد و از شرای صدقات تا آنکه بدست آید و از ضربه
غائص روایتش ابو سعید خدری ست نزد ابن ماجه و بزار و دارقطنی و سندش ضعف دارد
و فرمود مخرید ماهی را در آب که این غرر ست و صواب وقف اوست بر ابن مسعود و نهی
کرد از بیع ثمر تا آنکه خورده شود و از فروختن صوف بر پشت جانور و از لبن در ضرع روایتش
اوست از ابن عباس و بیهقی ترجیح وقفش بر وی کرده و سند نهی از بیع مضامین و ملاقیح که نزد
بزار از ابی هریره مروی ست ضعیف ست مضامین آنست که در شکم ناقه باشد و ملاقیح آنکه در
پشت شتران بود و آمده که هر که اقاله مسلم در بیع کند او تعالی اقاله عثرت او فرماید رواه
ابو داود عن ابی هریرة و صححه ابن حبان

باب در بیان خیار

تا هر دو جدا نشده اند و یکجا هستند هر یکی خیار دارد و یا یکی دیگری را مخیر سازد و مخیر که بیع کرد
بیع او واجب شد همچنین اگر جدا شدند بعد عقد و یکی از ایشان هر دو ترک بیع نمود این بیع هم
واجب گردید و این حدیث مرفوع از ابن عمر متفق علیه ست و لفظ مسلم راست و لفظ عمرو
بن شعیب عن ابیه عن جده مرفوعا این ست که بائع و مبتاع خیار دارند مادام که متفرق نشده اند
مگر آنکه صفقه خیار باشد و حلال نیست فراق بخوف استقاله و در روایتی حتی یتفرقا من
مکانهما آمده و این حدیث نزد اهل سنن ست پس معتبر تفرق ابدان باشد نه تفرق اقوال و یکی
که در بیع فریب خورده می شد او را آنحضرت بگفتن لا خلابة امر کرد و این متفق علیه ست از حدیث ابن عمر

باب در بیان ربا

جابر گوید لعنت کرد رسول خدا صلعم خورنده ربا و خوراننده او را و کاتب و شاهدان او را و گفت
هم سواء اخرجه مسلم و نزد بخاری مانند این حدیث از ابی جحیفه عن ابیه ست و فرمود
ربا هفتاد و سه باب ست ایسر آن همچو نکاح مرد با مادر باشد و اربی ربا آبروی مرد مسلم ست

واین را ابن ماجہ مختصر و حاکم باتمام از ابن مسعود روایت کرده و ابو سعید گفته آنحضرت صلعم فرموده نفروشید زر را بزر الا مثل بمثل و نیفزایید بعض آن را بر بعض و نفروشید سیم را بسیم الا مانند بمانند و نیفزایید بعض آن را بر بعض و نفروشید ازان غائب را بناجز یعنی نسیہ را بنقد و این متفق علیہ ست و لفظ عبادہ بن صامت از آنحضرت صلعم چنین بوده که زر بزر و سیم بسیم و گندم بگندم و جو بجو و خرما بخرما و نمک بنمک مانند بمانند سوا بسوا دست بدست ست و چون این جنسہا مختلف شود بہر طور که خواہید بفروشید اگر دست بدست باشد رواه مسلم و لفظ ابوہریرہ این ست زر بزر وزن بوزن مثل بمثل و سیم بسیم ہمچنین و ہر که افزود یا زیاده خواست پس آن ربا ست اخرجه مسلم ایضا و ابو سعید و ابو ہریره گفته اند که مردی را رسول خدا عامل بر خیبر کرد وے تمر جنیب یعنی خرمای جید آورد پرسید ہمه تمر خیبر ہمچنین می باشد گفت نه بلکه یک صاع ازین تمر بدو صاع و دو صاع بسه صاع می گیریم فرمود چنین مکن بلکه ہمه را بدراہم بفروش و از دراہم تمر جنیب بخر و در باره میزان نیز ہمچنین فرمود یعنی حکم مکیل ہمچو تمر و حکم موزون ہمچو زر و سیم یکسان ست و این حدیث متفق علیہ ست و لفظ مسلم و کذلک المیزان ست و معنے ہر دو یکے ست و این ادله دال اند بمنطوق خود بر ثبوت ربای تفضل درین اجناس پس عموم مفہوم لا ربا الا فی النسیئة مخصص باشد باجناسے که بر تحریم ربای تفضل دران تنصیص آمده و این واضح ست مخفی نیست و بدان معلوم می توان کرد که میان این دلیل و احادیث متقدمه تعارض نیست که حاجت بسلوک مضیق ترجیح افتد بخیر مرجح نزد تحقیق افتد و کیف که جمع مقدم ست بر ترجیح بلا خلاف و مشتغلین قیاس که در علت ربا اختلاف دارند بر اقوال شان حجت نیره موجود نیست بلکه مجرد تظننات و تخمینات ست که بادعاوے عریضه و طویله بلا طائل منضم گردیده یکے گوید که سالوک باین علت تخریج مناط ست دیگرے سرا بد که سبر و تقسیم ست و نزد ما اثبات احکام شرعیه بہمچو مسالک ممنوع باشد بلکه از اندراج این علت مز عوم درین مقام زیر چیزے از انہا منع می کنیم و ما احسن الاقتصاد علی

نصوص الشریعة ورفع التکلیف عنا وترتیب والتوسع فی تکلیفات العباد مما شهد لها
مخصص وبس گوییم که قیاس منتفی است ولکن مع انضمام القیاس در ماعدای علت منصوصه
یا آنچه طریق تنقیحش فحوای خطاب است تتبع می کنیم و آنچه اهل فروع درینجا ذکر کرده‌اند
ازین قبیل نیست و باید که این بحث بیاد تو ماند که در مسائل بسیار بدان منتفع شوی ترا
مرجع در وزن هر موزون میزان مکه مکرمه است چنانکه مرجع در کیل هر مکیل کیال مدینه منوره است
چنانکه در خبر آمده پس نزد وقوع اختلاف مثلا در مقدار درهم یا مثقال و نحو آن چون امر است
مختلف باشد اعتبار میزان مکه خواهد بود و همچنین مثلا نزد اختلاف در مقدار صاع یا مد اعتبار
بکیال مدینه باشد **فصل** مفهوم شرط در آیه فان تبتم فلکم رؤس اموالکم دال است
بر جواز اخذ مال ربوی با عدم توبه و نیز دران دلالت است بر جواز اخذ ربح مربی از ربا و آن
همانست که زیاده بر راس المال باشد برابرست که توبه کرده یا نکرده و بالجمله اخذ همه مال او
چه ربح و چه اصل با عدم توبه جائز است و با توبه فقط اخذ ربح جائز باشد نه اخذ راس المال تو
اما بیع و شرای ائمه جور با رعایای خود بر وجه تجارت پس ناجائز است ولیکن این مفسده
تا اینجا عام و طام شده که نزدیک است که اطباق زمین را فرا گیرد و در کتب تواریخ آنچه از
جبابره ملوک مصر دیده‌ایم اشد و اعظم است در جور و ستم چه نزد ما داده به کدام شی اکراه تجار
بر شرای آن با ضعاف ثمن می کردند و هر که از آن ممتنع می شد او را ضرب مبرح می زدند
و مال او را گرو می گرفتند و از همین وادی است منع مردم از شرای تجارات تا آنکه مال ایشان
مروج گردد و باین نگذر ثمن آن مرتفع شود و ده دو تر بفروخت رود و در دول گفته بیایدین
ازین قبیل اخذ است اند انچه آنکه سکه مغشوش می زنند که در آن نصف نحاس و نصف سیم
باشد و قرش را بمقدار محدود مرسوم می سازند و رعایا امتثال این رسم نمی کنند بلکه بقدر ثلث
یا ربع زیاده برین رسم تعامل می نمایند و چون این نقد خارج می گردد از مال دولت بسوی
رعایا و اجناد بر همین رسم ناقص باشد و چون در اموال دولت می درآید جز قروش فرانسه

و صرف زرانکه میان عدتا یا مروج ست نمی گیرند یا باین حیله گویا ثلث یا ربع مال رعایا ظلما
هضم می شود باز چون دیدند که صرف فروش در رعیت زیاده است این سکه را شکسته ضرب
دیگر می زنند که در نقد خالص کمتر و غش اکثر از سکه مکسوره می باشد و از سکه سابق منع
می نمایند پس رعایا و زنها این سکه بدست شان می فروشند تا آنکه قیمت یک تنقله از ان
بنصف تنقله ازین ضربها خود می رسد یا قدری کم و زیاد می آید باز سکه اولی را گرفته
برین سکه دیگر می زنند و رعایا را از برای صرف بر مقدار مرسوم حواله می سازند و باین ذریعه
نصف مال عباد یا قریب بنصف را می خورند حالانکه رعایا را قدرت استمرار بران رسم نیست
بلکه در بسیاری از احوال محتاج بسوی قرض فرا است و منجمله انواع اکل بباطل یکی جعل
ضرائب بر باعه در اسواق است که ایشان را بر تسلیم آن مجبور می سازند و اذن زیادت در اسعار
می دهند تا بهر نرخ که خواهند بفروشند و بخرند مگر ضریبه را داخل سرکار نمایند و اگر فریاد
خواهی استغاثه گرانی نرخ می کند یا منکری بر باعه انکار این زیادت می نماید می گویند
این زیادت از جانب خدا است و دهان او را باین لقمه حجر بند می سازند و کم احد ذلك
من هذه الاجولات الشيطانية التي هي السحت بلا شك ولا شبهة نسأل الله ان
يصلح الجميع انتهى گویم این انواع مخصوص بدیار یمن ست بلکه مطبق ارض گردیده چه
بلاد عرب و چه امصار عجم و چه شهر کلان و چه قصبه خرد و اکثر مردم در ضرب این ضرائب
واظلم نوع انسان در اخذ این مکوس گروه فرنگ و جرگه ترک ست و شکوه از فرنگ بیجاست
که حسابی از کتاب و دین جز نام نمی گیرند دریغ بر احوال ترک ست که دعوی اسلام دارند
و معهذا در جده از حجاج و تجار بجد مکس می ستانند تا بموضع دیگر چه رسد و این نیست مگر از اسباب
قرب قیامت عظمی و حضور ساعت کبری اللهم امتنا علی الاسلام فی اتباع سنة نبيك
خير الانام انك على ما تشاء قدير وبالاجابة جدير **فصل** باب مصارفت درین
ازمنه چنان عام گردیده که هیچ یکی ممکن از خلوص از در آمدن بدان در ربای بحت

نیست الا امانتا، امد تعالی بیافتش آمد سکه جات ملوک که از جلیست مردم زنند نقره خالص نیست
نحاس را در آن بهم می گردانند و کم و بیش و زیاده مردم رای گویند که صرف قرش نحاس
و فرنج یعنی نرخ آن از این سکه چندان و چنان است حاله که اگر سیم این ضرب را از
نحاس جدا سازند نصف از نصف قرش فرنجی نمی رسد قطعا و این را یکی ذریعه خوردن
اموال ربا ساخته اند چنانکه در فصل سابق شناخته شد و مردم را در تصرفات تعامل جات
متعامل این ضرب می افتند و در مصارفت بدان بسوی قرش فرنجی باین مقدار مرسوم ناچار
مضطر می گردند و نقد را بنقد با وجود علم تفاضل می فروشند و این ربای بحت است و هر که
از ایشان عارف این حال است وی با آنچه در کتب فروع که قالبش غیر رایج بسیکه
دلیل غیر مغشوشه از فقه است مرجح می شود و غالب حیل که بدان تخلص از ورطه ربا
گمان می کنند آنست که بعض متفقهه که از علوم اجتهاد و شناخت آثار و سنن بی بهره اند این مساکین
را فتوی داده اند که ربا در معاطاة نیست و هر شیء که امروز مردم بدان کار رشد شده اند
معاطات است، نابر عدم تنوع عقد این مقصر بیچاره نمی داند که ادلهٔ کتاب و سنت صحیح
تحریم ربا اند بدون نظر بسوی عقد و جز آن بلکه معتبر نیست در بیع مگر وجود رضا و در کتاب
سنت و اقوال خیر القرون والذین یلونهم ثم الذین یلونهم آنچه دال باشد بر اعتبار
الفاظ مخصوصه در بیع که از آن منعقد نشود بیع مگر بدان ور نه معاطاة باشد هیچ نیامده و از این صراحت
آنچه بعض متفقهین در فروع و مفتیین بدان گفته اند که غش در هر یکی از دو بدل متفاوت نشد
در آخر باشد و این حرفی است که هیچ قائل بدان رضا نمیدهد چه قسم قائلی بدان را حکمی
کرده که نه او نیست فضه را یک اوقیه نحاس بفروشد پس اگر مراد قائل باین قول آنست که
این مخلص از رباست خواه هر واحد از متبایعین را حصه بدل شده باشد یا نشود پس این جهل است
علم نیست و از این وادی است آنکه غش در هر واحد از بدلین جدا کرده سوخته که صرف باشد و لیکن
مردود است بحدیث قلاده و ریا که در آن قسم غیر مقدر بغش است و این قسم بار رسول خدا صلعم

بیع نگردانیده بلکه امر بتفصیل و تمیز میان هردو فرموده و غیر ازین امور حیل دیگر ذکر کرده اند که از سقوط بجائی ست که هر که اندکی فطنت دارد بروی مخفی نمی ماند اگر گوئی که بار مخلصی ازین ورطه مهلکه که مردم دران افتاده اند هست یا نه گوئیم بلی مخلص ازین گرداب حباب عمر ازین عقبهٔ کوه خراب آنست که رسول خدا صلعم بسوی آن ارشاد فرموده و آن قول اوست صلعم برای خریدار تمر جید بتمر ردی که یکی ازان دو تمر جمع بود دیگر جنیب چون خبر کرد که وی یک صاع جید را بدو صاع ردی خرید کرده است رسول خدا صلعم فرمود این رباست پرسید چه کنم فرمود تمر ردی را بدراهم بفروش و بآن دراهم تمر جید بخر پس این وسیلهٔ شرعیه و معاملهٔ نبویه ست هر که صرف دراهم مغشوشه بفروش فرنجیه خواهد صاحب دراهم مذکوره مثلا بقدار صرف قرض سلعه از صاحب قرض بخرد بعده آن سلعه را بدست وی بقرض دیگر بفروشد که چون این صورت مخلصی از ربا نیست و هر گاه از عم باشد که اینجا غیر این صورت مخلصی هست وی مخادع نفس خود باشد. بانچه صریح ربای متوعد علیه بحرب خدا و رسول ست و بر حضار این دراهم مغشوشه نصیبی از اثم باشد زیرا که حامل مردم بر ربا و ملجی خلق بسوی دخول درین سود اوست و بیان این سنت ملعونه بقصد حطام و اکل اموال مردم بباطل از وی صورت گرفته این ست که شمشیر ستم آخته این ست این ست که کار همه را ساخته این ست و اگر ممتثل امر الهی را از رفق برعیت و عدل در قضایای رعیت می بود اورا در ضرب فضه خالصه از غش مند و چه حاصل ست پس چرا سره را با ناسره می آمیخت و بهلاک خود و دیگر ابنای نوع راضی می گشت شوکانی رح درین مقام چه خوش کلام ارشاد کرده که افضل احوال مسلم آنست که در رعایت مصالح رعیت همچو فرخ باشد و ضربت خود را همچو ضربت این قوم گرداند تا ربا از مصارفت برخیزد و بر دادن ربا برای حفظ دین و مال و جان خود دلیلی از کتاب و سنت بلکه اجماع و قیاس نیامده بلکه استقراض بربا داخل ست زیر عموم ادلهٔ تحریم رباء و ربا از اکبر کبائر و اعظم جرائر ست بنص کتاب عزیز و احادیث صحیحه مشهوره و تحری را در

نقل این مسئله از بحر الرائق ضعیف بود فاوه که بجای لفظ بیع ربا آورده و اصل عبارت
زین بن نجیم محشی در المحتاج الاستقراض بالربح است و نحو آن در اشباه و نظائر
ابن نجیم شامی و جز آن از کتب فروع حنفیه آمده و مقیاس در از لفظ بیع نفع حاصل بسبب جائز
شرعی خارج از مسمای رباست مثلاً شئ یسیر را بثمن غالی نزد حاجت بسوی قرض بخرد که
این جائز ست بکراهت نزد حنفیه و بعض این کراهت را حمل بر حرمت کرده اند اگر در نفس
استقراض این بیع مشروط باشد و حق عدم جواز است علی کل حال بنا بر آنکه دلیلی دال
بر اباحت وارد نیست و قیاس جواز استقراض بربا بنا بر احتیاج بر جواز اعطاء رشوت ظالم
یا سلطان بغرض دفع خوف یا ظلم یا تعدی او بر جان و مال خود بنای فاسد بر فاسد ست
زیرا که دلیلی مخصص از برای احادیث وارده در لعن راشی و مرتشی بکر رائش که میان هر دو
میانجی ست نیامده و باب مدارات و مصانعت که در آن درء مفاسد منظور باشد مثل دادن
چیزی بشاعر هجی و امثال او باب دیگر ست از باب رشوت نیست و در حدیث احثوا
فی افواه المداحین التراب اشارت بسوی این مصانعت ست نزد جمعی از اهل علم
بهجو شعرا و مساوی و جز آن و غیرهم و نزد بعض مراد حرمان و تخییب و عدم اعطای شئ
است و اگر حدیث مرسل عکرمه که اتی شاعر النبی صلعم فقال یا بلال اقطع عنی لسانه
فاعطاه اربعین درهما بصحت سند نقل باشد در محل نزاع حجت بمرسل غیر تمام ست
و اصل مصانعت بتصریح اهل لغت مثل ابن اثیر و صاحب مجمع البحار و تاج العروس و غیرهم
احسان و مدارات و ملاینت ست و بمعنی رشوت مجاز المجاز است **فصل** جابر گوید آنحضرت
صلعم نهی کرده است از بیع انبار تمر که کیل آن معلوم نیست بکیل مسمای تمر رواه مسلم یعنی
فروختن جنس بجنس با عدم علم بمساوات هر دو حرام ست و معمر بن عبد الله گفته حضرت را شنیده
می فرمود طعام بطعام مثل بمثل ست و طعام ما در آن روز جو بود این نیز در مسلم ست و فضاله گ
بعید روز خیبر گلوبندی دوازده دینار خرید در آن زر و مهره جواهر بود و آن را جدا کردم زیاده

دوازده دینار یافت چون ذکرش برسول خدا کرد فرمود فروخته نشود تا آنکه جدا کرده شود رواه
مسلم و درین مسئله میان فقهاء خلاف است وارجح منطوق حدیث است و بسیاری از
سلف بسوی عمل بظاهرش رفته و آن عدم جواز بیع ذهب با غیر او از ذهب است تا آنکه زر
را از ان غیر جدا ساخته بفروشند ورنه این عقد باطل و تدارکش واجب باشد و درین مسئله
خلاف حنفیه با صاحب این حدیث صحیح واضح است **فصل** نهی بیع حیوان بحیوان بطریق
نسیا از آنحضرت صلعم بحدیث سمره بن جندب ثابت شده و ترمذی و ابن الجارود بصحت سماعش
رفته و این عام است از ماکول و غیر ماکول و تقیید آن بماکول در دلیلی ثابت نشده آری حدیث
سمره در نهی از بیع شاة بلحم رأسه از دلالت دارد علی ما فیه من عواج و در حدیث ابن عمر
آمده که از آنحضرت صلعم شنیده ام که چون شما بیع عینه کنید و دمهای گاوان بگیرید و بکشت
راضی شوید و جهاد بگذارید خدا خواری را بر شما مسلط کند و هیچ آن را نکشد تا آنکه بسوی
دین خود برگردید و در سندش نزد ابی داود مقال است ولیکن احمد نحو آن از عطا آورده و
رجالش ثقات اند و ابن القطان تصحیحش نموده و شک نیست که تا مسلمانان از جهاد برگشته اند
و بکشت راضی گشته خوار و ذلیل بوده اند وجه جهاد نازعی از برای این ذل نیست عینه
عبارت است از آنکه بازرگان کالای خود بدست یکی بقیمت معلوم تا یک مدت بفروشد
باز آن کالا را از وی بکمتر از ان قیمت بخرد و این بیع یکی از انواع رباست و لابد است در آن
از اعتبار قصد حیله و از آنکه این تبایع از برای مجرد توصل بسوی قرض نقد بزیادت است
ورنه با عدم این قصد ناجائز نیست چه او تعالی بیع را حلال و ربا را حرام ساخته و آنکه چیزی
را بهزار دینار فروخته ابدا جائز است که آن را بده دینار از مشتری بخرد چه عقد صحیح که مقصود بدان توصل
بسوی ربا نیست ثمن قلیل را در رنگ ثمن کثیر حلال ساخته و همچنین زیادت بر سعر یوم بیع
از برای ورود و صدری نیست چه ربا زیادت احد المتساویین بر دیگر است و در میان مبیع
و ثمن آن نزد اختلاف جنس تساوی نیست تا تحریم این صورت بنا بر ربا بودن صحیح شود و نعمان گفت

کہ این زیادت در برابر تفقہ بس باطل ست فقط چو مخفی نیست کہ تحریم تہیہ صورت مفتقر بثبوت
دلیل ست و سنا احتمال بسط دارد و علامہ شوکانی ادا آن رسالہ مفردہ ست مسمی بہ
تنفار البطال فی حکم الزیادة للاجل الاجل **فصل** ہر کہ سفارش برادر مسلمان خود پیش کسے کرد و ان
برادر او را ہدیہ بر این شفاعت بہ فرستاد و وی آن را پذیرفت پس باب عظیم از ابواب
ربا آمد رواہ احمد وابو داود عن ابی امامة مرفوعا و در سندش مقال ست و
ابن عمر گفتہ لعنت فرمود رسول خدا راشی و مرتشی را رواہ احمد وصححہ الترمذی
و این دلیل ست بر تحریم ارتشا و ھو اجماع وھذا ھو الحق و آنکہ بعض فقہا رخصت در جواز اخذ
رشوت دادہ اند و گفتہ کہ چون حاکم حکم بحق کند و رشوت بمیل او از صواب موثر نگردد دادن
گرفتنش جائز ست پس این مقالہ باطل ست چہ دلیلی مجبول ست بر حسب حسن و رشوت چشم
حاکم را کور می کند علامہ شوکانی فرمودہ ولقد وجدت ائتلاف ھدی لھدایا من یھدی
لمن ان بعد ائتلاف بالقضاة ان دکل ھدیة وان کانت من قریب او صدیق
لکن بمجرد الارسال بھا لا یحصل من ائتلاف النفس مع ارتجاعھا وکیف مع قبولھا
والانتفاع بھا فقھم اللہ قضاة السوء فلقد صارت تلك المقالة الباطلة مجسر الجسر
یعبرون سلمہ الی اکل اموال الناس بالباطل وقد عاشی اللہ ولہ الحمد علی ھدم
ذلك المحسر المبنی علی شفا جرف ھار بالقول والفعل اما القول فبما اودعتہ فی
مصنفاتی واما الفعل فبقیامی فی عزل قضاة السوء انتھی و مبین قسم صنیع اربد والاکثر
بناء ضعیف ہم موجود آمدہ چہ در کتب مؤلفہ خود و بکلام بلیغ رد اخذ این ہدیہ نمودہ و ہم تا ہست
ریاست ما در تحت چنین امور ما اشغال آن از پایہ اش برانداختہ وحدہ الحمد جمیع انہ
تلك الاقوال والاعمال خالصة لوجھہ مقربة الی مرضاتہ **فصل** عبداللہ بن عمرو بن
العاص آنحضرت را امر تجہیز جیش داد ابل تمام شد فرمود برقائل صدقہ از کسے
چنانکہ یک بعیر بدو بعیر تا آمدن ابل صدقہ بگرفت رواہ الحاکم والبیہقی و رجالش ثقات اند

و این دلیل ست بر جواز بیع یک حیوان بدو حیوان بطور نسیه و این حدیث ارجح و اثبت ست
از حدیث سمره که سابق گذشته و ابن عمر گفته نهی کرد آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم از مزابنه یعنی
فروختن ثمر حائط اگر نخل ست بتمر بطور کیل و اگر کرم ست بزبیب بطریق کیل و اگر زرع ست بکیل
طعام از این همه نهی فرموده این حدیث متفق علیه ست و سعد بن ابی وقاص شنید که آنحضرت
صلی الله علیه وآله وسلم نزد سوال از شرای تمر برطب فرموده رطب نزد یبس کم می شود گفتند
آری پس نهی فرمود از آن و این را اهل سنن روایت کرده اند و ابن المدینی و ترمذی
و غیرهما بتصحیحش پرداخته

باب در بیان رخصت در عرایا و بیع اصول و ثمار

زید بن ثابت رضی الله عنه گوید آنحضرت در بارهٔ عرایا رخصت بیع بخرص بطور کیل داده
و این حدیث در صحیحین متفق علیه ست و لفظ مسلم آنست که رخصت داد در عریه که اهل بیت
رطب را باندازهٔ آن از تمر از برای خوردن بگیرند و در حدیث ابی هریره زیادت ما دون
خمس اوسق یا پنج وسق آمده و این نیز متفق علیه ست و چون اقتصار بر قدر حاجت در آنچه
نوعی از انواع رباست واجب باشد لهذا تقدیر بپنج وسق مقدار محتاج الیه ست در غالب
احوال و غنای فقیر بپنج وسق در مذهب معروف ست دلیلی بر آن دلالت ندارد و ابن عمر
از آنحضرت آورده که نهی کرد از بیع ثمار تا آنکه صلاحش نمایان گردد و این نهی بائع و مبتاع
هردو را کرد چنانکه در حدیث متفق علیه آمده و در روایتی زیاده کرده که چون از صلاحش پرسیده
می شد می فرمود تا آنکه عاهتش برود و لفظ انس آنست که نهی کرد از فروختن میوه ها تا آنکه
سرخ و زرد شود و این لفظ بخاری ست و هم انس گفته که نهی فرمود از بیع انگور تا آنکه سیاه
گردد و از بیع دانه تا آنکه سخت شود و این را ابن حبان و حاکم صحیح الاسناد گفته اند و شک
نیست که معنی نهی تحریم ست حقیقة و محرم غیر جائز ست ولیکن چون این نهی از برای
تشاجر ست نزد عروض آفت ثمار چنانکه در بخاری از حدیث زید آمده پس از برای ارشاد

باشد نه از بابی تحریم و نیز امر نبوی بوضع جوائح وارد شده چنانکه بیاید و هر آفت که رسید
از سماوات بجز و درست جائحه است و جائحه موضوع است جابر گفت آنحضرت فرمود اگر بفروشی
بدست برادر میوه را پس آن را جائحه رسید ترا گرفتن چیزی از آن حلال نیست مال برادر
را بغیر حق چسان می گیری این لفظ مسلم است و در لفظی دیگر امر بوضع جوائح آمده و حق
شرع اوست مطلقا قبل قبض باشد یا بعد آن پس هر کس که باغ میوه خرید و قابض شد
لیکن حصد زرع یا قطف ثمره کرد تا آنکه آفتی بدان رسید این آفت از مشتری موضوع باشد
و بائع را گرفتن ثمن آن حلال نبود زیرا که آن داخل اکل اموال مردم بباطل است و لهذا
آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم فرمود بم تأخذ مال اخیك بغیر حق درین اشارت است
بآنکه تالف بجائحه موضوع است. اخذ ثمن آن حرام خواه پیش از قبض باشد یا پس و فرمود
هر که نخل خرید بعد از پیوند کردن پس ثمره آن بائع را است که فروخته است مگر آنکه فروشنده
بدان راضی گردد و این حدیث متفق علیه است

باب در بیان سلم

ابن عباس گفت آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم قدوم بمدینه آورد و اهل مدینه اسلاف
در میوه ها می کردند بمدت یک سال و دو سال و سه سال فرمود هر که اسلاف در تمر کند باید
که در کیل معلوم و وزن معلوم تا اجل معلوم کند و این حدیث متفق علیه است و لفظ بخاری
من اسلف فی شیء است و این عام است از تمر و چون جزاف مجهول المقدار است اعتبار
کیل یا وزن نه معلوم پس ظاهر عدم جواز سلم در جزاف نیست زیرا در حدیث نام معلوم
بودن کیل یا وزن سلم فیه پس اشتراط تعیین جنس صحیح است زیرا که کیل متعلق بمکیل است چه
اگر جنس مکیل معلوم نباشد ذکر کیل سا ثمره نبود و بر اعتبار تعیین نوع و صفت در حدیث دلیلی
نیست و همچنین حدیث دلالت بر اشتراط تعیین مکان ندارد بلکه اعتبار این چیزها بنا بر تشاجر
در باب مدست ولکن مخفی نیست که رجوع بسوی نوع معهود یا صفت معهود یا بسوی اوسط از آن

مانع تشاجر ست و چنین مرتفع ست شود تشاجر در تعیین مکان برجوع بسوی اصل و آن
عدم وجوب ایصال بر مسلم الیه در رجوع بسوی بلد او ست که وطن یا بلد اقامت ست و این
رافع تشاجر باشد حاصل آنکه شروط اسلم تعیین جنس مسلم فیه و معلوم بودن آن بکیل
یا وزن و تا اجل معلوم ست و این سه شرط ست و دلیلی بر اشتراط غیر آن وارد نیست عبد الله
بن ابی اوفی و عبد الرحمن بن ابی ابزی گفته که با آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم بمغانم
می رسیدیم و نزد ما انباط شام می آمدند با ایشان در جو و گندم و زبیب تا اجل معلوم اسلاف
می کردیم و در لفظی زیت آمده پرسیدند که ایشان رازرع بود یا نه گفتند از انها ازین معنی
نمی پرسیدیم رواه البخاری و این دلیل ست بر صحت سلف در معدوم در حال عقد زیرا که
ترک استفصال در مقام احتمال نازل بمنزلهٔ عموم در مقال ست ولیکن این استدلال بفعل
یا بترک صحابی ست و آن حجت نیست تا تقریر نبوی بران بعد از علم ثابت نشود پس حدیث
اول اولی ست در تمسک بر جواز آن

فصل در بیان قرض

ابو هریره گفته آنحضرت صلعم فرمود هر که مال مردم گیرد و اراده ادا دارد او تعالی از وی ادا فرماید
و هر که گیرد و اراده اتلافش کند حق تعالی او را تلف فرماید رواه البخاری و عائشه گفت ای
رسول خدا صلعم فلانی جامه از شام آورده است یکی را بفرست که دو جامه تا میسره وام
گیرد آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم فرستاد ولیکن آنکس ممتنع شد اخرجه الحاکم
والبیهقی و رجالش ثقات اند و حدیث دلیل است بر بیع نسیه و صحت تاجیل تا میسر جامه باشد
یا جانور یا جز آن و قرض نوعی مخصوص ست در بسیاری از احکام مخالف بیع باشد۔

فصل در بیان رهن

آنحضرت صلعم فرمود پشت مرکوب ست بنفقه چون مرهون باشد و لبن در شیر دوست
بنفقه اگر مرهون بود و بر راکب و شارب ست نفقه آن مرهون اخرجه البخاری عن

ابی هریرة پس حق آنست که فوائد رهن بعوض آن مرتهن ست و فروختنش نمی کند
رهن از راهن مرهون را و او راست غنم آن و بروے ست غرم آن رواه الدارقطنی
والحاکم عن ابی هریرة و رجال سندش ثقات اند مگر آنکه محفوظ ارسال اوست یعنی
منافع و زوائد رهن از برائے راهن باشد و اگر هلاک شود در دست مرتهن تاوانش برو نیست
از حق مرتهن هیچ نے ساقط نمی کرد بلکه رهن ملک راهن ست حاصل آنکه رهن چون
در دست مرتهن بدون جنایت و تفریط وی تلف شود وی مضمون علیه نباشد و اگر بجنایت
و تفریط اوست مضمون علیه باشد بنا بر جنایتی و تفریطے که ازوے بوجود آمده و از آنجهت
که مستحق حبس ست چه مجرد حبس بسبب رهن سبب ضمان نیست و مدارک شرعیه در تحفة الناسک
لا عمار علیه و لا شار الیه ابو رافع گفته آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم از مردے
شتر جوان قرض گرفت چون ابل صدقه آمد فرمود تقضای بکر بکن گفت نیافتم مگر بهتر
از شتر او فرمود بدین بده که بهتر مردم احسن القضا ست رواه مسلم و فرمود هر قرض که جر منفعت کند
ربا باشد و این را حارث بن اسامه بسند ساقط از علی مرتضی مرفوعاً آورده و لیکن شاهدے
ضعیف دارد نزد بیهقی از حدیث فضاله بن عبید و شاهدی دیگر ست نزد بخاری مگر موقوف بر
عبدالله بن سلام

باب در بیان تفلیس و حجر

ابو هریره گوید آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم را شنیدم می فرمود هر که مال خود بعینه نزد
مردے یابد وی احق ست بآن مال از غیر خود این حدیث متفق علیه ست و در طریقے
مرسل با این لفظ آمده که هر مرد که متاع خود بفروخت و مبتاع مفلس شد و ثمن آن بقبضه
بائع نیامد و متاع خود نزد او بعینه یافت پس وے احق ست بآن مال و اگر مشتری بمرد
صاحب متاع اسوه غرما ست و بیهقی بوصل ارسالش پرداخته و تصحیح ابو داؤد
ضعیف گفته و مؤید اوست حدیث عمرو بن ابی خلده نزد ابو داود و ابن ماجه با این لفظ که

ابوہریرہ در بارۂ یاری کہ مفلس شدہ بود آمدیم وی گفت درین معاملہ بقضای نبوی
علم کنم ہر کہ مفلس شد یا مرد و مرد متاع خود بعینہ یافت پس وی احق ست بآن و ابن
راماکم صحیح گفتہ و ابو داود تضعیف آن مع زیادت ذکر موت کردہ و حجت قائم ست باین
ادلہ بر اولویت صاحب سلعہ بمتاع خود نزد افلاس خریدار و اگر حجت بمثل آن قائم نشود
بطلان اکثر شریعت لازم آید و در علم اصطلاح حدیث متقرر شدہ کہ مسند ارجح ست از
مرسل و بمرسل قیام حجت نمے تواند شد علی ما ہو المذہب الحق و فرمودہ لی الواجد حلال مے کند
عرض و عقوبت او را و این را ابو داود و نسائی از شرید روایت کردہ و بخاری آن را تعلیقاً
آوردہ و ابن حبان صحیحش گفتہ و ابو سعید گفتہ آفت رسید بمردے بر عہد رسول خدا صلعم
در ثمارے کہ خریدہ بود و بسیار شد دین او و مفلس گردید آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم
فرمود برو سے صدقہ کنید مردم صدقہ کردند لیکن بوفاے دین او نرسید غرضخواہان را فرمود
بگیرید آنچہ یابید از برای او و نیست شما را مگر ہمین گرفتن شئے موجود رواہ مسلم و ما
احسن ما قیل ؎

قرض از مرتبۂ مردمی انداخت مرا بسکہ این راہ گران بود سبک ساخت مرا

و حجر کرد بر معاذ مال او را و فروخت آن را در قرضے کہ بر ذمۂ او بود و این نزد دارقطنی
از روایت کعب بن مالک و ابو داود مرسلاً آوردہ و بترجیح ارسال پرداختہ و حاکم گفتہ
صحیح ست و این دلیل ست بر آنکہ آنچہ جائز ست گرفتن مال مفلس ست و نیست در ان
دلالت بر حبس مدعی اعسار لیکن چون حبس نوعے از عقوبت ست حدیث لی الواجد
یحل عرضہ و عقوبتہ محل حجت باشد مگر علت حبس غنا یا وجدان ست پس لابد ست
کہ این وصف متحقق گردد و این محل نزاع نیست بلکہ محل آن التباس امر ست و ملتبس الحال
کہ غنای او ظاہر نشدہ معاقب نیست و عقوبت بحبس اضرار ست و علتش جز بمسوغ معلوم
شرعی نمے تواند شد چہ در حرمت اضرار آدمی با عدم تیقن مسوغ آن خلافی نیست و ظاہر تحریم

حبس غریم غنی باطل است آری حبس با تهمت ونزد خوف تعذر تدارک حق استیثاق مسلمین نزد
اطلاق جائز است زیرا که امر بمعروف ونهی از منکر واجب است بقدر امکان وقیاس
بر آن از راه حق کرده که این چنین باشد جز بحیلولت میان او ومیان مردم وحبس ممکن نیست پس
آنکه حسن ابی جعفر کار کنند وحدیث حجر بر مدیون مخصص حدیث عدم حل مال آدمی بدون طیب
نفس اوست چه آن عام است واین خاص ولیکن لائق آنست که اقدام بر حجر جز بعد از
ثبوت دین نزد حاکم جائز نباشد چنانکه غالب حکام عصر تحریر حجرات قبل از تقریر دین میکنند
ومساعدت طالبش هر که باشد می پردازند که این اقدام است بر مال معصوم وحیلولت است
میان مالک وملک او بدون حجت نیره وخلاف ظلم **فصل** ابن عمر گوید عرض کرده شدم
بر رسول خدا صلعم روز احد ومن چهارده ساله ام پس مرا اجازت نکرد ومعروض شدم بوی
روز خندق ومن پانزده ساله بودم پس اجازت کرد این حدیث متفق علیه ودال است
بر آنکه هر که پانزده ساله نیست تصرفات او از بیع وجز آن غیر نافذ است ولیکن در روایت
بیهقی باین لفظ آمده که اجازتم نکرد وندید مرا بالغ واین خزیمه تصحیح این لفظ کرده وعطیه قرظی
گفته معروض شدم بر آنحضرت صلعم روز قریظه پس هر که موی زهار روئیده کشته شد وهر که
نروئیده بود راه او گذاشته آمد ومن در میان کسان بودم که موی عانه نروئیده بود پس
راه من سبیل کردند واین را اهل سنن روایت کرده اند وابن حبان وحاکم تصحیحش نموده و
عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده گفته که آنحضرت فرمود زن را عطیه جائز نیست مگر باذن
شوهر خود ودر لفظی این است که زن را در مال امری نیست وقتیکه زوج مالک عصمتش گشته
واین روایت نزد احمد واصحاب سنن جز ترمذی است وحاکم گفته صحیح است وجمهور اهل علم
حمل این حدیث بر حسن عشرت کرده اند وظاهرش جز طاوس دیگرے نرفته **فصل** قبیصه
بن مخارق گفته آنحضرت فرمود مسئله حلال نیست مگر یکے را از سه کس مردیکه تحمل حماله کرد
او را مسئله حلال است تا آنکه بآن رسد باز بایستد آنکه بیس باز ماند از سؤال ومردیکه

او را جائیکه رسید و مال او را تباه کرد مسئله او را حلال ست تا آنکه بقوامی از عیش برسد و مروے کا او را فاقه رسید تا آنکه سه کس از دانشمندان قوم او گفتند که فاقه بوی رسیده پس او را مسئله حلال ست اخرجه مسلم و این دلیل ست بر لزوم دین تحمل حماله ولیکن او را علم مفلس نیست در حجر کردن بروے بلکه وے متروک باشد تا آنکه از مردم سوال کرده دین خود قضا کند و این مستقیم ست بر قواعد و میکه ضامن آن مال نباشد و نیست حجر مگر بعد از ثبوت دین یا سفه یا اسراف یا نحو آن

باب در بیان صلح

آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم فرماید صلح جائز ست میان مسلمانان مگر صلحی که تحریم حلال یا تحلیل حرام باشد و مسلمانان بر شروط خویش اند مگر شرطی که حلال را حرام و حرام را حلال گرداند و این نزد ترمذی ست از عمرو بن عوف مزنی و در روایت او ضعیف ست لهذا بر ترمذی تصحیحش را انکار کرده اند گویا اعتبار بکثرت طرق کرد ولیکن ابن حبان تصحیحش از روایت ابی هریره نموده و ظاهر آنست که مصالحه از انکار جائز باشد مثلاً یکے بر دیگرے دعوے صد دینار کرده وی از جمله منکر شد پس مدعے مصالحه بر نیمهٔ آن مقدار کرد این صلح جائز باشد زیرا که مناط صلح تراضی ست و منکر راضے ست ببعض آن و مقتضے منع موجود نیست و حدیث ابی حمید ساعدی مرفوعا که هیچ کس را اخذ عصای برادر خود بغیر طیبت نفس او حلال نیست نزد ابن حبان و حاکم ست و همچنین حدیث عدم حلت مال مرد مسلم مگر بطیبت نفس او منافی این مدعا نباشد زیرا که تسلیم بعض منکر بطیبت نفس کرده ست و در حدیث کعب اگر تنازع در مقدار باشد صلح از انکار ست و شارع آنرا جائز داشته و اگر در تعجیل یا تاجیل ست نیز صلح از انکار ست بنابر آنکه با منکر اجل صلح بر تعجیل بعض دین شد و یا سقے در برابر دعوی صاحب دین از برای اجل ساقط گردیده و وا اجل نیست درین باب صلح در حدود و انساب زیرا که مناط صلح تراضے میان خصمین ست و حدود که حقوق الٰهی ست یا

محض ست یا مشوب وامام را اگرچه ولایت این حدود بر تقدیر تسلیم اختصاصش بدان حاصل ست مگر او را اسقاط حد خدا بنا بر ورود وعید شدید دران نمی رسد وآنکه بعض اهل علم بتاخیر حدود و اسقاط آن بنا بر مصلحت تصریح کرده اند آن باب دیگر ست چه صلح بثبوت بعض و سقوط بعض در برابر امری از امور ست و اما نسب پس بان حیثیت که رضا بخروج از نسب و بدخول دران جز بحیثیت روا نیست زیرا که بر هر دو امر وعید شدید آمده نیز نسب متبعض نمی شود تا این صلح میان مدعی نسب و منکر بنصف آن صحیح شود و اما ابراء از حقوق مجهوله پس اسقاط شئی فرع علم بآن شئی ست و جاهل از چیزیکه اسقاطش می خواهد یا بوجهی از وجوه آن را می داند یا از جمیع وجوه نمی داند پس اگر بوجهی از وجوه می داند که تمیز بعض تمیز ست و در ظن غالب شده که این شئی از فلان جنس ست و مقدارش متجاوز ازین قدر نیست این اسقاط صحیح باشد و اگر از همه وجوه مجهول ست بر وجهی که جنس و مقدارش کیفاً و کماً هیچ معلوم نیست پس این اسقاط غیر صحیح ست چه می تواند که بر تقدیری باشد که اگر علم بدان حاصل گردد نفس باسقاطش خوش نشود

فصل

ابو هریره گفته آنحضرت فرمود همسایه همسایه را از خلانیدن چوب در دیوار خود منع نکند و اصل در امر ایجاب ست چنانکه در نهی و در لغت بمعنی نهی تحریم ست و لهذا ابو هریره در آخر این حدیث گفت مالی اراکم عنها معرضین والله لارمین بها بین اکتافکم و این متفق علیه ست از حدیث او و آنچه معارض این حکم باشد در سنن صحیحه نیامده مگر عمومات که او تخصیص آنها رفته و اگر پس لابد ست از صلح میان دو همسایه در خلانیدن چوب بر دیوار و هی الحق الی آخره و کیف که دلالت حقیقی نهی بر تحریم ست و ترک حرام واجب ست که متعب و این حدیث مخصص ادله داله بر عدم جواز تصرف در ملک مالک ست مگر باذن و طیبت نفس او۔

باب در بیان حواله و ضمان

آنحضرت فرموده مطل غنی ظلم ست و چون یکی از شما حواله کرده شود بر توانگر باید که این حواله

بپذیرد چنانکه شیخین متفقا این حدیث را از ابوهریره روایت کرده اند و در لفظی از احمد بجای
فلیتبع فلیحتل آمده و مدعا واحد ست و چون محال علیه دیر کرد یا مفلس شد محال را مطالبه محیل بر دین
خود میرسد زیرا که دین او بر ذمه اش باقی ست ساقط نشده و آنکه در احادیث صحیحه از جابر و غیره
امتناع آنحضرت صلعم از نماز جنازه بر قرضدار آمده پس منسوخ ست بحدیث ابی هریره که در صحیحین
بلفظ فمن توفی وعلیه دین فعلی قضاؤه آمده و حدیث را الفاظها ست و از کفالت در
حدیث نهی کرده و این در حدیث ضعیف از عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده نزد بیهقی ست

فصل مظلوم را تناول مال بقدر حق خود از ظالم جائز ست و از باب اکل مال مردم بباطل
نیست و نه خیانت ست تا زیر نهی از ان در آید چه خیانت اخذ مال ست خفیة باکتم امر از
مالک و اینکه مال گرفته در برابر ماخوذ او و بقهر گرفته است و حدیث لا یحل مال امرئ مسلم
الا بطیبة من نفسه مانع این کار نیست زیرا که این حکم جائیست که آنجا اعتدا بر غیر نیست
و اگر اعتدا کرد اعتدا بمثل آن بروے هم جائز باشد چنانکه بر بدن یا مال یکے جنایت کند از وے
ارش آن جنایت بگیرند شاء ام ابی و این ظاهر ست و ما احقه ان یکون مجمعا علیه
و مراد بذکر مثل در آیه منع از زیادت ست نه تقیید جواز بمکیل و موزون و در لغت عرب بلکه کتاب
و سنت اطلاق مماثلت بر غیر مثلیات مصطلحه بسیار آمده

باب در بیان شرکت

آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم فرمود حق تعالی می فرماید من ثالث دو شریکم تا مییکے خیانت
صاحب خود نکند و چون کرد از میان هر دو بیرون شدم و این حدیث از ابوهریره نزد ابوداود
مرویست و حاکم صحیحش گفته و سائب مخزومی که شریک آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم بود قبل
بعثت روز فتح آمد و گفت مرحبا باخی و شریکی و این را احمد و ابو داود و ابن ماجه روایت کرده اند
و ابن مسعود گفت من و عمار و سعد شریک یکدیگر شدیم در آنچه روز بدر بدان برسیم رواه
النسائی و این دلیل ست بر صحت شرکت در مکاسب و انواع شرکت همچو مفاوضه و عنان و

وجوه و ابدان که در کتب فروع واقع شده این اسامی نه از شرع ثابت شده و نه از لغت بلکه
اصطلاحات حادثه است تجدد و حیث آن دو کس را از خلط مال و اتجار که معنی مفاوضه مصطلح باشد
مانعی نیست مالک را در مال خود چنانکه خواهد تصرف حاصل است مادام که مستلزم محرم شرعی
نشود و سخن در شان اشتراط استوای مال و نقد و عقد بودن اوست که دلیلی بر اعتبار آن وارد
نگشته بلکه مجرد تراضی بجمع هر دو مال و اتجار در آن کافی است و همچنین مانع از اشتراک دو کس در
شرای کدام چیز نیست هر یکی نصیب خود بقدر ثمن بگیرد چنانکه معنی عنان مصطلح است و این شرکت
در زمان نبوت ثابت شده و جماعه از صحابه در آن در آمده و بسیار بود که یکی یا هر دو متولی
شرای شد و هر واحد قیمت آن بقدر نصیب خود می داد آری دلیلی بر اعتبار عقد و خلط نیامده
و همچنین وکیل ساختن یکی دیگری را در شناخت مال از برای خود و اتجار در آن با اشتراک
در ربح لاباس است چنانکه معنی شرکت وجوه است اصطلاحا ولکن شروط مذکوره بی وجه است
و همچنین توکیل یکدیگر در عمل مستوجب علیه که معنی شرکت ابدان است اصطلاحا باکی نیست آری
اشتراط شروط در آن بی معنی است حاصل آنکه از برای دخول در جمیع این انواع مجرد تراضی
کافی است زیرا که آنچه از باب تصرف در ملک است مناطش تراضی است اعتبار امر دیگر در آن
متحتم نیست و هر چه از باب وکالت یا اجاره است در آن آنچه در این هر دو بس است کفایت
می کند این انواع متعدده و شروط مشروطه از کجا است و کدام یک دلیل عقل یا نقل مجی بسوی
اوست چه امر ابسر ترا زین تهویل و تطویل است و کیف که مستفاد ازین شرکت مفاوضه و عنان
و وجوه همین قدر است که دو کس در خرید و فروخت و ربح یک چیز شریک گردند و هر یکی بقدر
حصه خود از ثمن بستاند و این یک چیز واضح المعنی است عامه هم آنرا می فهمد تا بعالم چه رسد
و مقصران فتوی می دهند تا از کامل چه می باید سرود و این عام است از آنکه ثمن مدفوع هر
واحد مساوی باشد یا مختلف و نقد بود یا عرض و متجر به مال هر واحد باشد یا بعض آن و متولی
بیع و شرا یک کس باشد یا هر یکی و این تقسیم که در اصطلاحات مشاحت نیست باری بی اعتبار آن

وچنین تکلف از برای شروط و تطویل مسافت و اتعاب بر طالب علم بستد و بین این الاطا لها یعنی چه دمی دانند که اگر حراثی یا بقالی را از جواز اشتراک در شرا و بیع چیزی بپرسند تعم گفتن بر وی دشوار نشود و اگر او را گویند که عنان یا وجوه یا ابدان جائز ست یا نه بیچاره در فهم معانی این الفاظ حیران و پریشان گردد بلکه بسیاری از متبحرین علم فروع را دیده ایم که تفاصیل این انواع بر ایشان ملتبس می شود و نزد تمیز بعض از بعض متلعثم می گردد اللهم مگر آنکه قریب العهد بحفظ مختصری از مختصرات فقه باشد که درین حین املا بحفظ خود بکند و نه مجتهد عبارت ست از کسیکه توسیع دائرهٔ آرای عاطله از دلیل کند و بر هرچه از قال و قیل واقف گردد بپذیرد که این داب اسرای تقلید ست بلکه مجتهد آنست که تقریب صواب و ابطال باطل کند و در هر مسئله از وجوه دلائل محض فرماید و میان او و میان صدع بحق مخالفت کدام مخالف از صدور مفسرین بزرگ و معظم بوده است حائل نگردد فالحق لا یعرف بالرجال و از برای همین مقصد در ابحاث این کتاب چیز آن سلوک مسالکی کرده ایم که جز صافی الذهن از تعصبات و خالص الفهم از اعتقادات مالوفات قدر آن نمی شناسد و تقلیل بیان در ذکر این انواع و اقتصار بر بعض آن از همین جهت در ینجا رفت که در اکثار از باطلات خیر نیست

فصل در بیان وکالت

جابر گفته خواستم که بسوی خیبر برآیم آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم فرمود چون نزد وکیل من آئی پانزده وسق بگیر اخرجه ابو داود و صححه و گذشت حدیث عروهٔ بارقی در بارهٔ فرستادن آنحضرت صلعم او را بدینار از برای خرید اضحیه و این نزد بخاریست و همچنین از ابو هریره فرستادن آنحضرت صلعم عمر را بر گرفتن صدقه روایت کرده و این متفق علیه ست و جابر گفته که سید و شصت شتر را بدست مبارک خود نحر کرد و بذبح باقی شتران امر بعلی مرتضی نمود و این نزد مسلم ست و در قصهٔ عسیف آمده که فرمود برو ای انیس بر زن اینکس اگر اقرار کند رجمش بکن متفق علیه و این همه دلیل ست بر ثبوت توکیل و توکیل عبارت ست از آنکه غیر را

حکم تصرف بطور نیابت از خود بکند و قصور ان کمال فطنت و معرفت بموکل نسبت بود و
مقصود موکل بدون تصرف بهم کرد و تمیز باین ترتیب رسیده وی صالح وکالت ست مگر آنچه
محتاج تکلیف فاعل و مفعول شرط کرده باشد و ترتیب تکلیف در وکالت وارد نشده و آنچه
که مطلوب وجدان از مکلف فعل آن امر بنفسه ست سقوط تکلیفش از دوش همان مرد باشد که آن
کار بذات خود بکند مثل نماز که استنابت دران جائز نیست و از گذاردن دیگری سقوطش
از ذمه آنکس نمی تواند شد و هر که زعم دارد که فعل غیر قائم مقام فعل مکلف ست باعتبار وقوع
استنابت از طرف او پس بروی دلیل ست زیرا که جواز استنابت علی العموم نیامده بلکه
مقید ببعض صور آمده و هر چه از افعال چنان ست که طلبش از مکلف باعتبار حصول وجود او
در خارج ست و تعلق ببدن مکلف نیست مثل صدقه و نحو آن پس نزد ایشان عدم تحقق مطالب
دلیل ست چه مقصود وجود آن در خارج بود و آن بفعل مامور از طرف مکلف یافته شد
چنانکه بفعل خودش یافته می شد و هر که تعلیق توکیل بشرط یا وقت کرد آن معلق شد و این احتج
محتاج استدلال نیست زیرا که بجا آوردن وکیل آن کار معلق را پیش از زمان تعلیق مخالفت
موکل ست و مخالفت لازم موکل نیست و ازینجا معلوم شد که اگر وکیل خلاف رای موکل امری
دران مصلحت نیست یا ضرر ست بکند لازم موکل نمیشود زیرا که وی وکیل را بدان امر نکرده است اگرچه
آن بروی شود و چنین اقرار وکیل بر موکل غیر لازم ست و لابد ست که دخول اقرار در مطلق
تفویض معلوم باشد بقرینه حال یا مقال ورنه اصل در تفویض تصرف در مصلحت ست نه در آنچه
مصلحت نیست تا بآنچه دران مفسده یا مضرت باشد چه رسد و هرگز اذن بدان نزد دانشمندی که

باب در بیان اقرار

بود رگفته آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرمود بگو حق اگرچه تلخ باشد رواه احمد والطبرانی
وصححه ابن حبان فی حدیث طویل و این دلیل ست بانکه اقرار انسان معتبر ست در جمیع امور
خواه بر جان خودش باشد یا بر غیر خود چه مال و چه عرض و چه بدن و در قرآن کریم از ترتیب

احکام وعقوبات بر حصول امور که اقرارات باشد کثیر طیب ست اگرچه لفظ اقرار در انها مذکور نشده و در سنت مطهره نیز اکثر انحصر ست پس نتوان گفت که اصل در لزوم اقرار برای مقر تنها اجماع یا سنت ست و بس و در سکران اهل علم را خلاف ست و اعدل اقوال و ارجح مذاهب عدم لزوم اوست و سکران را همچو صاحی گردانیدن از برای عقوبت فعل او وجهی ندارد زیرا که عقوبت در دنیا حد ست و در آخرت انچه در احادیث صحیحه آمده پس اختراع عقوبت دیگر که شرع بدان وارد نگشته بی وجه باشد و قول قائل که صحت حرکت صادر از سکران در حالت سکر بنا بر عموم ادله ست خیلی ساقط ست چه مناط احکام شرعیه عقل ست و چون عقل برفت گویا خطاب از وی برفت و وی درین حال اگر مجنون نیست باری همچو مجنون ست بقیاس صحیح

باب در بیان عاریت

سمره بن جندب گفته آنحضرت صلعم فرمود بر دست ست انچه گرفت تا آنکه بدهدش رواه احمد واهل السنن وصححه الحاکم و فرمود بده امانت بکسی که ترا امین کرده و خیانت کسی مکن که خیانت تو نموده و این نزد ابو داود و ترمذی ست از حدیث ابی هریره بسند حسن و حاکم گفته صحیح ست و ابو حاتم رازی استنکار آن نموده و چون یعلی بن امیه را گفت که رسل مرا سی درع بده وی گفت این عاریت مضمونه ست یا مؤداة فرمود مؤداة ست چنانکه احمد و ابو داود و نسائی آورده اند و ابن حبان صحیحش گفته و چون از صفوان بن امیه روز حنین استعاره درع فرمود وی گفت بغصب می گیری اے محمد صلعم فرمود نه بلکه عاریت مضمونه ست رواه ابو داود والنسائی وصححه الحاکم واخرج له شاهدا ضعیفا من حدیث ابن عباس و شک نیست که عاریت یکی از مکارم اخلاق و محاسن طاعات و افضل صلات ست چه دران اباحت مالک ست از برای منافع ملک خود بحاجتمند و این فعل داخل ست زیر نصوص کتاب و سنت و درین هر دو انچه از ترغیب درین باب آمده بیش از انست که در حصر گنجد و منها قوله تعالی وتعاونوا علی البر والتقوی وقوله ویمنعون الماعون و در لسان عرب

دربیان تشریع این اباحت منافع که در عاره ست بلا عوض ست چنانکه در حدیث آمده این اد
یافته شود عاریت ست والا ولا و تعدی بجنایت در عاریت سببی از اسباب ضمان کاینست
و خیانت دران یکی از انواع جنایت ست و واجب بر خاین ضمان خون ست فقط و غیر
و مجرد حصول خیانت در بعض موجب ضمان جمیع نیست و همچنین استهلاک و اشتراط ضمان
سبب ضمان ست چنانکه در حدیث صفوان ست واگرچه دران مقال ست اما از انجا که حدیث صالح
برای احتجاج قاصر نیست ولا سیما وقتیکه شارط ضمان خودش مستعیر باشد باشارت مستعیر
اما مستعیر بدان راضی گشته که این رضا الزام نفس ست باعتبار ضمان و این همه اسباب
داخل ست زیر حدیث علی الید ما اخذت حتی تؤدیه اگر مراد آنست که علی الید ضمان
ما اخذت و لکن ظاهر آنست که مراد علی الید حفظ ما اخذت ست و این نیست که زیاده
در ضمان تالف دلیلی دران نیست

باب دربیان غصب

سعید بن زید گفت آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرمود هر که بگیرد از زمین یک شبر را ظلما
مطوق گرداند او را خدای تعالی بدان روز قیامت از هفت زمین این حدیث متفق علیه
و انس گفت آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم نزد بعض زنان بود یکی از امهات مومنین
بدست خادم خود قصعه از طعام فرستاد عایشه یا زینب آنرا بشکست آنحضرت صلی الله
وآله وسلم طعام را فراهم فرمود و گفت بخورید و کاسه صحیح برسول داد و شکسته را نگاه داشت این
لفظ بخاری ست و در ترمذی زیادت طعام بطعام و اناء باناء آمده و رافع بن خدیج مرفوعا
روایت کرده که هر که در زمین قومی بغیر اذن او زراعت کرد او را از ان زرع هیچ نباشد مگر
نفقه و این نزد احمد ست و ترمذی حسنش گفته و گویند که بخاری ضعیفش نشان داده و از عروه
بن زبیر آمده که مردی از اصحاب آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم گفت که دو کس نزد رسول خدا
خصومت کردند در زمینی که یکی دران درخت نشانده و زمین از ان دیگری ست آنحضرت صلعم زمین

بزمینداران نہ نیدو صاحب درخت را حکم کرد کہ نخل خود از آنجا بیرون کند و فرمود رگ ظالم را حق نیست و این نزد ابوداود بسند حسن مرویست و آخر حدیث نزد اہل سنن از حدیث سعید بن زید آمدہ و در وصل و ارسالش و تعیین صحابی اختلاف بودہ او در خطبہ کہ روز نحر بمنے خواند بحدیث ابی بکرہ ان ارشاد کرد کہ دماء و اموال شما بر شما حرام ست ہمچو حرمت این روز درین شہر شما درین ماہ شما و این متفق علیہ ست

باب در بیان شفعہ

جابر گفتہ حکم کرد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشفعہ در ہر آنچہ مقسوم نشدہ و چون واقع شد حدود و برگردانیدہ شد راہہا شفعہ نیست و این لفظ بخاریست و بمسلم زیادہ کرد شفعہ در ہر شرکت ست زمین و خانہ و بستان نمی زیبد کہ بفروشد آنرا تا آنکہ عرض کند بر شریک خود و در روایت طحاوی باین لفظ ست حکم کرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشفعہ در ہر چیز و رجالش ثقات اند و فرمود ہمسایۂ خانہ احق ست بخانہ و این نزد نسائی ست از حدیث انس و ابن حبان تصحیحش کردہ ولکن علت دارد و ابو رافع گفتہ فرمود جار احق ست بصقب خود و اخرجہ البخاری و صقب بصاد و سین ہر دو آمدہ معنے آن قرب و مجاورت باشد و جابر باین لفظ روایت کردہ کہ گفت جار احق ست بشفعہ خود انتظار بردہ شود او را اگرچہ غایب باشد چون طریق ہر دو یکے ست و این را احمد اخراج کردہ و در ہر چہار سنن ست و رجال سند ثقات اند و حدیث مرفوع ابن عمر بلفظ الشفعۃ کحل العقال نزد ابن ماجہ ست و بزار لا شفعۃ لغائب افزودہ مگر سندش ضعیف ست و حق آنست کہ سبب شفعہ یک چیز ست فقط کہ آن خلطہ کائنہ میان دو شریک در شئے مشترک میان آنہاست در طریق باشد یا در مجاری آن یا شیع و ظاہر ادلہ بالغ بودن قیمت ست از ثبوت شفعہ خواہ این قسمت میان شفیع و شفیع باشد یا متقدم بود چنانکہ نکردہ آمدہ در سیاق نفعے مفید اوست و نیست فرق میان شریک در اصل و در نفس مجری و منبع و طریق زیرا کہ شرکت کہ ناظر باشد شامل جمیع ست و شفعہ یکے از حقوق تابعۂ مال ست

بنا بر دفع ضرار ست و ضرار ذمی حرام ست همچو ضرار مسلم پس این قول که ذمی را شفعه نیست با آنکه
ملک سبب از برای او ثابت ست وجهی ندارد بلکه حق یهودی و نصرانی در شفعه ثابت ست
و اشتراط فوریت در آن تمسکی ندارد و حدیث کحل العقال با جمیع الفاظ و طرق خود بنا بر
ضعف و نکارت و جز آن ساقط از پایهٔ استدلال ست و ثبوت شفعه با حادیث صحیحه یافته شده
و تقیید ثبوت بقیدی که دلیلی بر آن نیست مستلزم ابطال با طلاق ست فاما نزاع احادیث ست
بدون حجت و آن باطل ست پس حق عدم بطلان شفعه بتراخی ست چه دفع ضرر که شریعت
شفعه از برای آن بوده ست مختص بوقت دون وقت نیست و نتوان گفت که تراخی مستلزم
اضرار مشتری ست بنا بر معلق بودن ملک او زیرا که ملک او مستقر ست چنانکه خواهد در آن
تصرف کند غایت الامر آنکه شفیع را حق ست هرگاه طلب آن کند واجب گردد و این تعلیق ست
و نه اضرار در هیچ حال

باب در بیان قراض

و هیب از آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم روایت کرده که در سه چیز برکت ست یکی فروختن
تا یک ... دوم قرض دادن و مضاربت کردن سوم آمیختن گندم بجو برای خانه نه از برای
فروختن اخرجه ابن ماجه و سندش ضعیف ست و حکیم بن حزام چون مردی را مال بر
مقارضت میداد شرط می کرد که مال مرا در کبد رطب ننهی و در بطن مسیل فرود نیایی اگر کاری
از ینها کنی ضامن مال من باشی و این نزد دارقطنی ست و رجالش ثقات اند و عبد الرحمن
بن یعقوب عامل عثمان بود در مالی بر آنکه نفع میان هر دو باشد و این موقوف صحیح ست ولیکن
جماعه از حفاظ تصریح کرده اند که درین باب مرفوعی از آنحضرت صلعم ثابت نشده بلکه هر آنچه
درین امر آمده است آثار صحابه ست و اجماع من بعدهم بر جواز این معامله واقع شده چنانکه
غیر واحد حکایتش کرده اند و حافظ ابن حجر تصریح به ثبوتش در عصر نبوت نموده و گفته والذی
نقطع به انها كانت ثابتة في عصر النبي صلى الله عليه وآله وسلم يعلم بها واقرها

ولو لا ذلك لما جازت البتة انتهى وتزد من آنست كه مضاربت داخل ست زير كريمه
واحل الله البيع وزير آيه تجارة عن تراض بلكه هر آنچه دال بر جواز بيع و بر جواز اجاره و بر
جواز وكالت ست دال ست بر مضاربت واز ينجا شناخته باشے كه قراض خالى از دليل عام نيست
اگرچه بخصوصه كدام دليل دال بران ثابت نشده

باب در بيان مساقاة واجاره

دليل بر مشروعيت اينها حديث ابن عمر ست كه آنحضرت صلعم با اهل خيبر معامله بشطر ثمر يا زرع
خارج از زمين كرده واين متفق عليه ست ودر روايتے از صحيحين باين لفظ ست كه اهل خيبر
از آنحضرت صلعم استقرار خود بران بر كفايت عمل و نصف ثمر خواستند آنحضرت صلعم فرمود مقرر
داريم شما را بر نخل خيبر مادام كه خواهيم ومقرر شدند تا آنكه عمر رض بن خطاب اجلاى ايشان كرد
وليكن اين حديث منسوخ ست بحديث رافع وآنچه بمعنے اوست ودرين مسئله مذهب هاست
داو ار مختلفه واجتهادات مضطربه كه شوكانے در شرح منتقے ودر رسائه مستقله بذكرش پرداخته
وراجح اول نهے حديث جابر ست نزد مسلم ودر لفظے از مسلم آمده كه آنحضرت صلى الله عليه وآله وسلم
نخل وارض خيبر را بيهود خيبر داد بر آنكه دران اعتمال از اموال خود كنند ونصف ثمر ايشان را
باشد واين منسوخ ست مثل اول حنظله بن قيس گفته رافع بن خديج را از كراے ارض بذهب
وفضه پرسيدم گفت لا باس به ست مردم بر عهد آنحضرت صلى الله عليه وآله وسلم ماذيانات
واقبال جداول واشيار را از زرع باجاره مى گرفتند پس بسيار بود كه اين تباه مى شد وآن سالم
مى ماند وآن تباه مى گرديد واين سالم مى ماند ونبود مردم را كرا مگر همين چيز با ولهذا ازان زجر
كرده شد وليكن شئے معلوم مضمون لا باس به ست رواه مسلم وحديث دليل ست بر تحريم
مزارعتى كه مقتضے بغرر وجهالت ومشاجرت گردد واحاديث وارده در نهے از مخابرت محمول ست
بران چنانكه شان حمل مطلق بر مقيد ست حافظ در بلوغ المرام گفته درين حديث بيان مجملى ست
كه در متفق عليه ست از اطلاق نهے از كراے ارض وثابت بن ضحاك گفته نهے فرمود رسول خدا

ازمزارعت و امر کرد بمواجرت رواه مسلم ایضا و بهمه این سند اول الدلیل شعب الطرق
کثیر الاختلاف قلیل الاتفاق ست و خلاصه آنچه مرا لایح شده آنست که اجارهٔ ارض بشیئ
مجهول که وقوف بمقدار آن ممکن نشود و مفضی باختلاف گردد مثل اجیر ارض سانکه مالک یا
اجیر برای زرع خارج از آن زمین یا نابت بر سر لیتی یا نحو آن در مکان معلوم از ارض باشد
صحیح نیست و از خصوصش نهی ثابت شده و این معامله تا زمانیکه آن مخابره است که رسول خدا
با در خیبر می کرد و در آبار حیثی معلوم از آنچه حاصل شود مثل ثلث و ربع او از مختلف آمده احادیث وارد
بتحلیل مخابره که رسول خدا بدان مرده و جماعهٔ از صحابه بعد آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم بدان
عمل کرده مقتضی جواز است و احادیث معارضهٔ آن که محلش بر صورت جهالت سابقه
ممکن نیست در خور حمل بر کراهت ست فقط و باین نهج میان احادیث اجتماع و سلم
می دهد و نتوان گفت که آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم فعل مکروه نکند چه می توان گفت که
از برای بیان جواز کرده باشد زیراکه این جائزست حرام نیست حاصل آنکه تاجیر ارض منقسم
بسه قسم یکی حرام دوم حلال سوم مکروه حرام آنست که اجاره بغیر جزء معلوم از خارج ارض باشد
و حلال آنست که بمقداری از طعام معلوم غیر خارج از ارض یا بدراهم یا دنانیر معلومه یا
نحو آن باشد و مکروه آنست که بجزء معلوم از خارج از زمین باشد مثل ثلث و ربع هذا ما ظهر
لی بعد امعان النظر فی الادلة **فصل** ابن عباس گفته خون گشید رسول خدا صلی الله
علیه وآله وسلم و حجام را اجرت داد و اگر حرام می بود نمی داد رواه البخاری و رافع بن خدیج
گفته که کسب حجام خبیث ست و این نزد مسلم ست مرفوعا و جمع میان هر دو باین طریق ست
که کسب حجام مکروه غیر حرام ست و وصف بخبث و حرمت مبالغه در تنفیر و ارشاد بسوی معالی
امور ست و فرمود حق تعالی فرماید سه کس اند که من خصم ایشانم روز قیامت یکی مردی
که داده شد بمن باز عهد شکنی کرد دوم مردی که آزادی را فروخته بهای آن بخورد سوم مردی
که یکی را مزدور گرفت و کار تمام کنانید و اجرتش نداد رواه مسلم از حدیث ابوهریره

اخراج کردہ و فرمود احق انچہ بران اجرت گرفتید کتاب خداست اخرجہ البخاری
عن ابن عباس واین حدیث عام ست صادق می آید بر تعلیم و بر اخذ اجرت بر تلاوت
نزد طلب از قاری و بر اخذ اجرت بر رقیہ و بر اخذ عطاے مدفوع بسوے قارے بنا بر
قاری بودن او و بخوان پس تعلیم مکلف مخصوص باشد ازین عموم و ماعدا ایش داخل زیر عموم ست
و در بعض افراد عام ادلہ خاصہ دال بر جوازش آمدہ چنانکہ عام را بران دلالت ست و منجملۂ
این افراد اخذ اجرت بر رقیہ و تعلیم زن بمقابلۂ مہر ست فہکذا ینبغی تحریر الکلام فی
المقام والمصیر الی الترجیح من ضیق العطن ولا سیما بما لا مدخل لہ فیما نحن بصددہ

فصل ابن عمر گفتہ آنحضرت صلعم فرمود بدہید اجرت اجیر قبل ازانکہ عرق او خشک گردد این را
ابن ماجہ روایت کردہ و در ین باب ست از ابی ہریرہ نزد ابی یعلی و بیہقی و از جابر نزد
طبرانی و ہمہ ضعاف ست و ابو سعید روایت کردہ کہ فرمود ہر کہ مزدور گیرد اجرت او را نام برد
و دران انقطاع ست نزد عبد الرزاق و بیہقی از طریق ابو حنیفہ رح بوصلش پرداختہ و در
تضمین اجیر خاص باشد یا مشترک انچہ صالح تمسک باشد نیامدہ مگر از علی رض و عمر رض ہر کہ خواہد مقلد
ایشان شود فضمانہم من یقلدہ و در تلف عین در دست اجیر بدون جنایت او و جہے از براے
تضمین اجیر نیست چہ وی اجیر بر حفظ نبود و تضمینش مستلزم اخذ مال او بدون دلیل ست آری
اگر این اتلاف بجنایت وے باشد تضمین او ہرگز ر جائی بودنش بر مال غیر ست و منجملۂ جنایات ست
تعاطی در صنعتے کہ بدان خبرت ندارد و ہم انچنانکہ باید نمے داند دیگر بردن اوست بجای
خوفناک با عدم غلبۂ ظن بسلامت و اگرچہ این مسافرت بمال ودیعت معدود از تفریط ست
لیکن نزد ما از نوادی جنایت بر مال غیر می نماید چہ تعریضش از براے تلف تسبیب ست در
حکم مباشرت زیراکہ اگر چنین نمے کرد عین تلف نمی شد و نہ غیر را اخذ آن سلط می گردید و از
موجبات ضمان ست تفریط مستاجر بر حفظ و چہ نیست دادن اجرت بوی و تخلیہ میان عین و
میان او مگر بجہت آنکہ در حکم ملتزم بحفظ اوست و چون نگاہداریش نکرد در حکم متلف گشت

واگر چنین نمی بود صاحب مال ترک قیام بحفظ آن عین نمی کرد ولیکن این تضمین ترجیح است
از تلف عین بامری ممکن الدفع از اجیر باشد واگر ناشی شد بحو آفات سماویه و حیثیتی که غالب
است پس بر اجیر ضمان نیست چه از ان بیچاره تفریطی نبوده و درین تفاصیل عمل بحدیث
علی الید ما اخذت حتی تؤدی باید کرد حاصل آنکه اجیر بر عمل در عین یا بحمل آن غیر
مضمون علیه است مگر آنچه از جنایت او باشد و تضمین بر تفریط در حفظ وجه است خواه
تلف عین بامر غالب باشد یا غیر غالب زیرا که وی موجر برین کار نبود واگر استیجار مانحن فیه
حفظ عین بود بلا نزاع بر جنایت خود ضمین قیمت آن عین باشد زیرا که تلفش بسبب تفریط
اوست چه نزد این تفریط آنچه مطلوب از اجیر حفظ بود بجا نیاورده هذا ما یظهر لی فی تحقیق
الاجیر والله اعلم

باب در بیان احیای موات

عروه از عائشه از آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم آورده که فرمود هر که آباد کرد زمینی را که از آن
هیچ کس نیست وی احق است بآن زمین عروه گوید عمر در خلافت خود بهمین حدیث حکم
کرده رواه البخاری و در روایت سعید بن زید از آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم باین لفظ است
که هر که زنده کرد زمین مرده را این زمین او راست ترمذی تحسینش نموده و گفته که مرسلا آمده
وهو کما قال واختلف فی صحابیه فقیل جابر وقیل عائشة وقیل ابن عمر والراجح
اول است و صعب بن جثامه ابن عباس را خبر کرد که آنحضرت صلعم فرموده است نیست حمی مگر
از برای خدا و رسول رواه البخاری و امام در حکم حمی سخن درین باب و فرموده حدیث
ضرر و ضرار رواه احمد و ابن ماجه از ابن عباس آورده و نزد ابن ماجه مثل آن
از حدیث ابی سعید هم آمده و در موطا مرسلا مروی شده و تحقیقت نفی بمعنی نهی تحریم است
در هر امر به ضرر که باشد و این حدیث قاعده عظیمه از قواعد دین است جزئیات کتاب
شریعت حقه شاهد اوست و حکمش بر جا جاری است مگر آنکه دلیلی بر تخصیص این عموم آید و نزد

اشارت در بعض صور مطالب دلیل ست اگر بیار و پذیرفت شود و در شان این حدیث بر روی او باید زد والله لا رمین به بین اکتافکم فصل آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرمود هر که چاهی کند او را چهل گز عطن از برای ماشیه اش باشد رواه ابن ماجة عن عبد الله بن مغفل ولیکن سندش ضعیف ست و این در صورت عدم ضرر و ضرار ست و وائل بن حجر حضرمی را پاره زمین در حضرموت بخشید چنانکه احمد وابوداود و ترمذی روایتش کرده اند و ابن حبان صحیحش گفته و در روایت ابن عمر آمده که زبیر را بقدر حضر فرس اقطاع کرد وی اسپ را تا آنجا دوانید که بایستاد باز تا زیانه خود بینداخت فرمود تا آنجا که سوط رسیده است بدهید لیکن در سندش نزد ابوداود ضعف ست و معتد امشروعیت اقطاع از حاکم برای رعایا هر که در جاگیر دادنش مصلحت بیند ثابت ست باین ادله بلا نزاع و فرمود مردم شریک اند در سه چیز کاه و آب و آتش و این را احمد و ابوداود روایت کرده اند و رجالش ثقات اند

باب در بیان وقف

رسول خدا صلعم فرموده انسان چون مرد عمل او از وی منقطع شد مگر سه چیز یکی صدقه جاریه دیگر علم منتفع به سوم ولد صالح که دعا کند از برای او رواه مسلم مراد بصدقه جاریه وقف زمین و مانند آنست در راه خدا نیست قرب و داخل ست در علم نافع کتابت کتب دینیه و تالیف در احکام شرعیه و وقف کتب بر اهل علم و عمر زمینی در خیبر یافت و از آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم درباره آن امر خواست و گفت هیچ مال انفس ازین زمین نزد خود نیافته ام فرمود اگر خواهی اصل را حبس یعنی وقف کن و حاصلش را صدقه گردان پس عمر آن را صدقه کرد برین شرط که اصلش فروخته نشود و در ارث و هبه نرود و حاصلش را در فقرا و قربی و رقاب و سبیل خدا و ابن السبیل و ضیف تصدق ساخت و گفت نیست گناه بر کسیکه ولی او است در خوردن از آن بمعروف و اطعام صدیق بدون تمول بمال و این لفظ مسلم ست اگرچه حدیث متفق علیه ست و در لفظی از بخاری چنین آمده که تصدق کن با صل بر آنکه فروخته نشود

ودر سبب ازده نیابد ولکن میوهٔ آن صرف نموده شود واین ظاهر در آنست که شرط از کلام نبویست
وجمع ممکن است باین طریق که عمر این را بعد از امر نبوی شرط کرده دلیل بعض روایات ترجیح کرده
وبعض موقوف بر عمر داشتند ودر حدیث ابو هریره است اما خالد پس درعی آدرع واعتد خود
در راه خدا حبس ساخته واین نیز متفق علیه است ودال است بر مشروعیت وقف واز اعلم
حق بر صحت وقف مشاع حدیث انس در حائط بنی النجار نقالوا لا نطلب ثمنه الا الی الله
است واین حدیث صحیح است که در قصه بنای مسجد نبوی آمده چه ظاهر آنست که حائط مذکور
مشترک بود در میان ایشان وحی تواند گفت که نیست مانع از آنکه هر یکی را از بنی النجار
نصیبی معین در آن حائط باشد حاصل کلام آنکه قائل بجواز وقف مشاع محتاج باستدلال
نیست دلیل اگر هست بر ذمهٔ مدعی عدول ما نعی از آن است

باب در بیان هبه

میان مسلمین در جواز هبات خلافی نیست گویا کالاجماع است مگر از ابن الصباغ فقیه
شافعی مؤلف کتاب شامل نقل خلاف کرده اند واین از غرائب علم است نعمان بن
بشیر گفت که پدرش نزد رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم آمد وگفت این پسر خود را غلامی بخشیدم
پرسید هر یک پسر را مثل این داده گفت نه فرمود پس او را بر گردان ودر لفظی چنین است که پدرم
نزد حضرت رفت تا او را بر صدقهٔ من گواه گیرد حضرت فرمود با همه فرزندان این چنین کرده
گفت نه فرمود بترسید خدا را وعدل کنید میان اولاد خود پس پدر برگشت وصدقه را باز گرفت
متفق علیه ودر روایتی از مسلم است که فرمود گواه کن برین کار غیر مرا آیا خوش می آید ترا
که در نیکی با تو همگنان برابر باشند گفت بلی فرمود پس چنین مکن واین دلیل است بر وجوب تسویه میان الاولاد
وهو الحق حاصل آنکه آنحضرت صلعم امر بتسویه فرموده وتعالی در محکم کتاب مستولی کنندهٔ
تفضیل را جور نام نهاد پس هر که زعم کند که این تفضیل سببی از اسباب تحریم ونحو آن جایز است
بر وی دلیل است ودر دون اعم ازین حدیث بجز آیهٔ هل جزاء الاحسان الا الاحسان

ونحو آن سعو منا نیست زیراکه بر فرض شمول این آیه بر محل نزاع اعم ست از حدیث تسویه
بلاخلاف پس بنا بر عام بر خاص و آسیب آید و این مجازات در غیر آن چیز باشد که او تعالی
متولی قسمت آن شده و کیف که او سبحانه احکم الحاکمین و اعدل العادلین ست یوصیکم
الله فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین فرموده و استدلال بر جواز آن بقول آنحضرت
صلی الله علیه و آله و سلم ارتجعه و امداده باین طریق که ارتجاع سالبه آنکه در ملک او ست
منبئی نیست از بطلان بجای ست که بر هر که ادنی فهم دارد مخفی نیست چه امر برد و ارتجاع
قاضی بعدم جواز تفضیل و وجوب رد و ارتجاع ست و بر خروج آن از ملکش دلالت نیست
نه بمطابقت و نه بتضمن و نه بالتزام بلکه استدلال بران بلفظ ایسرک ان یکونوا الیک فی البر
سواء اولی تر ازین استدلال باطل ست زیراکه احاله منع بر اختیار رشش کرده اگر چه حق
وجوب تسویه و تحریم مفاضله میان اولاد ست زیراکه جور ست و جور حرام ست و تعلیقش بمحبت
پدر باستوای اولاد در بر موجب عدل بودن مفاضله نیست بلکه همان مستلزم ست و مراد آنحضرت
صلی الله علیه و آله و سلم تنبیه مفضل بر فعل او ست که با آنکه این کار جور ست سبب عقوق از بعض
اولاد نیز ست و مقام احتمال تطویل و بسط دارد پدر رو الا گهر در دلیل الطالب ازان قضای
وطر کرده **فصل** آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم فرماید عائد در هبه خود همچو سگ ست که قی
کرده می خورد و این متفق علیه ست از حدیث ابن عباس و در روایتی از بخاری آمده ما را
مثل سوء نیست آنکه عود در هبه می کند همچو کلب ست که قی می کند و دران رجوع بسوی نماید و از
ابن عمر و ابن عباس مرفوعاً آمده که حلال نیست مرد مسلم را اینکه عطیه دهد باز دران برگردد مگر پدر
در آنچه به پسر می دهد اخرجه اهل السنن و احمد وصححه الترمذی و ابن حبان
والحاکم و غرض از تشبیه عائد در هبه بکلب مبالغه در زجر ست چه این صورت بغایت شنیع و
تقطیع ست و ظاهر آنست که دلالت حدیث بر تحریم رجوع در هبه مطلقا ست مگر هبه که پدر به پسر
کرده مخصوص ست ازان مگر آنکه حدیث مرفوع حسن از سمره بصحت رسد و لفظ وی اینست

اذا كانت الهبة لذي رحم محرم لم يرجع اخرجه الحاكم ودارقطني روايتش
از ابن عباس کرده حافظ گوید در اسناد ثانی ضعف ست و ابن الجوزی گفته هر دو حدیث
ضعیف ست پس اگر منتهض باحتجاج شوند مخصص ذی رحم از عموم باشند همچنین اگر حدیث
ابی هریره که نزد ابن حزم ست مرفوعا بلفظ الواهب احق بهبته ما لم یثب فیها و
حدیث ابن عباس نزد طبرانی مرفوعا در کبیر بلفظ من وهب هبة فهو احق بها حتی یثاب
علیها اگر بصحت رسند مخصص بغیر ثواب علیها باشند و رجوع دران جائز بود ولیکن حدیث
ابی هریره را ابن الجوزی تضعیف کرده و حاکم تصحیحش از قول عمر آورده **فصل** قول قائل
وهبت والی بر رضای اوست بخروج موهوب از ملک وی و دخول در ملک موهوب له
و این قدر معتبر ست زیرا که چون موهوب له استحلال هبه باین قدر کرد گویا استحلال مال مرد
مسلم بطیب خاطرش نمود و بباطل نخورد و زیاده برین قدر معتبر نیست پس اگر چون موهوب را
قبض کرد یا ترک قبض نمود و سکوت کرد و رد نمود دران کفایت ست و قول ادعا عدم تمام هبه
مگر بقبول محتاج دلیل ست و حجتی بر اشتراط قبض در هبه قائم نیست عائشه گوید آنحضرت
صلی الله علیه و آله وسلم هبه قبول می کرد و بران مکافات می نمود رواه البخاری پس اثابت
بر هبه از باب مکارم اخلاق ست واجب نیست و ازینجاست که چون مردی ناقه به آنحضرت
صلی الله علیه و آله وسلم داد بر وی مکافات کرد و پرسید که راضی شدی وی گفت نشدم
زیاده داد و فرمود راضی شدی گفت آری رواه احمد و صححه ابن حبان و فرمود هر که
هبه داد وی احق ست بان مادام که عوض نکرده شده ست بران و این را حاکم از ابن عمر
آورده و صحیح وقف اوست و سخن برین اثر گذشت **فصل** عمر گفته سوار کردم یکی را بر اسپ
در راه خدا پس صاحبش اضاعت او کرد و گمان بردم که وی آنرا ارزان فروشد آنحضرت
صلی الله علیه و آله وسلم را ازین ماجرا پرسیدم فرمود خرید مکن اگرچه ترا بیک درهم دهد متفق
علیه وجه نهی آنست که بظاهر رجوع در هبه و در صدقه ست و ابو هریره گفته آنحضرت صلعم

فرمود هدیه فرستید باهم دوست دارید یکدیگر را واین را بخاری در ادب مفرد اخراج کرده وابو یعلی
بسند حسن روایتش کرده ودر لفظ انس مرفوعا این ست هدیه فرستید باهم زیرا که هدیه می کشد
می برد کینه را رواه البزار باسناد ضعیف وابوهریره گفته فرمود ای زنان مسلمان خوار
نشمرد زنی هدیه زن همسایه را واگرچه یک سم گوسفند باشد واین متفق علیه ست مقصود
مبالغه ست در حث بر هدیه همسایه از برای همسایه نه حقیقت فرسن زیرا که عادت باهدای
آن جاری نیست وظاهرش نهی ست مهدی را از احتقار هدیه مهداة بسوی او بروجهی که
مؤدی بترک اهدا گردد ومحتمل که این نهی از برای مهدی له باشد تا وی آن هدیه را محقر نه
انگارد ومحتمل که هردو امر مراد باشد وشاید که اولی همین ست وحکم هدیه رشوت در باب الربا گذشت

باب در بیان عمری و رقبی

حضرت فرمود عمری کسی راست که او را بخشیده واین متفق علیه ست از حدیث جابر ولفظ
مسلم چنین ست که نگاه دارید بر خود اموال را وتباه نکنید آن را پس هر که عمری کرد این عمری ورا
وعقب او راست در زندگی وبعد موت ودر لفظی این ست عمری که رسول خدا صلی الله علیه وآله
وسلم آنرا جائز داشته آنست که هی لك ولعقبك گوید وآنکه هی لك ما عشت گفته آن بصاحب
عمری بر می گردد ولیکن این زیادت مدرج ست از قول ابی سلمه پس بقیام حجت نبرزد ولفظ
ابی داود ونسائی چنین ست که لا ترقبوا ولا تعمروا وهر که رقبی یا عمری کرد آن در ترکه اوراست
واین نهی محمول بر کراهت ست یا بر تحریم وهرچه باشد مراد آنست که نباید کرد وچون کرد
صحیح شد زیرا که العمری جائزة آمده پس منسوخ نتوان گفت وظاهر ادله آنست که بر هرچه
اسمای عمری ورقبی صادق آید آن را حکم اوست یعنی ملک معمر ومرقب باشد همچو سائر
املاک او وشک نیست که بر اطلاق وتقیید بمدت عمر این معنی صادق ست ودر تقیید بمثل
یک ماه یا یک سال یا زیاده ظاهر عدم صدق این معنی بر ویست پس در حکم عمری ورقبی
نباشد وظاهر له ولعقبه مهجور ست صالح تمسک نیست وگفته اند که مطلق عمری هبه ست

در اثناے یک سال یا نزد انقضاے آن بیاید چنانکه حرف فا بدان مشعر ست پس اگر آمد ملتقط لقطہ را بوے تسلیم نماید ورنہ خودش بدان منتفع گردد وچون بعد از انتفاع آید ضامن آن باشد بشرطیکہ بر جان خود صرف کردہ نہ در غیر آن و مسلم از عبدالرحمن بن عثمان تیمی روایت کردہ کہ نہی فرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم از لقطۂ حاج و در حدیثے دیگر آمدہ کہ حلال نیست لقطۂ مکہ مگر از براے معرف و تعریف لقطۂ مکہ اشد ست از تعریف دیگر لقطہا و در حدیث مقدام بن معدیکرب آمدہ کہ فرمود حلال نیست صاحب دندان از درندگان و نہ حمار اہلی و نہ لقطہ از مال معاہد مگر آنکہ مستغنی شود معاہد ازان اخرجہ ابی داود

باب در بیان ودیعت

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرمود کسیکہ نہاد ودیعت خود نزد کسے بروی ضمان نیست و این را ابن ماجہ بسند ضعیف از عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کردہ و نزد دارقطنی بلفظ لا ضمان علی مؤتمن و در سندش نیز ضعف ست ولکن مجموع این احادیث منتہض بر عدم ضمان بشرط عدم خیانت و جنایت و تعدے در حفظ ست زیراکہ در بعض طرق تقیید بلفظ غیر المغل آمدہ و مغل بمعنے خائن ست و جنایت و تعدے ہمچو خیانت باشد و اما حدیث علی الید ما اخذت حتی تؤدی پس دران دلالت بر ضمان نیست

باب در بیان فرائض

اہل علم از مجتہدین وغیرہم درین باب توسع بسیار کردہ اند ولیکن احق بتدوین و عمل ہمانست کہ بکتاب و سنت ثابت شدہ و مجرد رای در خور تدوین نیست خصوصا در کتب ہدایت ابن عباس گفتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرمود برسانید فرائض یعنے سہام میراث را با اہل آن وانچہ بماند از براے اولی رجل ذکر باشد و این متفق علیہ ست و وصف رجل بلفظ ذکر بغرض تاکید ست و فائدۂ آن دفع توہم تجوز یا سہو یا عدم شمول باشد و ابن العربی گفتہ فائدۂ آن آنست کہ احاطہ بجمیع میراث ذکر را باشد نہ انثے را یا مراد بلفظ رجل مجرد نجدت و قوت در امر

نزد نبودن والد حقیقی بمنزلهٔ والد ست واب مسقط برادران وخواهران ست مطلقا وهر گاه این
زعم باشد که پدر پدر هم حیثیتی هست که جده دران شریک او نیست وی دلیل آرد وهمچنین قول قائل
که دلیل مقتضی مقاسمت جد با اخوه ست وباقی را بعد از اخوات بگیرد محتاج دلیل ست ودر
حدیث بریده آمده که آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم از برای جده یک سدس قرار داد وقتیکه
چون او مادری نباشد یعنی واگر باشد حاجب گردد رواه ابی داود والنسائی وصححه ابن
السکن وابن خزیمة وابن الجارود وقواه ابن عدی ولیکن درین حدیث بیان نشد
که این جده از طرف مادر بود یا پدر رونه اینکه جدهٔ مذکوره آنست که مدرج یک پدر میان دو
مادر بود یا مدرج یک مادر میان دو پدر نباشد پس تفاصیل وتفاریع که در کتب فقه مذکور ست
درخور امعان نظر در مستندات فقهاء ست ومجرد اجتهاد فردی از افراد صحابه بر احدی حجت نیست
وهمچنین اجماع جماعتی از ایشان تا آنکه بحد اجماع رسند وفصل آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم
فرمود خال وارث کسی ست که او را وارث نباشد واین را احمد واهل سنن جز ترمذی از مقدام
بن معدیکرب اخراج کرده اند وابوزرعه رازی تحسینش نموده وحاکم وابن حبان تصحیحش گفته و
این حدیث را طرق ست واقل احوالش آنست که حسن لغیره باشد واز همین باب ست حدیث
ابن اخت القوم منهم واین حدیث صحیح ست ودر روایتی نزد احمد واهل سنن جز ابوداود
باین لفظ آمده که الله ورسوله مولی من لا مولی له والخال وارث من لا وارث له و
حسنه الترمذی وصححه ابن حبان ودران دلالت باشد بر ثبوت میراث ذوی الارحام
ومؤید او ست دهانیدن آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم میراث ملاعنه بورثهٔ مادر او ونیند آنها مگر
ذوی الارحام قال تعالی واولوا الارحام بعضهم اولی ببعض وقال للرجال نصیب مما ترك الوالدان
والاقربون وللنساء نصیب مما ترك الوالدان والاقربون ولفظ رجال ونساء واقربین شامل ذوی الارحام ست
واما حدیث سألت ربی عن میراث العمة والخالة فسارنی ان لا میراث لهما پس
دران مقال ست واگر بصحت رسد غایتش تخصیص این دو فرد از عموم ذوی الارحام باشد

وتاویلش باین نهج ممکن ست که نیست میراث از برای این هردو همراه کسی که اقدم ست
یا میراث مقرر نیست یا آنکه میتوان گفت که حدیث ما ابقت الفرائض فلاولی رجل
ذکر دال بر آنست که اولی الارحام ذکور اولی اند از اناث اند پس حدیث نفی میراث عمه
وخاله مفید این معنی ومقوی اوست یا حدیث وراثت خال وباین طریق جمع میان احادیث
حاصل می شود وقد قال بمثل ذلک ابو حنیفة رحمه الله تعالی فصل جابر از آنحضرت
صلی الله علیه وآله وسلم آورده که چون آواز کند کودک وارث گردد اخرجه ابو داود وصححه
ابن حبان واین بنا بر آنست که استهلال دلیل حیات ست وعطاس وبکا ونحو آن در حکم
اوست ودرین باب حدیثها ست اما همه ضعاف ودر فرموده نیست برای قاتل از میراث چیزی
وصواب وقف این روایت بر عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده ست داخله النسائی و
قواه ابن عبد البر وبالجمله از طرق مرویست که از رتبه حسن لغیره قاصر نیست وظاهر آنست
که حدیث شامل قتل عمد وقتل خطا هردو ست وبر تفرقه دلیلی ناهض نیست وتخصیص بی دلیل
مقبول نباشد پس حق حقیق بقبول آنست که قاتل عمد یا خطا وارث مال یا دیت نیست والیه
ذهب الجمهور ولیکن اگر این قتل بطور دفاع ست یا بامر امام حق پس وجهی از برای منع میراث
مفروض له شرعا نباشد ودر فرموده هرچه را پدر یا پسر فراهم آورد آن از برای عصبه اوست هر که
باشد واین را ابو داود ونسائی وابن ماجه از عمر بن خطاب آورده اند وابن المدینی و
ابن عبد البر تصحیحش پرداخته دلیل ست بر وراثت ولاء وحدیث ابن عمر مرفوعا که الولاء لحمه ایست
همچو لحمه نسب وبیع آن نمی شود واین روایت از طریق شافعی از محمد بن حسن از ابو یوسف
شاگرد ابو حنیفه رح آمده وابن حبان تصحیحش کرده ولکن نزد بیهقی معلل ست لکن حدیث ان
میراث الولاء للاکبر من الذکور ولا ترث النساء من الولاء الا ولاء من اعتقن او
اعتق من اعتقن اخرجه ابن ابی شیبة من حدیث عمرو بن شعیب عن ابیه عن
جده عن النبی صلعم دلیل ست بر تخصیص میراث ولاء مردان را نه زنان را وآنش گفته

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودا فرض شما زید بن ثابت ست اخرجہ احمد وصححہ
الترمذی ولیکن معلل بارسال ست ودرین حدیث باعوجی کہ دروست اشارت ست بآنکہ
درین باب رجوع بسوی اومی توان کرد ولہذا شافعی در فرائض بروے اعتماد کردہ واورا بر غیر وے
ترجیح دادہ فصل خلاف درانکہ عبد مالک ارث می شود یا نمیشود اشہر ترازنار برعلم ست وادلہ
دران بغایت مختلف ع فکیف یقوم الظل والعود اعوج ودر حدیث حسن نزد ترمذی
از ابن عباس مرفوعاً آمدہ کہ اذا اصاب المکاتب حدا او میراثا ورث بحساب ما عتق منہ
واین صالح احتجاج ست برانکہ عبد وارث نیست چہ درین حدیث از برائے جزء باقی بر عبودیت
اثبات میراث نفرمودہ وحدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مرفوعا بلفظ المکاتب قن
ما بقی علیہ درہم کہ نزد ابوداود وغیرہ است معارض اوست وجمع میان ہردو ممکن ست
باین طریق کہ حکم عبودیت بروے درما عدای احکام مذکور درحدیث اول ست۔

باب در بیان عول

درین باب مرفوعے تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثابت نشدہ ودعوی اجماع صحابہ ہم
بران مخدوش ست بنا بر خلاف ابن عباس دران ونیست در اثباتش مگر مجرد اجتہادات بعض
صحابہ واجتہاد صحابہ بر احدی حجت نیست ولا سیما دیکہ مستلزم قطع بعض میراث وارث باشد بلکہ صنیع مربلہ
قسمت ترکہ آنست کہ الحاق فرائض باہل آن کنند وانچہ ماند باولی رجل ذکر دہد وہر کرا او تعالی
مقدم کردہ است اورا مقدم داشتہ نصیبش تمام وکمال بدہد ومؤخر کردۂ او تعالی را موخر
داشتہ ما بقی قلیل باشد یا کثیر باو بسپرد مثلاً اگر یکے بمرد وزوج ومادر وخواہر گذاشت فرض
خدا از برائے زوج نصف ست ودر صورت عول اورا ثلث ثمان می رسد ویک ربع از نصیب او
کم می گردد وہمچنین مادر را ثلث ست ودر عول اورا ربع می رسد واین حط ست از نصیبے کہ او تعالی
آن را فرض ومقدر فرمودہ پس قول بعول جز تبدیل راستے نیابد وکیف کہ رعایت مصلحت بعض
ورثہ باد خال نقص کہ مفسدہ بیش نیست بر بعض دیگر نہ از جنس اجتہاد جارے بر سنن مرضی ست

پس درین مسئله زوج را نصف ترکه فرض منصوص بنام ثالث و اخت را سدس باقی می باید
و درین سدس خفا ظاهر است دیگر هیچ خیر سئالی چه ثابت فرض مقدر که نصف باشد بود و ثابت
ولکن این نصف پاشیده است بانکه اولی تر باین یافته شود حاصل آنکه افنا بعض میراث
وارث بجبر دیانت بی مستندست وخطری که دران ست مخفی نیست بخلاف تقدیم اولی تا اولی
از کسانی که او تعالی میراث شان فرض گردانیده با آنکه داخل زیر حدیث الحقوا الفرائض
باهلها ست و دران سلامت از خطرست زیرا که درین صورت قول نقص بر اقدم و احق
نیست بلکه بر ذو فریضه متاخره ما استحقاق بعیدست و به صرح ابن عباس ما ابصرنا
بعد ادلک الاستدلال حیث یقول لو قدموا من قدم الله و اخروا من
اخره الله ما عالت فریضة فی الاسلام ولیکن شوکانی بعد مدتی دراز تالیف حاشیة
شفاء الاوام ازین مسئله رجوع کرده رساله بنام ایضاح القول فی اثبات العول نوشت **فصل**
در مسئله رد میراث دلیلی بالخصوص نیامده و نه در عصر نبوت وقوع رد در فریضه از فرائض معلوم
شده ولکن استدلال بدان بادله مستقله در میراث ذوی الارحام ممکن ست از انجمله دلیل
دال بر استحقاق یکی از ذوی الارحام از برای جمیع میراث ست همچو حدیث الخال وارث
من لا وارث له وچون این معنی در ذوی الارحام ثابت شد پس ثبوتش در ذوی السهام
بالاولی باشد و از انجمله اولیه رد حدیث متلاعنین ست در صحیحین و دران آمده وکانت حاملا
وکان ابنها ینسب الی امه فجرت السنة انه یرثها وترث منه ما فرض الله لها
و بیان این فرضش در احادیث وارد شده همچو حدیث عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده عن
النبی صلی الله علیه وآله وسلم انه جعل میراث ابن الملاعنة لامه ولورثتها من
بعدها اخرجه ابو داود و در سندش ابن لهیعه ست ولیکن ترمذی از برای آن شاهدی
باین لفظ مرفوعا آورده المرأة تحوز ثلاثة مواریث عتیقها ولقیطها وولدها الذی
لاعنت عنه گو در سند این شاهد با آنکه ترمذی تحسینش کرده مقال ست و وجه استدلال آنست

کدام مانع جمیع میراث ولد خود ست نیست مغنے رد مگر مین مخور مذکور والیہا اصل ان ذا السہم لہ مع غیرہ مافرضہ اللہ لہ فی کتابہ ومع عدم الغیر من العصبات وذوی السہام لہ جمیع المال فرضا من اللہ عز وجل

باب در بیان خنثے

این قسم واسطہ ست در بیان ذکر و انثے در این شریعت حقہ ذکرش نیامدہ ونہ وجودش در خارج متحقق گشتہ وصحت اسئلہ مرویہ از بعض سلف کہ درین باب واقع شدہ ممنوع ست و بر فرض صحتش بیان سؤال از شئے و بیان وجود آن شئے در خارج ملازمتی نیست چہ تعلق سؤال بمستحیل گاہے از برای کدام غرض ہیچ انجام و تمرین اذہان می باشد و حق تعالی در کتاب عزیز فرض بعض فرائض از برائے ذکر و بعض از برائے انثے کردہ و بدان ضرب امثال نمودہ و بعض را از بعض باحکام ممیز ساختہ و ہمچنین رسول او نمودہ ولیکن وجود چنین کس کہ یک آلہ ہیچ آلہ ذکر و آلہ دیگر ہیچ آلہ انثے دارد بسیار منقول شدہ اما بیان وجود دو آلہ در میان خنثے غیر ممیز بودن صاحب دو آلہ ملازمت نیست لا سیما در کہ اعتبار بسبق بول کنند **فصل**

اما میراث مجوس پس قواعد شرعیہ مغنی ست از ان چہ تقریر اہل ذمہ بر شرع آنہا خواہ در نفس الامر صحیح باشد یا غیر صحیح متقرر شدہ و چون ترافع بسوی اسلام کنند پس حکم میان شان بشرع اسلام باید چنانکہ کتاب عزیز بدان مصرح و قضاے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدان قاضے ست پس تدوین این فصل چنانکہ کردہ اند و می کنند بے فائدہ عائدہ ست **فصل**

قسام اجیرے ہیچو سائر اجراء ست مستحق اجرت باشد از کسیکہ کار او کردہ و این اجرت اگر مسماۃ ست مستحق ماسوای آن نیست و اگر غیر مسماۃ ست اجرت مثل بر حسب عمل باید لکن این قدر باید کہ اجرتش ہیچو اجرت مزاولین اعمال وضیعہ نباشد زیرا کہ مرجع این صناعت قسمت بسوی علم ست و علم اشرف صنائع ست دینا و دنیا و نہ آنقدر اجرتش باید داد کہ بمقدار نصیب بعض مقتسمین برسد چنانکہ درین روزگار می کنند کہ این ظلم بحت ست بلکہ سلوک مسلک

وسط پایہ کردہ تا اجرت بر مقدار انصبا پایہ داد و قول بعض اہل علم کہ اجرت قسام از نصف حصہ
ترکہ یا بر قدر آن باید داد ہیچ نیست و بر دلیلی بر آن مگر و دگر باشت نظر قسامین بسا کل
مال مردم بباطل است

باب در بیان وصایا

ابن عمر گوید آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودہ است سزد مرد مسلمان را کہ چیزے دارد
در آن وصیت کردن می خواہد آنکہ دو شب بسر برد مگر آنکہ وصیت وے نوشتہ نزد او موجود
باشد متفق علیہ و سعد بن ابی وقاص گفت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را گفتم من مالدارم
و نیست وارث من مگر یک دختر من و دو ثلث مال خود تصدق کنم فرمود نہ گفتم نیمہ مال فرمود نہ گفتم
یک ثلث فرمود یک ثلث و ثلث بسیار است اگر ورثہ خود را غنی بگذاری بہتر از آن است کہ ایشان را
بگذاری درویش مردم دست بسوال بیفشارند و این نیز متفق علیہ است و در آن دلالت است بر آنکہ
اقتصار بر ثلث بنا بر علت مذکور است و چون وارثے حقیقے از قرابت موجود نباشد اقتصار بر
ثلث ہم واجب نبود ولیکن این اجماع نیست زیرا کہ جمعے از اکابر علما بآن رفتہ اند کہ میت را
اگرچہ جز بیت المال وارثے نبود تصرفاتش جز در ثلث نافذ نیست و این ثلث کہ در یکے از احادیث
اذن تصرف دادہ اند باعتبار آن قرب متقرب است کہ میت از برای بیان خود چون زکات
شرعی متعالی آرد پس این ثلث مأذون بہ است فاما آنچہ بر میت واجب است خواہ حق خدا
ہمچو زکوة و کفارات و حج کہ میت معتقد وجوب اوست یا حق آدمی باشد ہمچو دیون پس چون اخراج
آن از راس المال است قبل از ہمہ شئے و این تفصیل کہ در میان تعلق بمال ابتدا و در میان
تعلق بمال انتہا ذکر می کنند چیزی نیست و اصلا اثرے ندارد و حاصل آنکہ چون میت بر
حقوق خدا و حقوق آدمیان کہ بر ذمہ اش واجب بود اخراج آن از راس ترکہ او واجب است
بعد از آن در باقی نظر کنند اگر میت وصیتے بکدام قربت غیر واجبہ بر وی کردہ است اخراجش
از ثلث باشد و واجب باشد زیرا کہ ایزد تعالی دستوری تصرف ثلث مالش ارزانی داشتہ

بهر طور که خواهد صرف کند مگر بحیثیت عدم ضرار بنحو تفضیل بعض ورثه بر بعض یا اخراج مال از ورثه
نه از برای مقصدے دینے بلکه از برای مجرد احرام ورثه پس درین قرب که میت از برای
خود مقرر کرده رفته ست دیدنی ست اگر مستغرق ثلث باشد بدون زیادت ونقصان ست
انفاذش واجب واگر زیاده است انفاذ زائد جز باذن ورثه نمی تواند شد ونزد اذن ورثه رضای
شان بر خروج یا رد از مال مملوک خود کم باشد یا بسیار حاصل گشت واگر کمتر از استغراق ثلث ست
فاضل از ثلث ورثه را باشد فهذا هو الحق الذی لا ینبغی العدول عنه واما گردانیدن
بعض حقوق واجبه الٰهی از ثلث وبعض از راس مال پس بی اصل ست وجز مجرد خیالات مختلفه
نیست وظاهر نزد ما آنست که میان حقوق واجبه خدا وحقوق آدمیان در مخرج آن از ترکه
فرقی نیست ونه تقدیم حقوق آدمی بر حقوق خدا واجب بلکه جمله حقوق یکسان ست زیرا که مشترک است
در وجوب بر میت ولا فراق بین واجب وواجب وهر که زعم کند که بعض حقوق اقدم از بعض ست
بروی دلیل آوردن واجب با آنکه اگر یکے گوید که حقوق خدا اقدم از حقوق بنی آدم ست و
بقوله صلی الله علیه وآله وسلم فدین الله احق ان یقضی استدلال نماید بعید از صواب نیست
اگر نه این می بود که مراد به یقضی بفعله الفاعل ست بنحو قریبے که از طرف قریب خود حج بکند
یا از وی صوم نهد نه آنکه مال از برای این کار کردن بدهد که این محتاج دلیل دال بر صحت اوست
تا بر ایجابش چه رسد ودر حدیث معاذ بن جبل آمده که فرمود رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم
او تعالے تصدق کرد بر شما بثلث اموال شما نزد وفات شما از برای زیادت در حسنات شما
رواه الدارقطنی واخرجه احمد والبزار من حدیث ابی الدرداء وابن ماجة
من حدیث ابی هریرة وکلها ضعیفة لکن قد تقوی بعضها ببعض وعائشه گوید مردے
آمد وگفت ای رسول خدا مادر من ناگهان جانش رفت ووصیت نکرد وگمان دارم که اگر
سخن می کرد از طرف خویش صدقه می داد او را اجر ست اگر از جانب وے صدقه دهم فرمود
آری واین متفق علیه ست ولفظ مسلم راست واین بحث طویل الذیول ومتشعب الادله از معقول

و منقول ست و احسن اقوال آنست که تعلق ثواب و عقاب بعد از موت انسان جز بسبب
از وی نباشد پس در ثواب هیچ صدقهٔ جاریه و علم نافع و ولد صالح ست و شک نیست که
این هر سه چیز سعی آدمی ست و ظاهرش لحوق هر بر از ولد بوالدست و دعا باشد یا جز آن
نه مجرد دعا چنانکه لفظ یدعو له بران دال ست و جملهٔ سعی انسان یکی سنت حسنه ست که
آنرا جاری کرده و بالجمله هر چه بودن او از سعی انسان صحیح ست شرعا یا عقلا در لحوق آن بانسان
ریبی نیست و این در سعی حسن ست و در عکس آن جاری ساختن سنت سیئه و وصیت
متضمن اثم یا قطیعت رحم و نحو آن ست و در مثل این امور طردا و عکسا اشکالی نیست زیرا که
مندرج ست زیر قول تعالی و ان لیس للانسان الا ما سعی اشکال اگر هست در کارهاست
که از سعی انسان نیست مثل حدیث صیام ولی میت از طرف میت و حج از طرف اخت
و از طرف شبرمه و نبیشه که آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم بران تقریر ایشان فرموده است
و هیچ دعا از برای اموات نزد ذکر و زیارت قبور موسع و نحو آن از امور پس بعض مردم تاویل
این کارها می کنند و بسوی نوعی از سعی ارجاعش می نمایند حالانکه هیچ ملجئی از برای این تاویل و
ارجاع نیست بلکه اولی آنست که چنان گویند که آنچه مخالف آیهٔ مذکوره آمده تخصیص این
عموم ست و بنای عام بر خاص امری متفق علیه علمای اصول باشد و اگر از تاویل ناگزیرست
پس تاویل چیزی باید کرد که مخالف عدل خدا و حکمت آن الهی ست هیچو تعذیب میت ببکای اهل
وی چه تاویل این قسم امور محتاج الیه موجود ست و کیف که تعذیب بدون سبب از انسان
عدل نباشد و نه موافق حکمت ست هذا خلاصة ما ینبغی التعویل به فی هذه المسئلة
فصل ابو امامه باهلی گفته آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم را شنیدم می فرمود خدا هر ذی حق را
حق او بداد پس نیست وصیت از برای وارث اخرجه احمد و حسنه الترمذی و
قوّاه ابن خزیمة و ابن الجارود و دارقطنی روایتش از حدیث ابن عباس کرده
و در آخرش زیاده نموده که الا ان یشاء الورثة و اسنادش حسن ست و بالجمله در مشروعیت

وصیت از برای اقارب قبل از نزول آیہ مواریث خلافی نیست و بعد از نزول آیہ پس دران خلاف ست ولکن شک نیست کہ آیہ منسوخ ست بحدیث و حدیث متضمن اشارت بسوی آیہ مواریث ست پس نتوان گفت کہ نزد بعض اہل اصول متمحض از برای نسخ نیست زیرا کہ این نسخ باشارت مذکور واقع شد آری خلاف در منسوخ ست کہ آیا جواز ست یا وجوب حق آنست کہ منسوخ مجموع مفاد آیہ ست چنانکہ حرف نفی در لا وصیۃ لوارث بران مشعر و سیا لفظ ابن عباس کہ لا یجوز لوارث وصیۃ کما اخرجہ الدارقطنی موصولا وابو داود مرسلا واما معارضہ میان این حدیث و حدیث اذن تصرف در ثلث مال پس جمع ممکن ست باین طریق کہ اذن مقید ست یا مخصص بآنکہ وصیت غیر وارث را باشد حاصل آنکہ وصیت از برای وارث ممنوع ست بنص حدیث و بر زاعم جواز دلیل ست ولاسیما چون این وصیت بقصد ضرار بعض ورثہ باشد کہ این حرام ست بقرآن قال تعالی غیر مضار وقال فمن خاف من موص جنفا او اثما الآیہ وکذلک ہر وصیت کہ مخالف شرع شریف باشد باطل ست و منع وصیت ضرار از کتاب و سنت ثابت و منجملہ آن یکے تفضیل بعض ورثہ بر بعض ست و رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنرا جور نامیدہ وبالجملہ ظاہر ادلہ عدم نفاذ چیزے از وصیت ضرار ست خواہ بثلث باشد یا بکتر یا بزیادہ بلکہ لائق رد آن بر فاعل اوست و احادیث اذن بثلث مقید ست بعدم ضرار و علامہ شوکانی را دران رسالہ مختصرہ ست

کتاب الجنایات

ابن مسعود گفتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود حلال نیست خون مرد مسلمان کہ گواہی می دہد بہ لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ مگر بہ یکے از سہ کار ثیب زانی ونفس بنفس وتارک دین خود و مفارق جماعت رواہ الجماعۃ وحدیث متفق علیہ ست و در حدیث عائشہ مرفوعا آمدہ روا نیست کشتن مسلمان الا در یکے از سہ خصال زانی محصن

دیگر یکی بکشد مسلمان را پس آن کس کشته شود و مردی که بیرون شود از اسلام و محاربه کند
با خدا و رسول پس کشته شود یا بردار کشیده آید یا دور کرده شود از زمین رواه ابو داود
والنسائی و این تخییر ثابت است از قرآن کریم و هو الحق الذی لا محیص عنه و تفصیلی
که درین هر سه عقوبت از ابن عباس رضی الله عنهما آمده ثابت نیست ابن مسعود گفت
رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم فرموده اول حکم که در میان مردم کنند روز قیامت در
خونها باشد متفق علیه و فرموده هر که بکشد بنده را بکشیم او را و هر که جدع کند عبد را جدع کنیم او را
این رواه احمد والاربعه آمده و ترمذی تحسینش نموده و لیکن روایتش از طریق حسن بصری از
سمره آمده و در سماع حسن از سمره اختلاف است و در روایتی آمده هر که خصی کند بنده خود را
او را خصی کنیم و این زیادت را که روایت ابی داود و نسائی است حاکم صحیح گفته و در سند حدیث
ابن عباس لا یقتل حر بعبد متروکین اند بلکه قتل حر بعبد خواه بنده این کس باشد یا
غیر ثابت است خواه عتیق باشد یا مولی و مؤید اوست قوله تعالی النفس بالنفس و ادله سنت
وارد اند بر قتل مرد عوض زن بدون تسلیم کدام شیئی از ورثه زن و در حدیث عمر بن خطاب
آمده آنحضرت را شنیدم می فرمود کشته نشود پدر عوض پسر رواه احمد و ترمذی و ابن
ماجه روایت کرده اند و ترمذی گفته مضطرب است و ابن جارود و بیهقی تصحیحش کرده اند
و چون ابی جحیفه از امیر المؤمنین علی رضی الله عنه پرسید نزد شما چیزی از وحی جز قرآن است
فرمود نه سوگند بکسیکه دانه شگافت و نسمه پیدا کرد مگر فهمی که خدا مردی را در قرآن عطا فرماید
و مگر آنچه درین صحیفه است گفتم درین صحیفه چیست فرمود دیت است و رهانیدن بندی و آنکه کشته
نشود مسلم بکافر رواه البخاری واخرجه احمد و ابو داود والنسائی من وجه آخر
عن علی رضی الله عنه و گفت خونهای مسلمانان برابر است و می دود بذمه مسلمانان ادنای
ایشان و ایشان یک دست اند بر غیر خود و کشته نشود مومن بکافر و نه ذو عهد در عهد خود و این را
حاکم صحیح گفته و انس بن مالک گفت دختری را یافتند که میان سرش دو سنگ کوفته شده او را پیش

که این کار با تو کدام کس کرده است فلان یا فلان تا آنکه ذکر یکے یهودے کردند اشارت
بسر کرد آن یهودی را گرفتار ساختند وے اقرار کرد آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم فرمود
سر او را میان دو سنگ بشکنید حدیث متفق علیه ست ولفظ مسلم راست پس این قول
که حد جز بسیف نباشد باطل ست و از عمران بن حصین آمده که غلامی از ان مردم فقیر گوش
غلامی از ان مردم غنی ببرید فقرا نزد آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم آمدند بر ایشان چیزی مقرر نکرد
رواه احمد والثلاثة باسناد صحیح و عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده گفته مرد ے طعنی بزانوی
مردی کرد وی نزد رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم آمد و گفت قصاص من بگیر فرمود تا آنکه
بشود ے باز آمد و قصاص خواست پس قصاص گرفت باز آمد و گفت لنگ شدم فرمود
ترا نهی کردم تو نافرمانی من کردی پس دور کرد ترا خدا و باطل شد لنگی تو و نهی فرمود از قصاص
جرح تا آنکه صاحبش به گردد و درینجا دلیل ست بر وجوب انتظار برء جرح و اندمال آن و بر قصاص
از جارح و این حدیث نزد احمد و دارقطنی ست ولکن معلل بارسال ست و ابو هریره گفت
دو زن باهم پیکار کردند از قبیله هذیل یکے دیگرے را بسنگ زد و او را با بچه اکه در شکمش بود
بکشت اختصام با آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم کردند حکم داد که دیت جنین او یک غره عبد
یا ولیده ست و دیت زن بر عاقله اش نهاد و ولد او را و هر که با او بودند آنها را وارث او گردانید
حمل بن نابغه هذلی گفت ای رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم چگونه تاوان دهم کسے را که نخورد
و نیاشامید و نه سخن کرد و نه آواز بر آورد همچو کس انداخته می شود یا خون جنین شخص باطل باشد
فرمود این مرد از برادران کهان ست و این ارشاد بنا بر سجع بندے وے کرد حدیث
متفق علیه ست و ابو داؤد و نسائی روایتش از ابن عباس کرده اند و صحیحه ابن حبان و الحاکم
و انس گفته که ربیع بنت نضر عمه او دندان پیشین دخترے بشکست و از وی عفو خواستند عفو ننمودند
ارش عرض کردند ابا آوردند نزد آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم آمدند و انکار کردند مگر قصاص
آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم امر بقصاص فرمود انس بن نضر گفت اے رسول خدا صلعم ثنیه

بیخ شکسته شود بخدای که ترا بحق فرستاده دندان وی شکسته نشود آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم
فرمود ای انس کتاب خدا قصاص است قوم راضی بعفو شدند حضرت صلی الله علیه وآله وسلم
فرمود از بندگان خدا کسانی اند که اگر قسم بر خدا کنند سوگند ایشان راست فرماید این حدیث
متفق علیه است اگرچه لفظ از بخاری است و فرمود هر که در عمیت کشته شد یا در انداختن سنگ
یا سوط یا عصا بوی عقل خطا است و هر که عمداً کشته شد آن موجب قصاص است و هر که حائل
این قصاص شود بروی لعنت خدا است اخرجه ابو داود والنسائی وابن ماجه باسناد
قوی و این مبنی بر آنست که قتل دو قسم است عمد و خطا و طائفه از اهل علم قتل را سه قسم ساخته اند
و قسم سوم که خطای شبه عمد باشد افزوده و در آن دیت مغلظه مقرر کرده اند و اثبات وی نموده
باحادیثی که درین باب آمده استدلال نموده و گفته که دیت قتیل خطا شبه عمد صد شتر است از آنجمله
چهل بار دار باید و لکن حدیث زنی که زنی دیگر را بسنگ کشته بود و آنحضرت صلی الله علیه وآله و
سلم او را قتل فرموده معارض این احادیث است و مقام از معارک است کمال احتیاط در آن از
مسقطات باشد **فصل** ابن عمر گفت آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرمود چون مردی مرد دیگر
را گرفت و دیگری بکشت قاتل کشته شود و ممسک محبوس گردد و این را دارقطنی موصولاً و
مرسلاً آورده و ابن قطان صحیحش گفته و رجالش ثقات اند مگر آنکه بیهقی ترجیح ارسال کرده
و عبدالرحمن بن بیلمانی از آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم آورده که آنحضرت صلعم مسلمانی
را عوض معاهد قتل کرده و فرمود من اولی ترکسیم که وفای ذمه او کنم و این مرسل است
نزد عبدالرزاق و موصول است نزد دارقطنی بذکر ابن عمر و لکن اسناد موصول واهی است
ابن عمر گفت کشته شد یک کودک بطریق حیله پنهانی عمر گفت اگر تمام اهل صنعا در آن شریک
می شدند همه را عوض این کودک می کشتم رواه البخاری حاصل آنکه اگر جماعتی از
مردان یا از مردان و زنان در قتل مردی همه شریک باشند بدون حق شرعی گردند همه
کشته شوند وهذا هو الحق زیرا که ادله قرآنیه و حدیثیه در میان قاتل یکی باشد یا

جامه فرق نکرده حکمتی که تشریع قصاص از برای آن بوده یعنی حقن دماء و حفظ نفوس مقتضی این است که همگنان کشته شوند هر که نائل بود هم جواز قتل جماعت به احد است هیچ حجتی شرعیه ندارد بلکه ثابت است آنچه بر آن استدلال کرده اند تشبیهات ساقطه است که از شرع مطهر دلیلی و دلیری بیست و تکلم شوکانی بر بعض علمای عصر برین اجابت نقض کرده باستیفای جمیع حجج پرداخته دفتر مو دهر که او را قتیلی بعد این مقال کشته شود اهل آن قتیل میان دو اختیار اند یا دیت گیرند یا بکشند اخرجه ابو داود من حدیث ابی شریح الخزاعی والنسائی واصله فی الصحیحین من حدیث ابی هریرة بمعناه

فصل اگر یکے بیند که مردے با زن او زنا می کند قتلش روا نیست زیرا که در حدیث سعد بن عباده در همچو ماجرا منع از قتل آمده آری نزد این رویت انکار منکر مذکور حیلولت میان آن بهر چه ممکن است واجب باشد چنانکه بر غیر زوج واجب است و تا توانند قتل نکنند و اگر انکار آن جز بقتل نتواند بکشد چنانکه حکم سائر معاصی است

باب در بیان دیات

عمرو بن حزم گوید آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم باهل یمن کتابی نوشت در آن این است که هر که مسلمانی را بدون جنایت بکشد وی را قصاص است مگر آنکه اولیاے مقتول راضی گردند یعنی بدیت یا عفو و در نفس دیت صد شتر است و در بینی که از بیخ برکنده شد دیت است و در زبان دیت است و در هر دو لب دیت است و در هر دو بیضه و در ذکر و در صلب و در هر دو چشم دیت است و در یک پاے نیم دیت و در مامومه که بمغز پوست رسد ثلث دیت و در جائفه که بشکم رسد ثلث دیت و در منقله پانزده شتر و در هر انگشت از انگشتان دست و پاے ده شتر و در موضحه که سفیدے استخوان ظاهر کند پنج شتر است و مرد کشته می شود بزن و بر اهل ذهب هزار دینار است اخرجه ابو داود فی المراسیل والنسائی وابن خزیمة وابن الجارود وابن حبان واحمد واختلفوا فی صحته و ابن مسعود گفته آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم

نر و بیست بنت مخاض است و بیست حقه و بیست جذعه و بیست بنات مخاض و بیست بنات
لبون و بیست بنی لبون اخرجه الدارقطنی بلفظ سنن ابو داود بیست بنی مخاض بدل
ابن لبون است ولکن اسناد اول اقوی است و این حدیث را ابن ابی شیبه ابو داود موقوف
وقف آورده و موقوف اصح است از مرفوع و ابو داود و ترمذی جز ایشان بطریق عمرو
بن شعیب عن ابیه عن جده کرده و لفظش این است دیت سی حقه و سی جذعه و چهل
باردار است و هر نوع از انواع دیت برای یک اصل است اگر جانی اختیارش بکند
احادیث در مقادیر دیات تغلیظا و تخفیفا مختلف آمده و هر یکی را قسم است دیت مغلظه
در خطای شبه عمد باشد و دیت مخففه در خطای محض و احادیث صحیح اند باین معنی ثابت
شده پس باید گردد و مذاهب درین باب مختلف بوده ولکن تحقیق همین است آری دلیل در قائل تغلیظ
بمراد تغلیظ آنست که اولاد بعض ابل در بطنش باشد چنانکه در احادیث است حدیث عبدالله
بن عمرو بن العاص از آنحضرت صلعم آورده که دیت خطای شبه عمد آنکه بسوط یا عصا باشد
صد شتر است چهل از آن پنهان باشد که در شکمهای آنها اولاد بود اخرجه ابو داود
والنسائی وابن ماجة وصححه ابن حبان و فرمود این و آن برابر است یعنی خنصر و ابهام
رواه البخاری عن ابن عباس ولفظ ابی داود والنسائی الاصابع سواء والاسنان سواء
الاسنان سواء والثنیة والضرس سواء ولفظ ابن حبان آنست که دیت اصابع یدین
و رجلین برابر است از هر انگشت ده شتر و در حدیث عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده مرفوعا
آمده که در مواضح پنج پنج شتر است و این را احمد و اهل سنن اخراج کرده اند و احمد الاصابع
سواء کلهن عشر عشر من الابل زیاده کرده و صححه ابن خزیمة و ابن الجارود
و هم از وی مرفوعا مروی است که عقل یعنی دیت اهل ذمه نصف عقل مسلمانان است
رواه الاربعة و نزد ابی داود باین لفظ است که دیت معاهد نصف دیت حر است
نسائی آنست که عقل زن مثل عقل رجل است تا آنکه ثلث دیت برسد و صححه ابن خزیمة

و این در ارش جراحات باشد و مستفاد از ادله آنست که قبیلهٔ عاقله جانی نفس خود است و بطن عاقلهٔ
جانی خود و قرابت عاقلهٔ جانی قریب است و میان این احادیث منافات نیست بلکه جمع
این طریق که چون قرابت قادر باشد بر تسلیم لازم اخص باشد از غیر خود و چون لازم محتاج زیادت
باشد بر قرابت را قدرت بر وفا نبود بطن را لازم گردد و بعد قبیله را و هم از وی آمده مرفوعاً
که عقل شبه عمد مغلظ است مثل عقل عمد و کشته نشود صاحب او و شبه عمد آنست که بجهد شیطان
بود و باشد خونها در میان مردم در غیر دشمنی و بلا حمل سلاح اخرجه الدارقطنی وضعفه
و ابن عباس گفته مردی مردی را بر عهد رسول خدا بکشت آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم
دیتش دوازده هزار درهم مقرر گردانید رواه الاربعة و نسائی و ابو حاتم ترجیح ارسالش کرده
و ابو رمثه گفته آمدم رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم را و با من پسر من بود پرسید این کیست
گفتم این پسر من است گواه شو بدان فرمود آگاه باش که این جنایت بر تو نمی کند و نه تو جنایت
بر وی می کنی رواه احمد والنسائی و ابو داود وصححه ابن خزیمة و ابن الجارود
و این حدیث مطابق کریمهٔ و لا تزر وازرة وزر اخری است ع

گنه بود مرد ستمگاره را　　　چه تاوان زن و طفل بیچاره را

و مجموع این ادله قول قائل که عقل در شریعت ثابت نیست مردود است زیرا که ادلهٔ عقل
اخص مطلق است و عمل بدان واجب و ظاهر حج آنست که عقل در جمله جنایات خطا لازم باشد
بدون فرق میان موضحه و مادون و ما فوق آن و در هر جنایات از شارع ارش مقدر
آمده همچو جنایات مذکوره در حدیث طویل عمرو بن حزم و جز آن که در معنی اوست واجب در آن
اقتصار است بر مقدار وارد در نص و هر جنایت که در آن تقدیر ارشش از شارع نیامده
بلکه تقدیر ارش در آن از صحابی یا تابعی یا من بعدهما آمده پس در آن حجت بر احدی نیست
بلکه مرجع در آن همچو محل نظر مجتهد است و بر مجتهد واجب است که در مقدار نسبت ارش بالنسبت جنایات
که در آن ارش مقدر از شارع آمده است بنگرد و چون در ظن او مقدار نسبت غالب گردد باید که

مقدار ہمان نسبت تقدیر ارش کنند مثلاً در شرع از برای موضحه ارش مقدر ست اگر جنایتے
تر از موضحه باشد مثل سمحاق و مثلاً دامیه یا ضعف دو دامیه پس بحیثیتے که مقدار باقی از لحم معطوع نیست
ربع قدر حس باید جنایت اربعه اخماس از لحم بریده و در دیت این جنایت چهار شتر یا چهل مثقال
مقرر گردانند زیرا که مجموع ارش موضحه پنج ابل یا پنجاه مثقال بود و اگر دو یک بلکه از لحم ثلث ست
ارش جنایت بمقدار دو ثلث از ارش موضحه گردانند و چون بلکه مثلاً نصف یا ربع یا خمس
اعتبار باشد نیز همچنین بجا آرند و همچنین در سائر جنایات که تقدیر ارش شرعی نباشد ملاحظه نسبت
میان او و میان مقدر الارش از جنس آن جنایت بکنند و درین حین حاکم عالم محتاج
تقلید دیگرے از مجتهدین نباشد کائناً من کان و نه تقسیم جنایت بسوی واجب الارش
مقدر و واجب الحکومة باقی ماند و معلوم ست که فقها غیر معین اند در روایت و بسیارے
بیچارگان میان حدیث صحیح و موضوع فرق نمی کنند تا بدریافت علل خفیه احادیث
رسد و بدتر از ایشان حال صوفیه ست که هر حدیث موضوع نزدیک ایشان گویا از کلام
الله ست نعوذ سبحان الله و بحمده و در دیت عبد دو صورت ست یکے آنکه واجب قیمت
عبد ست اگرچه از دیت حر متجاوز گردد زیرا که عبد چیزے از اجناس ست که تملک آن صحیح باشد
پس چنانکه وجوب قیمت بر متلف معین ست اگرچه از دیت آزاد بیفزاید همچنین بر متلف عبد
هم واجب ست دوم آنکه زیاده بر دیت حر لازم نیست زیرا که عبد از نوع انسان ست
و در جمیع صفات معتبر کمتر از حر باشد و غایت منتهایش آنست که در کمال همپایه انسان حر باشد
و واجب در حر دیت ست پس بیش ازین زیاده بران واجب نیست و اول اصح ست من حیث الرأی لیکن
از طریق روایت از آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم درین باب چیزے بصحت نرسیده
و از علی مرتضی رضی الله عنه همچو هر دو قول مرویست فصل اصل اصیل در جنایت هر
حیوان غیر انسان آنست که این جنایت بر مالک حیوان مضمون نیست بنا بر دو امر یکے
آنکه جانور غیر مکلف ست پس الزام مالکش جز بموجب رضا نباشد دوم آنکه حدیث جنایة العجماء

جنایا صحیح ست وتوجیه بران تقارست تا آنکه مخصصی بیابد بهچو حدیث متضمن آنحضرت صلعم برای صاحب ماشیه که در شب انسا دی کرد ه ملحق ست باین مخصص جنایت واقع از دابه بسبب آدمی چنانکه دابه را در راه مسلمانان استاده کند یا در بازار ها بدواند یا سگ گزنده بپرورد آنرا نهد یا آنچه مانند اینهاست حاصل آنکه جنایت دابه غیر مضمون ست مگر بدلیلی که دال بر ضمانش باشد یا بسبب آدمی بود که اگر آن سبب نبود این جنایت ازان دابه صادر نمی شد ومخصص اول شرعی ست وثانی عقلی ابن عمر رضی الله عنهما گفته آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرمود جابر ترین مردم بر خدا سه کس اند یکی آنکه در حرم خدا قتل کرد دیگر آنکه غیر قاتل خود را بکشت سوم آنکه بنا بر ذحل یعنی ثار جاهلیت کشت واین نزد احمد وابن حبان ست در ذیل حدیث صحیح عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده مرفوعاً آورده که هرکه خود را طبیب نمود ووی معروف بطب نیست آنکس ضامن باشد اخرجه الدار قطنی وصححه الحاکم واین حدیث نزد ابی داود ونسائی وغیرهما نیز هست مگر آنکه مرسلش اقوی از وصل باشد واین عام ست ازانکه علاجش سرایت کرده یا مباشر بوده وبعد باشد یا بخطا در هر حال دیت بر وی واجب ست گو بنا بر رضای بیمار بمعالجه اش قصاص سیاستش ورد سیل گفته در سرایت دیت نیست ودر مباشرت مضمون علیه باشد اگر عمداً است ور بر عاقله بود اگر خطاست

باب در بیان دعوی خون وقسامت

صحیح احادیث که درین باب آمده حدیث متفق علیه سهل بن ابی حثمه از کبرای رجال قوم ویست که عبد الله بن سهل ومحیصه بن مسعود بهر د و بنا بر جهدی که بایشان رسیده بسوی خیبر برآمدند ومحیصه برگشته خبر داد که عبد الله بن سهل کشته شد واز یهود باز خواست کرد وگفت شما او را کشته اید یهود گفتند والله ما نه کشته ایم محیصه وبرادرش حویصه وعبد الرحمن بن سهل نزد آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم آمدند ومحیصه سخن کردن گرفت حضرتؐ فرمود کبّر کبّر اراده سن فرمود حویصه کلام کرد باز محیصه سخن نمود فرمود دیت صاحب شما دهند یا ایذان بحرب نمایند درین باب

به یهود تحریر فرمود آنها نوشتند که ما هرگز نکشته ایم حضرت به حویصه و محیصه و عبد الرحمن بن سهل
گفت شما سوگند می خورید و مستحق خون صاحب خود می شوید گفتند نه فرمود یهود سوگند خورند
گفتند ایشان مسلمان نیستند آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم دیت از نزد خود بداد و صد شتر
بایشان فرستاد سهل گوید یک ناقه سرخ ازان شتران مارا لت زد و آنرا مردی با[illegible]
مروی ست که رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم قسامت را بر طریقیکه در جاهلیت بود مقرر
داشت و میان مردم از انصار در قتیلی که دعوی آن بر یهود خیبر کردند حکم فرمود و این نزد
مسلم ست و جهالت صحابی غیر قادح باشد در صحت و ثبوت سند و روایت و درین باب
جمعی کثیر را از اهل علم مسائل باطله از دلائل واقع شده و در هیچ حدیثی چه صحیح و چه حسن که
متقضی جمع میان ایمان و دیت باشد ثابت نگشته بلکه تصریح احادیث فقط بوجوب ایمان
و بعض مصرح بوجوب دیت فقط و بالجمله خبط و خلط بسیار و دراز کار درین باب بود و دیگر
او تعالی مارا باثبات احکام بر چنین از دلائل متعبد ساخته ولا سیما وقتیکه مخالف شرع ثابت
باشد و مستلزم اخذ مال بود که معصوم ست مگر بحق اسلام و لهذا جمعی از سلف مثل ابو قلابه و
سالم بن عبد الله و حکم بن عتیبه و قتاده و سلیمان بن یسار و غیرهم بآن رفته اند که قسامت
غیر ثابت ست بنا بر مخالفتش با اصول شریعت بچند وجه که در شرح منتقی مذکور ست و جواب
جمهور از انکار ایشان نیز بیان جا و کر یافته و بعد از انکه ثبوتش بحدیث صحیح باشد انکار
را جای نیست

باب در بیان قتال اهل بغی

مروی ست از ابن عمر که هر که بر ما سلاح بر داشت وی از ما نیست اخرجه الشیخان
و از ابی هریره مرفوعا آمده هر که برآمد از طاعت و گذاشت جماعت را و مرد پس
مردنش مردن جاهلیت ست این را مسلم روایت کرده و فرمود آنحضرت صلی الله علیه وآله
وسلم بکشد عمار را گروه باغی رواه مسلم ایضا و لمسلم عن عرفجه بن شریح از آنحضرت صلعم شنید

می فرمود هر که آمد شما را و امر شما فراهم ست و می خواهد که جدا کند جماعت شما را او را بکشید اخرجه
مسلم و ابن عمر مرفوعاً آورده می دانستی ای ابن ام حکم خدا در باره کسیکه ازین امت باغی
گشته چیست گفت خدا و رسول دانا تراند فرمود تمام کرده نشود کار زخمی ایشان و کشته نشود
اسیر ایشان و خواسته نشود گریزنده ایشان و تقسیم کرده نشود غنیمت ایشان و این را بزار و
حاکم روایت کرده اند و آنکه حاکم تصحیحش کرده وهم ست زیرا که در اسنادش کوثر بن حکیم متروک ست
اما از علی موقوفاً نحو آن بچند طریق بصحت رسیده واخرجه ابن ابی شیبة و الحاکم و این
باب در اصل مستفاد از اجتهادات صحابه رضی الله عنهم ست و اکثر مرویات درین باب از علی
مرتضی ست و از آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم مرفوعی ثابت نشده مگر حدیث مذکور که جماعتی
از حفاظ تضعیفش گفته اند و صحیح آنست که منادی علی رضی الله عنه روز صفین ندا کرد و رفع ثابت
نشد و اهل اسلام اجماع کرده اند بر بعض این احکام مثل عدم جواز سبی بغاة حاصل آنکه
اصل دم و مال مسلم عصمت ست و از تعالی سوای قتال طائفه باغیه تا آنکه از بغی برگردد اذن
بامری دیگر نداده پس واجب اقتصار برهمین قدر ست و هر کرا از وی فیئ از بغی حاصل نشده
با وی قتال روا ست اگرچه جریح یا منهزم باشد بدون فرق میان کسیکه او را فئه باشد و کسیکه
او را فئه نباشد مادام که مصر بر بغی خود ست و گرفتن مال او روا نیست بلکه مالش باقی بر عصمت
اصلیه ست و همچنین سبی مسلمین مأذون به از طرف خدا نیست و بی شک و شبهه حق بدست
علی کرم الله وجهه بود در جمیع مواطن و طلحه و زبیر با وی بیعت کرده شکستند و بغی ورزیده در
جیوش مسلمین بر آمدند ناچار قتال شان واجب آمد و قتال او با خوارج حق ست احادیث
متواتره دال ست بر مروق خارجیان از دین همچو مروق سهم از رمیه و همچنین بغی اهل صفین
ظاهر ست و اگر در آن هیچ نباشد مگر همین حدیث مرفوع یا عمار تقتلک الفئة الباغیة
از برای افاده مطلوب کافی ست و معاویه را صلاحیت معارضه علی نبود لکن وی طلب
ریاست و جاه و دنیا کرد در میان قومی اغتام که نه معروف می شناختند و نه منکر را انکار

می کردند معاویه با ایشان راه مخادعت رفت و طلب دم عثمان ظاهر نمود و کار را و از پیش
رفت و این قوم سر و بری او بذل مال دادو سوال کرد و غیر خواسته او نمود تا آنکه حضرت امیر
با اهل عراق می گفت که دوست دارم آنکه ده کس از شما عوض یک کس از اهل شام بجهت
صرف دراهم دینار بکار آیند و درین معامله از اهل شام هیچ عجب نیست عجب از کسیست
که بصیرت دارد و بعض صحابه و فضلای تابعین که میل بمعاویه کردند کاش می دانستیم که کدام
امر بر ایشان مشتبه شد تا آنکه نصرت مبطلین و خذل محقین پیش گرفتند حالانکه قول او سبحانه فان
بغت احداهما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفیٔ الی امر الله بگوش ایشان رسیده
و احادیث متواتره در تحریم عصیان ائمه است مادام که کفر بواح نکنند شنیده و قول آنحضرت
صلی الله علیه و آله و سلم عمار را که ترا فئه باغیه بکشد بصباح هوش خورده و راست این است
که اگر عظیم قدر صحابه در رفع فضل خیر القرون نمی بود می گفتیم که حب شرف و مال سلف این امت
را در فتنه انداخت چنانکه خلف را مفتون خود ساخته اللهم عفوا و نیز معلوم شد که در قتال
باغیان بوده از سنت مسلم و ثابت نیست و نه سنت خلفای راشدین است بلکه محدث
اول او معاویه است که برای خود بیعت این کار کرده و عمرو بن العاص او را برین حرکت برانگیخته
چنانکه مطلع بر کتب سیر و تاریخ می داند و معهذا صحابه اجماع کرده اند بر قبول اخبار بغاة و اینها
قاعده در خور یاد داشتن است تا اعتراض غیر عارف بحقائق بر روایت از بغاة علی کرم الله وجهه
بر خیزد و علامه سید محمد بن ابراهیم وزیر در عواصم و قواصم درین باب بسط قول کرده و بطرق
حکایت اجماع برین معنی نموده فصل سبب اعظم و رکن اهم از امامت نصب امام انصاف
ظالم از مظلوم و قیام بعدل در امت اسلام است و شک نیست که هیچ مال ظالم از برای تعنا
ماخوذ از مظلوم از آن جنس است که اتمام واجب جز بدان نمی تواند شد و همچنین داد و تحریر
که بدست ظالم است بمظلوم عوض حق او و همچنین گرفتن زکوة و خمس آن باکراه از ممتنع از تسلیم
آن بشرطیکه امام صرف آن زکوة در مصارف مذکوره در کتاب الله بکند واجب است

چون التباس مظالم بوجهی باشد که معرفت مظالمین ممکن نیست پس این مال منجمله اموال حلال است
در مصارف بیت المال مسلمین مصروف گردد و لا مصارف لها الا ذلك و مشرکان اگر خواهند
که جیفه مشرک مقتول را بدفع مال خرید کنند وجهی از برای کراهت بیع آن جیفه نیست زیرا که اموال
شان بر اصل اباحت ست و استخراج آن بهر ممکن سائغ و این از باب توصل بسوی حلال
بغیر ممنوع منه ست و در کتاب و سنت آنچه دال بر کراهت حمل رؤس باشد نیامده اما اگر در حمل آن
ارهاب اعدا یا تقویت حرب حق یا شد عضد محقین باشد شگفت نیست که از وادی
طاعات بوده از صحراے مکروہات و لا سیما سرہاے مشرکان چه جیفه کافر
هیچ جیفه و دواب سو حرمتے ندارد و تعلیل بمباشرت نجاست چیزے نیست بنا برآنکه میان
هر دو امر کدام ملازمت نبوده ست ممکن که بدون مباشرت نجاست بردارند و مروی ست که سر
ابی جهل را نزد آنحضرت صلعم بردند و این بچند طریق آمده و ذلك موید لما هو الاصل من الجواز

باب در بیان قتل جانی و مرتد

آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم فرمود هر کشته شد نزد مال خود وے شهید ست رواه ابو
داود و النسائی عن ابن عمرو وصححه الترمذی و این حدیث در صحیحین هم آمده لیکن از
ابن عمرو بن العاص و نزد اهل سنن از حدیث سعید بن زید ست و اقسام شهادت زیاده بر
پنجاه ست پدر والا گهر دام مجده در کتاب عبره بذکرش پرداخته و عمران بن حصین گفته یعلی
بن امیه با مردی قتال کرد یکے دیگرے را گزید اختصام نزد آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم
آمد فرمود یکے از شما برادر خود را چنان می گزد که نر می گزد نیست دیت این حرکت را و این حدیث
متفق علیه ست اگرچه لفظ از مسلم بوده و این دلیل ست برآنکه جنایتے که سبب آن از طرف
مجنی علیه باشد هدر ست ابو هریره گفته ابو القاسم صلعم فرموده اگر ثابت شود که مردی نگریست
بر تو بلا اذن تو و تو او را سنگریزه زدی و چشم او کور شد بر تو گناهے نیست متفق علیه
و در لفظی از احمد و نسائی که ابن حبان تصحیحش کرده چنین آمده که نیست دیت و نه قصاص در آن

مر اہل علم را درین مسئلہ تفاصیل و شروط است که قائلش خلاف ظاہر حدیث و قائل بلا دلیل است
و حدیث ظاہر الارادہ و واضح الاستفادہ ست پس مصیر بسوی آن متعین باشد و
در حدیث براء بن عازب آمده که حکم کرد رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم بآنکه حفظ حوائط در روز
بر ذمه اهل حوائط است و حفظ ماشیه در شب بر ذمه اهل مواشی ست و بر اهل ماشیت
ضمان آنچه ماشیه در شب بآن رسید و این را احمد و اهل سنن جز ترمذی اخراج کرده اند و
ابن حبان گفت صحیح ست لیکن در اسنادش اختلاف ست و از معاذ بن جبل درباره مردی
که مسلمان شده یهودی گردید آمده که گفت نه نشینم تا آنکه کشته شود قضاء الله و رسوله پس وی
کشته شد متفق علیه و در روایت ابی داود آمده که پیش ازین از وی توبه خواسته بودند
و این دلیل ست برآنکه از مرتد توبه خواهند اگر کرد فبها ورنه فی الفور کشته شد و مهلت سه روزه
خواستن بی دلیل ست و حدیث مرفوع ابن عباس که هر که دین خود تبدیل کرد او را بکشید رواه
البخاری مؤید اوست زیرا که مطلق غیر مقید بمهلت ست بلکه باستتابت بلکه آنچه در باد[illegible]
صحیح آمده امر بقتل ست و امر بفور و انکار بعض صحابه بر قتل مرتدین قبل از استتابت در حجت
نیست و صلاح تقیید حدیث ثابت از شارع نمی تواند شد و دعوی اجماع بواسطه عدم انکار
باطل ست و همچنین دعوی استتابت سه بار منقوض ست بآنکه اگر خبر در ورود و سوغ اتفاق باشد
ثلاث را مزیه اختصاص بر سائر اعداد وارده در کتاب و سنت نیست پس تحقیق درین مسئله این قدر
که مرتد را یک بار امر برجوع اسلام کنند اگر اجابت کرد حقن دم او واجب باشد و اگر نکرد قتل
او دران وقت متعین ست و دعای مشروع بمجرد قول ما او که ارجع الی الاسلام ست حاصل
شده و حق آنست که قتل احدی از باطنیه که در هند بوهره نام دارند با وجود تستر ایشان بکا[illegible]
حلال نیست مگر بعد اتیان کسی فعل یا قول کفر بدون تاویل بجا آرند و لا سیما شهود آنست که در نزد
خود اظهار اسلام و صلاح می کنند و ایهام بودن خود بر حق می نمایند پس اگر این معنی صحیح شد
جمیع عوام بوهره بر کافر بودن شان نمی دانند بلکه اعتقاد بر حق بودن اینها پیدا می کنند درین علم

تعریف ایشان بحق احوج از قتل ست و تا کفر بواح از باطنیه سر بر نزند کشتن هیچ یکے از انها
روا نباشد بنا بر آنکه کلمهٔ اسلام و دعوت نبویه دارند اگرچه از امور دین برکران بلکه بر شفا جرف هار
باشند و شک نیست که متعلم سحر بعد از اسلام و فاعل سحر کافر مرتد ست و حدش حد مرتد و آن
قتل ست و عدم قتل رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم لبید بن عاصم را که بر حضرت صلعم سحر کرد
معارض این حکم نمی تواند شد زیرا که پیش از ثبوت حد سحر بود یا بنا بر خشیت معرهٔ یهود که شوکت
داشتند تا آنکه حق تعالی ایشان را تباه ساخت و کسر شوکت کرد و قلیل و ذلیل گردانید و قد
عمل الخلفاء الراشدون علی قتل السحرة وشاع ذلك وذاع ولم ینكر احد و در
قتل دیوث دلیلی ثابت نشده و اصل در مسلم عصمت ست و هر معصیت مبیح قتل نبا شد
بلکه آن معاصے مخصوصه ست که در ان شرع بقتل وارد گشته و لاسیما بعد از ورود حصر در حدیث
لا یحل دم امرئ مسلم الا باحدی ثلاث و دیوث از ین هر سه کس نیست حاصل
آنکه وی از اعظم عصاة ست باجتماع منافیهٔ دین و مروت که درین کار باشد و اما آنکه کشته شود
فلا و لا کرامة **فصل** ابن عباس گفت نابینائی را ام ولد بود که آنحضرت صلعم را دشنام می داد
و در وی صلعم می افتاد و این نابینا او را ازین حرکت منع می کرد اما منتهی نمی شد تا آنکه شبی معول
گرفته در شکم او خلانید و بران نشسته بکشت این خبر بآنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم رسید فرمود
آگاه باشید که خون آن ام ولد هدر و رایگان ست رواه ابو داود والنسائی او د جهش
آنست که سب نبی ارتداد ست و ساب مرتد و ردت یکی از اسباب قتل ست و این بر تقدیر یست
که درین خصوص دلیلے بر جواز قتل نیامده فکیف که اهدار دم ساب تا آنکه زن سابه وارد شده
و یکی را فرستاد که کعب بن اشرف و ابی رافع را بکشد و مردان و زنان ساب را که زیر استار
کعبه پنهان شدند امر بقتل فرمود و شک نیست که حامل انسان بر سب رسول چیزے جز بغض
غرار که آنرا از نزد خدا عز و جل آورده چیزے دیگر نیست و هر که سب وے باین سبب کند راد
دین و کاسر هدی وی صلعم باشد و درین ردت خود هیچ شک و شبهه نیست و قریب باین منفی سنت

شعار و دثار گردانیدن سب صحابه زیرا که جز فحش درین و تعذیب ساب و کراهت اسلام او
مسلمین چیزی دیگر هرگز مقتضی سب این بزرگواران و حامل بر دشنام ایشان نیست تنبیه
اینا اہل دین امر علی الحقیقة قد اقامت شرع کرده اند بسیرت خود و نحن فعلنا این شرعیت مطهره
پرداخته تا تمام مردم چنانکه آمده بود رسانیده فرضی الله عنهم وارضاهم و انهی
المشتغلين بثلمهم وتمزيق اعراضهم المعصومة قال في الحل تقدم اينا ان المالكية
ما صار يفعله اهل مصر والشام والمغرب من قتل من كان كذلك بعد مراجعة
الى حكام الشريعة وحكمهم بسفك دمائهم وهذا وان كان عند ناعيه جائز
لما عرفناك من عصمة دم المسلم حتى يقوم الدليل الدال على جواز سفكه ولكن
فيه القيام التام بحقوق اساطين الاسلام انتهى كلامه بح وهو مسك الختام

کتاب الحدود

گذشت که حد محارب بیان ست که در قرآن کریم آمده و ظاهر کتاب عزیز آنست که بر هر که
محارب بودن با خدا و رسول صلعم و ساعی فساد بودن در ارض صادق آید عقوبتش قتل
یا صلب یا قطع از خلاف یا نفی از ارض ست خواه کشته یا نکشته و ظاهر عدم جمع میان این
همه انواع یا دو نوع و عدم جواز ترک یک نوع ست و این مقتضای ظاهر نظم قرآنی ست و
تفاصیلے که بعض اہل علم ذکر کرده اند اگر دلیلی دال بران یا بر بعض آن که صالح تمسک باشد
بیاید عمل بران باید کرد و اگر همین مجرد قول ابن عباس و دیگر صحابه ست پس اجتهاد وی رضی الله
عنه و دیگر صحابیون بعد هم بر احدی حجت نیست و مراد بصلب مصداق صلب نزد اہل لغت
است اگر صلب نزد ایشان نام مفضی الی الموت ست همچنین باید و اگر اعم ست پس امتثال
بفردی از افرادش حاصل می شود و قدر آیه کریمه آنچه مشیر باشد بسوی عدم عفو و رحمت الہی
از برای تائب قبل از قدرت موجود نیست و دران قطع بحصول مغفرت و رحمت از برای
این تائب ست و اگر قطع را تسلیم کنیم این قطع در ذنوبی باشد که امرش بدست او تعالی

است کہ دران سقوط خطاب اخروی وحد مشروع الٰہی می تواند شد واما حقوق آدمیان از دم ومال وعرض پس در آیہ دلیلی بر سقوطش نیست ومن زعم ان ثم دلیلا یدل علی السقوط مطلقا فما الدلیل علی ہذا الزعم

باب دربیان حد زانی

ابوہریرہ وزید بن خالد جہنی گفتہ اند کہ مردے از اعراب نزد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمد وگفت سوگند خدایت می دہم کہ از برائے من حکم بکتاب خدا بکنی دیگر کہ افقہ از وی بود گفت آری میان ما قضا بکتاب خدا فرمای واذن دہ کہ سخن کنم فرمود بگو گفت پسر من عسیف یعنی مزدور بود نزد این مرد پس زنا کرد با زن او ومرا خبر دادند کہ بر پسرم رجم ست پس صد گوسفند ویک دختر در فدیہ اش دادم واہل علم را پرسیدم مرا خبر کردند کہ بر پسر من صد تازیانہ وتغریب یک سال ست وبر زن اینکس رجم باشد فرمود سوگند بکسیکہ جان من در دست اوست میان شما حکم بکتاب خدا بکنم دختر وگوسفند بر تو واپس ست وبر پسر تو صد تازیانہ وتغریب عام باشد وبامداد کن ای انیس بسوی زن این کس اگر اعتراف کند یعنے بزنا رجمش بکن واین حدیث متفق علیہ ست ولفظ مسلم راست وفرمود بگیرید از من بگیرید از من او تعالی از برای ایشان یعنے زنان راہے مقرر کردہ در زنای بکر ببکر صد تازیانہ وتغریب یک سال ست ودر زنای ثیب بہ ثیب جلد صد تازیانہ ورجم ست رواہ مسلم واحادیث قاضیہ بوجوب تغریب بطرق صحیحہ از جماعۃ از صحابہ آمدہ واین متضمن زیادت بر جلد ست وغیر منافی اوست پس قبولش متحتم باشد ومعارضہ اش بعدم ذکر تغریب در بعض روایات غفلت از وجوب حمل مطلق بر مقید ست واحتجاج باقوال بعض صحابہ مفید چیزی نیست زیراکہ ما متعبد باقوال شان نیستیم و معہذا چنانکہ ضرب وتغریب از آنحضرت صلعم ثابت شدہ ہمچنین از ابوبکر صدیق ہم ثابت گشتہ رواہ الترمذی عن ابن عمر ورجالہ ثقات الا انہ اختلف فی رفعہ ووقفہ وابوہریرہ گفتہ مردی از مسلمانان نزد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمد حضرت صلعم در مسجد

تشریف داشت آن مرد حضرت را ندا کرد و گفت ای رسول خدا صلعم من زنا کرده ام حضرت
صلعم از وی رو گردانید آن مرد بهمان سوی روبروے خود کرد و گفت من بزنا کرده ام باز اعراض
کرد تا آنکه آن مرد چار بار تکرار نمود چون دید که چار بار شهادت بر جان خود بزنا داده او را بخواند
و فرمود ترا جنون ست گفت نه پرسید محصن شده گفت آری فرمود این را ببرده رجم کنید متفق علیه
و در حدیث ابن عباس آمده که چون ماعز بن مالک نزد آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم آمد گفت
که زنا کرده ام فرمود شاید بوسه گرفته یا اشارت بچشم و ابرو نموده یا نگاه کرده گفت نه اے
رسول خدا صلعم بلکه جماع کرده ام پس امر کرد برجم او رواه البخاری و مسئله تکرار اربع شهادات از
ماعز ثابت ست حق آنست که اقراری که بدان استباحت جلد و رجم می شود دران زیادت بر
یک بار شرط نیست و از آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم رجم و امر بدان و بجلد بمجرد اقرار یک بار
ثابت ست و در چند حدیث آمده و سکوت وی صلی الله علیه و آله وسلم درین قصه ماعز موجب
آن نیست که اقرار چار بار شرط باشد غایتش آنکه اگر امام در بعض احوال تثبت کرد تا آنکه اقرار بمرات
واقع شد این تثبت او را می رسد علامه شوکانی بسط قول درین مسئله در شرح منتقی کرده و للمقام
حقیق بالتحقیق و از عمر بن خطاب آمده که وی خطبه خواند و گفت خدا محمد صلی الله علیه و آله وسلم
را بحق فرستاده و بر وی کتاب نازل ساخته پس در آنچه بر وی فرود آورده آیه رجم بود و ما
آن را خواندیم و یاد گرفتیم و فهمیدیم و آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم رجم کرد و ما بعد از وی رجم کردیم
می ترسیم که اگر زمان دراز گردد و گوینده بگوید که ما رجم در کتاب خدا نمی یابیم و گمراه شوند بترک
فریضه که خدا نازلش کرده و رجم ثابت ست در کتاب خدا بر کسیکه زنا کرده و وی محصن ست مرد
باشد یا زن اگر بینه قائم شود یا حبل یا اعتراف باشد متفق علیه و بالجمله جلد و رجم زانی محصن
حق ست و نیست بدست سلف مگر مجرد روایت عدم جلد ماعز حالانکه نص قرآنی تخصیص بکر نکرده و
در سنت آنچه دال بر جمع میان جلد و رجم باشد در برابر محصن آمده و لهذا امیر المؤمنین مرتضی کرم الله وجهه
شراحه همدانیه را جلد و رجم هر دو کرد و گفت جلد بکتاب خدا کردم و رجم بسنت رسول الله صلعم نمودم

پس زعم نسخ جلد محصن بے دلیل ست و مجرد خلوت مثبت احصان نیست زیرا کہ تشدید در
عقوبت محصن برجم از برای آنست کہ وے کسر سورت شہوت خود کردہ و داعیۂ ارتکاب زنا
او را باقی نماند بخلاف کسیکہ ہنوز زن نگرفتہ ست کہ اشتعال شہوت و شدت یادت او موجب
تخفیف عقوبت ست چہ وی مبتلاے بعزوبت و شباب گشتہ پس مجرد خلوت مقتضی تغلیظ عقوبت
از برای او نباشد و او را ازین خلوت جز زیادت ثوران شہوت چیزے دیگر دست بہم ندادہ
و لہذا بعض اہل علم نقل اجماع کردہ اند بر آنکہ ثبوت احصان جز بدخول ثابت نمی گردد و بمجرد
خلوت حاصل نمی شود و روایات در رجم ماعز مختلف آمدہ در بعض ذکر حفرہ ست و در بعض نہ و
جمع میان آنہا چنین ست کہ حفرۂ صغیرہ کندہ بودند چون از انجا بگریخت بقیۂ رجم در حال قیام کردند
واما حفر از برای زن پس ثابت ست خلافی در مشروعیتش نیست فالحق انہ مشروع و خطاب
در اقامت حدود متوجہ بیکے نیست بلکہ بجمیع مسلمین ست ولکن استدلال بر توجہ خطاب بسوی
امام ممکن ست بآنکہ متواتر شدہ کہ ہیچ حدی در زمن نبوت قائم نشدہ مگر آنکہ در حضرت وی
صلعم یا بامر وی صلعم بود و ہمچنین در زمن خلفاے راشدین و من بعدہم در جمیع اقطار و اعصار
اقامت حدود در حضور امراء یا بامر شان می شد و اطباق برین معنے قرناً بعد قرن و عصراً
بعد عصر دال بران ست کہ این کار بدست امام ست اگر در زمانۂ حاضر امامے یا سلطانے از
سلاطین اسلام موجود باشد و اگر نباشد یا ہست ولیکن اقامت حدود اللہ نکرد وجوب آن متوجہ
گردد بہمہ مسلمانان و از باب فرض بالکفایہ باشد و جز بفعل از ہیچ یکے ساقط نگردد بقاءً
علی اصل خطابات الکتاب والسنۃ المتوجہۃ الیہم و رفع حدیث ادبعۃ الی الائمۃ
او الی الولاۃ بوجہی کہ صالح اعتبار بود بصحت نرسیدہ و بر تقدیر تسلیم این معنے کہ دلیلی دال بر
بودن حدود بسوی ائمہ باشد احادیث امر مالکان باقامت حد بر مملوکان مخصص او باشد چہ
اشتراط عدم امام در اقامت مالکان از برای حد از باب ترجیح عام بر خاص ست بر فرض
آنکہ انجا عامی دال بر بودن حدود بسوی ائمہ یافتہ شود و حق آنست کہ حد بمجرد وقوع سببش

در تغییر زمن امام یا مکان که انجا ولایتش نمے رسد باطل نمے گردد بلکه مراد آنست که چون امام را
سبب حد پرسد و وی قادر باشد باقامت آن واجب ست بر وی اقامت آن حد خواه
در ایام ولایتش یا پیش ازان واقع شده خواه در جای ولایتش بوده یا در غیر آن چه معتبر نیست
مگر بلوغ تا امام و تمکن آن از تنفیذ آن و این بر تقدیریست که عدم اقامت حدود از تغیر امام
تسلیم کرده شود **فصل** ابوهریره گفته آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم را شنیدم می فرمود چون
زنا کند کنیز یکی از شما و ظاهر گردد زنای او او را جلد کند و ملامتش نکند باز اگر زنا کرد باز تازیانه
زند و سرزنش ننماید باز اگر زنا کند پس بفروشد او را اگرچه برشته از موی باشد و این متفق علیه
است اگرچه لفظ مسلم راست و از علی کرم الله وجهه مرفوعا آمده اقامت حدود کنید بر مملوکان
خود و این را ابوداود روایت کرده اگرچه در مسلم نیز هست اما موقوفا و عمران بن حصین گفته
زنے از جهینه نزد آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم آمد و وی باردار بود از زنا گفت ای
رسول خدا صلعم رسیده ام بحد پس تمام کن حد را بر من آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم ولے
او را بخواند و فرمود نیکی کن با او و چون بار نهد نزد من بیار روے همچنین کرد پس امر فرمود جامه
آن زن وی بر خود جامهاے خود بربست و مرجوم گردید و نماز کرد بر جنازه او عمر گفت نماز
می گزاری بر وی و وی زنا کرده فرمود وی چنان توبه کرده که اگر در میان هفتاد کس از اهل
مدینه قسمت نمایند همه را گنجد بهتر ازین یافته که وی جان خود در راه خدا داد رواه مسلم
و بعد از ثبوت این روایت سخن در جواز و عدم جواز نماز بر محدود و مرد یا شهید یا زن از غرائب
فقها و عجائب علماست جابر بن عبدالله گوید آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم مردے از
اسلم و مردی را از یهود و زنے را که آن هم غامدیه بود رجم فرمود اخرجه مسلم و قصه دو یهود در
صحیحین از حدیث ابن عمر آمده و سعید بن سعد بن عباده گفته میان خانهاے ما مردی ناتوان
بود با کنیزی از کنیزکان شان خبث کرد و ذکرش برسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم کرده فرمود
او را حد زنید گفتند ضعیف تر ازان ست که حد زده شود فرمود عثکالی که دران صد شاخ باشد بدان

یک ضرب جز نمید همچنان کردند و این نزد احمد و نسائی و ابن ماجه بسند حسن ست لیکن در
وصل و ارسالش اختلاف نموده اند و درین حدیث دلیل ست بر حفظ جهات محدود در عدم
تاخیر حد از بیمار و ناتوان و حق آنست که مباشرت جمله شاخهاے عثکال ضرور نیست بلکه
یک بار بزنند و این عمل منجمله حیل جائزهٔ شرعی ست و مثل آن در قرآن کریم آمده فخذ
بیدك ضغثا الآیه **فصل** ابن عباس گفته آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم فرمود هر کرا
یابید که کار قوم لوط می کنند فاعل و مفعول هر دو را بکشید و هر کرا یابید که بر بهیمه فساد او را بکشید
و هم بهیمه را قتل کنید این حدیث نزد احمد و اهل سنن ست و رجالش موثق اند مگر آنکه در
سندش اختلاف ست و نزد ما دران نظر ست از اختلافے که فقها را در حد لوطی کرده اند
و هر یکے تجویزے تراشیده که مستند بدلیلی نیست و اجتهاد صحابه بر احدے از امت حجت
نباشد و قیاس استنزال منے بر لواطت بجامع قطع نسل غفلت شدید ست چه علت در
تحریم لواطت نه افضاے آن بسوی قطع نسل ست ورنه هر شئے از ماکولات و مشروبات
و حرکات و سکنات که مفضی بضعف باه یا بطلان شهوت شود اشد التحریم از لواط باشد
و لازم باطل ست پس ملزوم مثل اوست و بالجمله استنزال منے بکف یا بچیزے از جمادات
نزد دعاے حاجت مباح ست و لاسیما چون فاعل خاشے از وقوع در فتنه یا معصیت
که اقل احوالش نظر باز نیست باشد که درین حین مندوب ست بلکه گاہے واجب گردد
دمیکه ترک معصیت جز باین حرکت ممکن نشود و احادیث وارده در منع از نکاح بدست ثابت
و صحیح نشده بلکه بعض اهل علم نقل این استمنا از صحابه نزد غیبت از اهل خود کرده اند و در مثل
این کار حرجے نیست بلکه همچو استخراج دیگر فضلات موذیهٔ بدن ست و حرام وضع آن در
حرام ست و تعلیل بقطع نسل چیزی نیست چه این کار کسے می کند که زن حلال نمی یابد و اگر
یابد هرگز عدول باین کار که غیر مشتهی طبع و غیر مهوی نفس ست نکند و حاملش بران جز ضرورت
شدیده یا فقر مدقع باکراهت و وقوع در حرام نیست و اما مستخبث بودن آن پس اخبث تر

ازان او دیه نیست که بدان تا شرقی و نحو آن می گردد پس حکم بحد یا قریب آن سببش عصمت
مسلم و تحریم ایلامش بی وجه ست **فصل** ابن عباس گفته آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم
لعن کرد رجال مخنثین و نساء مترجلات را و فرمود بیرون کنید ایشان را از خانهای خود
رواه البخاری و ابو هریره گفته فرمود دفع کنید حدود را تا مدفعی از برای آن یابید
اخرجه ابن ماجه و سندش ضعیف ست و ترمذی و حاکم اخراجش از حدیث عائشه
بلفظ ادرؤا الحدود عن المسلمین ما استطعتم کرده یعنی تا توانید حدود را از مسلمانان
دور کنید و این نیز ضعیف ست و بیهقی روایتش از علی بلفظ ادرؤا الحدود بالشبهات
نموده و این موقوف ست و ابن عمر از آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم آورده که بپرهیزید
ازین قاذورات یعنی نجاستها که او تعالی ازان نهی کرده و هر که المام کرده بپوشد آنرا
بستر خدا و توبه کند بسوی او تعالی چه هر که ظاهر شد گناه او بروی اقامت کتاب خدا
کنیم رواه الحاکم و این در موطا از مراسیل زید بن اسلم ست **حاصل** آنکه تا وقتی که گناه
را پوشد و توبه کند و تا امام نرساند که پیش از رسیدن امید عفو خدا ست و بعد از رسیدن اقامت
حد بر امام واجب **فصل** هر که مکره شد بر زنا او را زنا جائز ست و حد غیر واجب چه احکام شرعیه
مقید باختیار ست و عمومات مخصص اند بادله اخری و امکان اکراه زن ظاهر ست و عدم
امکان اکراه مرد از جهت ست که انمایکه بیان وقوع زنا باشد ذکر ست و زنا موقوف
بر انتشار او ست و اکراه بدون انتشار غیر موثر باشد و انتشار کار مکره آمر فاعل نیست بلکه کار
مکره آمر مفعول ست ولیکن درینجا می توان گفت که سبب انتشار قوت شهوت ست اگرچه
مرد اراده فعل نبود و با انتشار اکراه بر ایلاج امکان دارد و مکره بفتح را ای راست آمده
جائز ست و ابلغ ازان مال مسلم باکراه نیست و استدلال مستدل بر منع بدعوی اجماع غیر مقبول ست
و تعلیل منع بانکه اضرار بغیر ست صحیح سودی ندارد چه اضرار بغیر مانند مال بهیچ اضرارش بتزریق
عرض بدشنام ست ولیکن اکراهی که مسوغ اخذ مال آدمی و ثلب عرض او ست همان اکراه ست

اگر دران تو عد نقتل و قطع عضو باشد نه مجرد اکراه بحبس و ضرب که بدان اخذ مال غیر جائز نباشد غرض که حق آنست که مجرد قید و سجن و ضرب خفیف کره نیست و هرگز فعل چیزے از محظورات بدان روا نباشد و نه ہیچ شئے از عقود باین حبس کره باطل می تواند شد زیرا که اکراه عبارت از انست که شخص را از حد اختیارش بیرون آرند و ہیچ انسان بمثل این امور از حد اختیار بیرون نمی رود بلا شک و شبهه

باب در بیان حد قذف

عائشه رضی الله عنها گفته چون عذر من نازل شد آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم بر منبر استاد و قرآن خواند و از منبر فرود آمده دو مرد و یک زن را امر بحد قذف کرد پس محدود شدند اخرجه احمد و اهل السنن و اشار الیه البخاری مراد برمی محصنات که در قرآن مذکورست آنست که قاذف لفظی دال بر رمی بزنا لغةً یا شرعاً یا عرفاً گوید و از قرائن احوال ظاهر شود که مراد متکلم باین لفظ ہمین رمی بزناست و تاویلے مقبول که حمل کلام بران صحیح باشد نیارد پس این لفظ موجب قذف ست بلا شک و شبهه ہمچنین اگر لفظے آورد که محتمل زنا نیست یا محتمل باحتمال مرجوح ست و لیکن اقرار باراده رمے بزنا کرد درین جا نیز بروی وجوب حد باشد و در تعریض بلفظ محتمل که ترینهٔ حال یا مقال بر قصد رمی بزنا دلالت نمی کند ہیچ حد نیست و بمجرد احتمال ایلامش روا نباشد و آیهٔ کریمه عام ست داخل ست زیر آن حر و عبد و غضاضت بقذف عبد از برائے حر اشد تر از قذف حر بحر ست و در حد قذف آنچه دال بر تنصیف حد عبد باشد در کتاب و سنت نیامده و آیهٔ فعلیهن نصف ما علی المحصنات من العذاب در حد زناست و حد زنا غیر حد قذف ست پس در الحاق حد یکے بدیگری اشکال ست لاسیما با اختلاف علت و بودن یکے حق محض خدا و دیگر مشوب بحق آدمی **فصل** انس بن مالک گفته اول لعان که در اسلام بود آنست که شریک بن سحما را هلال بن امیه قذف بزن خود کرد آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم فرمود گواه بیار یا حد

پشت تو زده شود و این حدیث دلیل است بر آنکه چون دزد از بیضه آورده شد به دو گواه
حد خود واجب نگردد حد قذف: و ربّی را حب شود عبد الله بن عامر بن ربیعه گفته ابوبکر و
عمر و عثمان و من بعد هم را دریافتم و ندیدم که مملوک را در قذف جز چهل تازیانه زده باشند
رواه مالک والثوری فی جامعه و سخن درین مسئله گذشت و ابوهریره گفته آنحضرت
صلی الله علیه وآله وسلم فرموده هر که قذف مملوک خود کند بروی روز قیامت اقامت حد کنند
مگر آنکه چنان باشد که گفته و این متفق علیه است و ظاهر عدم حد بر سید بنا بر قذف عبد است
و فقها را در آن اختلاف

باب در بیان حد سرقه

عائشه رضی الله عنها گفته آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرموده بریده نشود دست دزد مگر
در چهارم دینار یا زیاده و این متفق علیه است و لفظ مسلم راست و لفظ بخاری آنست که بریده
شود در ربع دینار و زیاده و در روایتی نزد احمد باین لفظ است که قطع کنید در ربع دینار و قطع مکنید
در کمتر از آن و از ابن عمر آمده که برید آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم در مجنی که قیمتش سه درهم
بود و این نیز متفق علیه است و سه درهم بآن ربع دینار است چنانکه در روایات صحیح وارد شده
پس نصاب سرقه یکی ازین دو چیز باشد سه درهم یا ربع دینار هذا هو الحق و استدلال
بر زیادت ثمن مجن بر سه درهم ساقط است بوجوهی که در شرح منتقی مذکور است و آنکه حدیث
ابی هریره مرفوعا آمده لعنت کند خدا دزد را که می دزدد بیضه پس بریده می شود دست او و می دزدد
حبل را و قطع کرده می شود دست او متفق علیه پس این بیضه و حبل هم قیمت سه درهم باشد فصل
عائشه رضی الله عنها گفته آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم با اسامه بن زید فرمود شفاعت میکنی
در حدی از حدود خدا باز ایستاد و خطبه کرد و فرمود ای مردم هلاک نکرد کسانی را که پیش از شما
بودند مگر این کار که چون شریفی در میان ایشان دزدی می کرد او را میگذاشتند و چون
ضعیفی می دزدید بروی حد قائم می نمودند متفق علیه واللفظ لمسلم و هم مسلم را وجه دیگر

از عائشه رضی الله عنها آورده که زن مخزومیه متاع مردم بعاریت می گرفت و انکار می نمود آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم امر ببریدن دست او فرمود و جابر از آن حضرت صلی الله علیه وآله وسلم آورده که بر خائن و منتهب و مختلس قطع نیست رواه احمد والاربعة وصححه الترمذی وابن حبان و در حدیث رافع بن خدیج آمده که نیست قطع در ثمر و نه در کثر یعنی پیه درخت رواه المذکورون مرفوعا وصححه ایضا الترمذی وابن حبان و ابی امیه مخزومی گفته دزدی را نزد آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم آوردند وی اعتراف کرد ولکن نزدش متاع یافته نشد آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرمود خیال نمی کنم دزدیده باشی گفت بلی دزدیده ام پس دو بار یا سه بار بروی همین کلمه اعاده فرمود ناچار امر بقطع کرد و بعد از بریدن دست پیش آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم آوردند فرمود استغفر الله وتب الیه گفت استغفر الله واتوب الیه فرمود اللهم تب علیه و این دعا سه بار کرد اخرجه ابو داود واحمد والنسائی ورجاله ثقات و حاکم اخراجش از حدیث ابی هریره کرده و دران زیاده کرده که ببرید او را و قطع کنید دست او باز داغ دهید موضع قطع را واخرجه البزار ایضا وقال لا باس باسناده و نیست دلیل بر اعتبار تکرار اقرار در ثبوت قطع و مجرد استثبات و تلقین مقر از آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم دلیل شرطیت یا وجوب نیست و کیف که از آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم قطع بر اقرار یک بار ثابت شده چنانکه در حدیث صاحب مجن و صاحب ردای صفوان آمده و در حدیث عبد الرحمن بن عوف مرفوعا آمده تاوان زده نشود دزد بعد از انکه حد بروی قائم کرده شد و این نزد نسائی ست ولکن سندش منقطع ست و ابو حاتم گفته منکر ست و عبد الله بن عمرو بن العاص گفته پرسیده شد رسول خدا از ثمر معلق فرمود هر که از حاجتمندان آن ثمر را بدهان خود رسید و در کنار نگرفت بر وی هیچ شی نیست و هر که با ثمر بیرون آمد بر وی غرامت و عقوبت ست و بر خارج بشی بعد از ایوای

جزین که شخص بخزینه رسید قطع نیست اخرجه ابوداود والنسائی وصححه الحاکم و آنحضرت
صلی الله علیه وآله وسلم صفوان بن امیه را در باب امر بقطع سارق ردای او که دزدی سفارش
نمود فرمود هلا کان ذلک قبل ان تاتینی به یعنی این چرا پیش از آنکه او را نزد من حاضر کردی
اکنون که تا من رسید سفارش بخشوده و نخواهد شد برای حد بزرگی حاضر شود اخرجه احمد
والاربعة وصححه ابن الجارود والحاکم و حرز معتبر در شرع کدام شئ معین یا نوع
متعین نیست تا آنکه مسجد غیر حرز باشد بلکه حرز یکی امر عرفی ست چنانکه احادیث بران دلالت
دارد و جابر گوید سارقی را نزد آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم آوردند فرمود بکشید گفتند
دزدی کرده است فرمود دستش ببرید پس بریده شد بار دیگر آوردند فرمود بکشید بار سوم
آوردند بار چهارم آوردند و ذکر کردند که دزد ست همان طور فرمود که در بار اول ارشاد کرده بود
بار پنجم آوردند فرمود بکشید و این نزد ابوداود و نسائی ست ولیکن منکر ست و آن حدیث
حارث بن حاطب هم آن روایت کرده و شافعی گفته که قتل دزد در بار پنجم منسوخ ست
بلکه آنچه در سرقه باشد همین قطع ست پس لیس [illegible] حقیقة تمام دست ست و در سنت از وجه صحیح
دلیلی بر تقیید باقی القرآن بکوع ثابت نشده اگرچه از آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم و از
خلفای راشدین مرویست ولکن بروجهی که حجت بشود آن ثابت نگردد و از آنحضرت صلی الله
علیه وآله وسلم ثابت شده که دست دزد ببرید چون باز دزدی کرد پایش ببرید چون باز
عود کرد دستش قطع نمایید چون باز دزدی کرد پای دیگرش ببرید

باب در بیان حد شارب

انس بن مالک گوید نزد آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم مردی را که خمر نوشیده بود آوردند
قریب چهل جریده او را بزد و انس گفت همچنین ابوبکر رضی الله عنه نیز کرد و چون عمر رضی الله عنه
خلیفه شد از مردم استشاره نمود عبدالرحمن بن عوف گفت اخف حدود هشتاد تازیانه است
عمر بدان امر کرد متفق علیه و مسلم از علی کرم الله وجهه در قصه ولید بن عقبه آورده که

و ابوبکر چهل چهل تازیانه زدند و عمر رضی الله عنه هشتاد تازیانه زد و همه سنت ست و این احب ست
بسوی من و هم درین حدیث ست که بر مردی گواهی دادند بنوشیدن خمر عثمان گفت وی قی نکرد
تا آنکه خمر نوشیده و معاویه از آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم آورده که درباره شارب خمر
امر بجلد کرد و فرمود اگر باز خورد جلد کنید و چون بار سوم بنوشد جلد نمایید و اگر بار چهارم بیاشامد
گردنش زنید و این لفظ احمد ست و ترمذی ذکر کرده که قتل منسوخ ست و ابوداود اخراجش از
زهری صریحا کرده و فرمود چون بزند یکی از شما باید که پرهیز کند از روی یعنی بر روی نزند
و بالجمله رفع قتل از شارب ثابت است و جمیع اهل علم بران مجمع بوده اند مگر بعض ظاهریه که
دران خلاف دارند و تقدیر حد شرب از آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم بر وجه معتبر بهشتاد
تازیانه بصحت نرسیده و آنچه مرویست جلد شارب بجرید و نعال و ضرب بار دیه بدون تقدیر
معین ست و زدن بپاپوش تا چهل ضرب هم آمده و تقدیر بهشتاد در زمن صحابه بوده پس حق
آنست که جلد شرب غیر مقدر ست و آنچه واجب باشد همین ضرب بدست یا بچوب دستی
یا نعل یا ثوب بر مقدار رای امام ست از قلیل و کثیر و برین تقدیر این حد منجمله انواع تعزیر
باشد **فصل** ابن عباس گفته آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم فرمود اقامت کرده نشود
حدود در مساجد رواه الترمذی والحاکم و همین ست مذهب احمد و اسحق و اهل کوفه
ابن بطال گفته قول من نزه المسجد اولی فاما حرم شریف مکه پس احق مواطن است
باقامت حدود خدا اندران و مرتکب چیزی از حدود در حرم با معصیت موجبه حد معصیت
دیگر بران ضم نموده که آن هتک حرمت حرم الهی ست و فیه یقول الله عز و جل و من یرد
فیه بالحاد بظلم الآیه پس مجرد اراده را از موجبات عقوبت داشته و در حدیث نهی ست از
قتال در حرم و دلیلی بر عدم اقامت حدود شرعیه در حرم نیست و کیف که قتال باب و دیگر غیر
این باب ست و یا لله العجب کیف ینبغی ان یحیا بیت الله و حرمه من حدوده لاهل
معاصیه و یکون ذلک من حیا للذین یعصون فیها و قد ورد الوعید الشدید فیمن ترکه

اقامة حد من حدود الله

باب در بیان مسکر

انس گفت او تعالی تحریم خمر نازل کرده و نبود در مدینه شرابی مگر از تمر اخرجه مسلم و عمر
گفته فرود آمد تحریم خمر و آن از پنج چیز ست انگور و خرما و شهد و گندم و جو و خمر آنست که عقل
بپوشد و این حدیث متفق علیه ست و ما احسن ما قال الشاعر

زیاده چیست اگر نیست این نه بس که ترا   دمی ز وسوسهٔ عقل بیخبر دارد

و ابن عمر از آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم روایت نموده که هر مسکر خمر ست و هر مسکر حرام
اخرجه مسلم و در حدیث جابر از آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم آمده هر چیز بسیارش
مست گرداند کمش حرام ست و این نزد اهل سنن ست و رجالش ثقات اند و ابن
حبان تصحیحش کرده و ابن عباس گفته از برای آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم زبیب را در
سقا نبیذ می ساختند و آنرا می نوشید امروز و فردا و بعد فردا و شب سوم می نوشید و می نوشانید
و اگر چیزی می افزود آنرا میریخت اخرجه مسلم پس شرب نبیذ تا سه روز باشد و بعد
ازان نزد شدت و زیادت و رخوردن ریختن بود و ام سلمه از آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم
آورده که او تعالی شفای شما در چیزی که بر شما حرام کرده ننهاده اخرجه البیهقی و صححه ابن
حبان و وائل حضرمی گفته طارق بن سوید آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم را از خمر پرسید
که از برای دوا میسازد فرمود خمر دوا نیست بلکه داء ست اخرجه ابو داود و مسلم و غیرهما
و بسط قول درین باب بدرجهٔ عالی در حجت در دلیل الطالب کرده بیان رجوع باید کرد

باب در بیان تعزیر و حکم صائل

ابو برده انصاری از آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم شنیده می فرمود زیاده بر ده تازیانه زده
نشود مگر در حدی از حدود خدا این متفق علیه ست مراد باین باب هر عقوبت ست که از جمله
حدود مقدره نباشد و از انجمله یکی ضرب ست و آن ده سوط باشد یا کم نه زیاده چنانکه درین

حدیث ست ومفهوم او ران دلالت بر وجوب تعزیر نیست بلکه غایتش فقط جواز ست و
آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم بر حال جماعهٔ مرتکبهٔ ذنوب غیر موجب حد آگاه شد و بضرب
وحبس ونفی ایشان نپرداخت بجز مجامع در نهار رمضان وجز آن ومنجمله تعزیرات یکی
حبس ست وآز انجمله نفی ست چنانکه با جماعهٔ مخنثان بجا آورده وآز انجمله ترک مکالمت ست
چنانکه با هر سه متخلف فرموده تا آنکه زمین با این همه وسعت بر ایشان تنگ آمده وآز انجمله
شتم بی فحش ست چنانکه از موسی علیه السلام در قرآن حکایت نموده فاذا الذی استنصره
بالامس یستصرخه قال له موسی انك لغوی مبین واز این باب ست قول یوسف
با خوان خویش چون او را منسوب بسرقه کردند انتم شر مکانا وآنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم
به ابی ذر گفت انك امرأ فیك جاهلیة واین وقتی فرمود که وی زنی را دشنام
می داد کما فی البخاری ودر مسلم ست که مردی بشمال می خورد آنحضرت صلعم فرمود بدست
راست بخور وی گفت نمیتوانم فرمود نتوانی ومنع نکرد او را از یمین مگر برای کبر راوی گوید باز آن دست را بسوی دهن خود نتوانست
بر داشت وهم در مسلم ست که هر که مردی را بشنود که گم شده را در مسجد می جوید او را لا ردها
الله علیك گوید زیرا که مساجد برای این کار ساخته نشده اند وهم در مسلم ست که آنحضرت
صلی الله علیه وآله وسلم منشد ضاله را لا وجدت فرمود ودر ترمذی آمده چون ببینید کسی را
که در مسجد خرید وفروخت می کند لا اربح الله تجارتك بگوئید وخطیبی را ارشاد کرد که بئس
خطیب القوم انت اخرجه مسلم وغیره واز این جنس از آنحضرت صلی الله علیه وآله
وسلم واز صحابه رضوان الله علیهم اجمعین ومن بعدهم از سلف صالح شیئی کثیر واقع شده و
این وقوع مرشد بسوی جواز اوست اگر فاعلش را گمان تاثیر این تعزیر در مرتکب گناه باشد
عائشه فرماید آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرموده بر اندازید ذوی الهیأت را عثرات
شان مگر حدود یعنی در گذشتن از آن جائز نیست رواه ابو داود والنسائی والبیهقی
وعلی مرتضی کرم الله وجهه فرموده نیستم که بر پا کنم بر احدی حدی و وی بمیرد و یابم در نفس خود

چیزی ازان بگیرد شارب خمر که از بیرون تیش دهیم اخرجه الطحاوی و گذشت حدیث
سعید بن زید درین کتاب مرفوعا که هر که کشته شد نزد مال خود وی شهید است پس دفاع
از مال جائز باشد و این نزد اهل سنن ست و ترمذی صحیحش گفته و خباب از آنحضرت صلی الله
علیه وآله وسلم شنیده می فرمود فتنها باشد اندران بنده خدا مقتول باش و قاتل مشو اخرجه
ابن ابی خیثمة والدارقطنی واخرج احمد نحوه عن خالد بن عرفطة بیت

زمین سنق بگوئین صلح کل کردیم — تو خصم باش و زما دوستی تماشا کن

کتاب الامامة

چون جهاد را از امام ناگزیر ست اول مسئله امامت باید شنید پس باحکامش آگاه
می باید شد درین مسئله مذاهب متفرقه و اقوال متشعب ست تا آنکه از اعظم مسائل خلافت
درین است گروهی آن گوید که امام بعد از رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم فلان ست بنص
خفی یا جلی این گوید فلان نیست بلکه فلان است بعد از وی صلعم باجماع و حل و عقد او هذا
بکل او برین گشت و شنود و ترتیب تکفیر و تفسیق و تبدیع و تشنیع کرده اند و ازین ترتیب آنچه
موجب سفک دماء و هتک حرم و تفرق در دین و قتال میان مسلمین پیدا شد و دلادل و
قلاقل بسیار در سلف و خلف است و داد و در هر زمان در هر قطر ره می دهد چنانکه در کتب
تواریخ موجود ست و این کتب مشحون اند بذکر فتن و واقعه میان سنیه و شیعه در بسیارے
از اقطار ارض تا آنکه اوست یک طائفه با طائفه دیگر بیش از عداوت او با طائفه یهود و
نصاری ست حالانکه اگر درین مسئله احقاق نظر و امعان بصر و اعمال فکر کنند و تقلید
غیر خود نه روند و نفس خود را از اوران عصبیت و تیره صاحب و پاک گردانند در یابند که این
مسئله درخور بعض البعض ازین ماجریات نیست تا بجملهاش چه رسد هر واحد از خلفای
راشدین در صلاح مسلمین بذل وسع کرد و تقصیرے از خود درنیع و قیام بحج و آنچه اهل اسلام
را شفی نشد و اگر از یکے ازینها چیزے که در صورت خطا ست واقع شده باشد حق محل شرعیش

آنست که حمل آن بر احسن محامل و اجمل مناهج تاویل کنند چه او تعالی متکفل تعدیل ایشان است
بالاجمال و همچنین رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم واقف احوال این تعدیل آلهی و تصدیق
رسالت پناهی آنست که حمل کل بر سلامت نمایند و تعبد ما از جانب خدا عز اسمه بواجبات
شرعیه از نماز و روزه و حج و زکوة و جهاد و نحو آن است و شناختن این معنی که فلان در فلان
وقت خلیفه بود و فلان در فلان هنگام خلیفه نبود بر ما واجب نیست و نه بدان تعبد ما خواسته
بلکه این امریست که خامه ازان خشک گشته و بهر چه خدا خواسته بدان در عباد خود فرمان
داده و این همه را رد بسوی او سبحانه موقوف است که آنجا محق از مبطل و مصیب از مخطی نمایان
گردد پس ما را و اشتغال را بالقومی که از عمر دراز و زمان عریض بخاک آسوده اند و نه از احسان
محسن شان ما را نقیرے و نه از اساءت مسیئ شان ما را قطمیری هست چه سود کار و کدام
عاقل با خود چنین کار احمقانه که ازین متفرطین و ازان مفرطان بوجود آمده بکند بلکه هر که بر
دین خود حریص است او را از وقوع درین هوه که مردم بیشمار از هر قرن دران افتاده هلاک
گشته اند بر حذر بباید بود و هر که زعم دارد که بر عبیدی از عباد خدا شناختن امامی که ادراک
زمان او نکرده واجب است این سخن از وی جز بدلیل شرعی مقبول نشود زیرا که بواجبات این
شریعت بمجرد دعوی حادلله که هیچ یکی ازان حاجز نیست ثابت نمی گردد و اگر این معرفت
امام واجب باشد وجوب معرفت انبیاء علیهم السلام از آدم علیه السلام تا پیغمبر ما صلی الله علیه وآله
وسلم اوجب و اهم و اقدم تر باشد فصل دلیل بر آنکه امام از قریش باید حدیث لا یزال هذا
الامر فی قریش و حدیث الناس تبع لقریش و حدیث الائمة من قریش است و شک نیست
که بعض این الفاظ دال بر حصر است و لکن احادیث وجوب طاعت علی العموم مخصص
مفهوم حصر است و قرآن کریم بدان تصریح کرده با آنکه دلیلی دال بر وجوب طاعت غیر قریش
علی الخصوص آمده مثل حدیث اطیعوا السلطان وان کان عبدا حبشیا راسه کالزبیبة
وابن [illegible] صحیح است و همچنین حدیث علیکم بالطاعة وان کان عبدا حبشیا فانما المؤمن

که محمل ادا ابد انقاد اخرجه احمد وابن ماجه والحاکم وغیرهم وبرنه ائمه قرش
بیان امام وسلطان دلیل ست ولا سیا بعد از قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
الخلافة فی امتی ثلاثون سنة ثم ملك بعد ذلك اخرجه ابوداود والترمذی
وحسنه من حدیث سفینة ونیز اخبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بآنکه ائمه از
قریش اند مثل اخبار یست بآنکه اذان در حبشه و قضا در ازد ست و آنچه جواب از ین احادیث
باشد همان جواب از حدیث الائمة من قریش ست و تخصیص بودن امام از قریش بمعنی
بطون چه بدلیل تمام نشد و تمسک نیست که اخذ بجمیع علیه احوط ست اما آنکه مصیر بسوی آن
تحتم باشد پس غیر واضح ست والمقام من المزالق وما اظن ان لا یکون کذلك در
کتاب وسنت و قول صحابه و اجماع نیامده که هرکه اکثر مردم بسوی او مبایعت کرده
بمجرد این در امامت و طاعتش واجب و مخالفتش حرام گردیده این و ما از خلفای راشدین
واقع نشده و احدی از ایشان دعوت مردم بسوی خود نکرده و نگفته من امامم و شما را
بسوی طاعت و مبایعت خود می خواهم بلکه این کار را کاره بودند و از ان امتناع می ورزیدند
تا آنکه چون مبایعان ایشان را معذور نداشتند ناچار اجابت کردند ما حصل آنکه دیگر
جماعه از مسلمین بیعت صالح از ین است که اهم آمده بیعت طاعتش در امر و نهی وی کنند
طاعتش بر ایشان واجب گردد اگر دیگرے که قائم در امر و نهی در ین موضع ست متقدم
نشده باشد و هرکه از اهل ارض که مبایعت غیر در گردن او نیست خبر مبایعت این مردم صالح
رسد بروی اجابت و دخول زیر طاعت این کس واجب گردد لیکن بشرطیکه تمکن باشد از امر
بمعروف و نهی از منکر و این طاعت در امر معروف ثابت است نه در غیر معروف
زیرا که طاعت مخلوق در معصیت خالق روا نیست و نتیجه ما حصل ادله صحیحه از اقوال نبوی
و افعال خواص صحابه است که خیر القرون بودند آن از آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمده
سلکه حدیث و سمعه انتهاف . استدلینا و اما شروط امام پس از انجمله یکی آنست که مرد

باشد زیرا که زنان از اهل اصدار و ایراد نیست و قوت بر تدبیر بلاد و عباد ندارد بلکه اضعف و
اعجز است از سر انجام چنین امور و لهذا آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم وصفش بنقص
عقل و دین کرده و بستنقصات ستوده و در بارهٔ فارس چون زنی را ولی امر خود کردند
لا یفلح قوم ولی امرهم امرأة فرموده و از انجمله آنست که بالغ باشد چه کودک سایس نظر
در خاصهٔ نفس خود نیست تا بنظر در مصالح غیر چه رسد و از انجمله آنکه عاقل باشد زیرا که دیوانه
محتاج حفظ خود از انزال ضرر بغیر است بنا بر ذهاب عقل که مرجع تدبیر باشد پس ولایت امر امت
از دی کجا می تواند شد و اما آنکه آزاد باشد نه بنده پس شک نیست که حر درین کار اولی و اکمل
از عبد است در غالب حال ولکن دلیل دال بر وجوب طاعت سلطان اگرچه عبد باشد
وارد شده کما فی منا الاشارة الیه و دعوی اجماع بر حریت امام در غایت سقوط است
و خلاف دران در کتب مذهب مذکور تا بغیر آن چه رسد و اما آنکه عالم بمحتاج الیه باشد
پس شک نیست که عالم بودن امام از اهم امور و اقدم مقاصد است چه مدار تنفیذ و تنجیز امور
بر امام و سلطان است و چون علمی که بدان راه بسوی حق یابد نداشته باشد لامحاله خبط عشوا
کند و لا سیما در جایکه بنفس نفیس خود مباشر احکام شرعیه باشد و باصدار و ایرادش پردازد
و اگر غیر مباشر این کارهاست اقل احوال آنست که آنقدر تمیز و نقادت داشته باشد
که عالمی را از علمای مجتهدین با دارت رحای این شریعت مطهره مقرر گرداند بعد از آنکه از برای
آن عالم سعت علم و قوت عدالت و تصلب در امر دین ثابت باشد و چون بنفسه عارف نبود
لازم آنست که از اهل علم علی اختلاف انواعهم استفسار و سوال از چنین عالم با کمال نماید و
لابد است که بعد از بحث و تفتیش شخصی که بر او اطمینان حاصل کرد دست بهم دهد و نزد ما آنست
که ملاک امر امامت و سلطنت و اعظم شروط ریاست و اجل ارکان ایالت قدرت اوست بر
تامین سبل و انصاف مظلومین از ظالمین و تمکن دفع از مسلمین نزد وهم امر مخوف هر چه باشد کافر
یا باغی باشد و متقاعد و متثبط و عاجز و مشغول بملاذ و موثر دعت و سکون نبود و سلطانی که باین

مشابه باشد و حقیقت سلطانی ست که طاعتش بایجاب خدا واجب و مخالفتش حرام بوده
بلکه خود شرعیت نصب اند و سلاطین از رعایت همین امر ست و این کار از خطر مهمات دینیه
باشد و نفس یک شهر یا دیار و مصر امام نیست اگر قائم بآنکه ست تا امامی از قاعده و تعطیل
و تسکین مسجد و موقوفه طالب کتب علمیه و مدارس طلبه در حصه شهر خود و ضعف مشکلات و
حلال معضلات مختصرات و مبسوطات بشرع از سلک دنیا و اعدا اموال است و بعض مردم
بعض دیگر را می خورند و قوی بر ضعیف ستم می کند و شریف مشغله و تنیع ست مسلمانان را
حاجتی بهیچ امام نیست و با وجود این حال آنچه اهم و اعظم در امامت و سلطنت ست آن به
حاصل گشته و هذا الکلام لا یعقله الا الافراد من اهل العلم فصل امام بنده
از بندگان خدا تعالی ست طاعتش و معصیتش بهچو طاعت و معصیت دیگر عباد ست
و توبه ازان حسب باشد والله یحب التوابین پس در وقوع معصیت موجبه یا غیر موجبه
فسق از وی توبه واجب باشد و آنکه این معصیت مؤثر در بطلان ولایت اوست پس
صحیح نیست و هرکه دعوایش کند دلیل آرد و تفاصیل فقها درین امر و تفریق میان ولایت
اصلیه یا مستفاده و جواز مباشرت بعض ولایات نزد وقوع معصیت بمجرد توبه و مقتضی مقیده
از زمن با اختیار در بعض لاطائل محض و رای مجرد بی مستند ست حالانکه احادیث صحیحه
متواتره مقتضیه وجوب طاعت ائمه و امرا که اقامت نماز کنند و تحریم خروج ایشان رعایا بر
حاکمش تا دام که کفر بواح از وی نبینند ثابت ست در رد و اوئی اسلام و معنی امامت و
سلطنت همین وجوب طاعت و تحریم معصیت ایشان ست فمهما کان ذلک ثابتا فی
ثابته لم تبطل و چون خلیفه فردی از افراد مسلمین ست او را بهچو سائر مردم حقی در بیت المال
باشد و چندانکه عامل او در مرتبه می گیرد بقدر او نیز بگیرد و لکن چون امام را مزید خصوصیت
که آن قیام بمصالح مسلمین باشد و غیر او بدان قائم نیست باین رو گاه اجرت عمالش بر
بیت المال باشد و او تعالی عامل علی الصدقة را اخذ نصیب از مال صدقه جائز فرموده

همچنین استحقاق اجرت بحسب عمل از برای امام هم باشد و پادشاهی که ارادهٔ خلوص از
مائم دارد او را لازم ست که نزد تفریق عطیات مسلمین نصیب خود برابر نصیب مشابه خود در
علم و شجاعت و جهاد بحسب تعدد اسباب استحقاق بستاند بعده اجرت خود بگیرد و از برای
خود و اهل و خدم بمقدار حاجت نگاه دارد نه بمقدار شهوت نفس و هوای طبع و بر ذمهٔ اوست
غزو کفار بسوی عقر دیار شان و این همان جهاد ست که او تعالی بدان عباد خود را امر
کرده و تقییدش بوجود سلطان و غیر او نفرموده بلکه هرگاه مسلمانان قادر بر غزو شوند و ظن
قدرت بر قیام بجهاد و مناجزت کفار غالب گردد جهاد با کفار و فجره از اهم واجبات بر ذمهٔ
ایشان باشد و دفع کفار از دیار اسلام اقدم امور دین و اوجب واجبات بر اهل اسلام ست
بلکه خود کدام واجب و مهم بالاتر ازین کار نیست و همچنین دفع بغاة و باغی کسے ست که بر همه
مسلمانان یا بعض مسلمین بغاوت گزیده و نهب اموال و سفک دماء و هتک حرم ایشان
پرداخته و این باغی را حدود و احکام مخصوصه ست که در کتاب عزیز مذکور شده و چون
جیشے از باغیان مجتمع گردد دفع آنها از انتهاک حرمات دین و مسلمین اوجب واجبات
امر بمعروف و نهی از منکر باشد و هر که بر امامی از ائمهٔ مسلمین بعد از اجتماع کلمهٔ اهل اسلام
و دخول ایشان زیر طاعت امام بغی ورزد خواه جماعهٔ قلیل باشد یا کثیر مقاتلهٔ او بنص
قرآن واجب ست قال تعالی فان بغت احدهما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی
و زعم این معنے که وی امام یا اصلح یا انهض ست و مثلاً از مسلمین متابعت او اختیار کرده انه
مخرج وی از باغی بودنش نیست زیرا که آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم امر بضرب عنق
کسے که بیاید و امر مردم مجتمع باشد و وی ارادهٔ تفریق کلمهٔ ایشان کند فرموده چنانکه این حدیث
در صحیح ثابت ست آری اگر امام اول کفر بواح نمایان شود یا اظهار عجز نفس خود از
قیام بانچه اهم اقدم و رکن اعظم از امور عامه ست ظاهر سازد درین صورت این ثانی
باغی نباشد و احکام بغاوت در ما سبق گذشت

کتاب الجهاد

ابو هریره گفت رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم فرمود هر که مرد و غزو نکرد و نه نفس خود را
بدان حدیث نمود می‌رد بر شعبه از نفاق بمرد رواه مسلم و فرمود جهاد کنید با مشرکان
باموال خود و انفس خود و السن خود اخرجه احمد والنسائی عن انس وصححه الحاکم بیت

گر غارت یار کرا سے نکنم گوهر جان بجیب کار دگرم باز آید

عائشه رضی الله عنها گفت رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم را گفتم بر زنان جهاد است فرمود
آری جهادیست که دران قتال نیست و آن جهاد حج و عمره است واین را ابن ماجه روایت کرده
واصلش در بخاریست و ابن عمر رضی الله عنه گفت مردی نزد آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم
آمد و اذن جهاد خواست فرمود والدین تو زنده بوده اند گفت آری فرمود پس
پس در خدمت ایشان کوشش بجا آر که جهاد تو همین است متفق علیه ونحو آن نزد احمد
وابوداود از حدیث ابی سعید آمده و زیاده کرده که برگرد و از مادر و پدر اذن خواه اگر ترا
دستوری دهند فبها ورنه نیکی کن با آنها و جریر بجلی گفت آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم
فرمود من بیزارم از هر مسلمان که اقامت کند میان مشرکان رواه الثلاثة واسناده
صحیح ورجح البخاری ارساله و ابن عباس گفت نیست هجرت بعد از فتح ولکن جهاد
ونیت است واین حدیث مرفوع متفق علیه بوده و سخن بر مسئله هجرت در کتاب هدایة السائل
ودلیل الطالب بروجهی مبسوط است که دران مقنع وبلاغ باشد و در حدیث ابی موسی
اشعری مرفوعا آمده هر که قتال کند تا سخن خدا بالا باشد این قتال در راه خدا است
واین نیز متفق علیه است و در حدیث عبدالله بن سعدیست مرفوعا منقطع نمی شود هجرت
تا قتال کرده می شود دشمن رواه النسائی وصححه ابن حبان ورجال اسناده
موثقون و نافع مولی ابن عمر گفت غارت آورد رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم بر
بنی المصطلق و آنها غافل بودند پس کشت مقاتله آنها را و بند کرد فرزندان شان را گفت

حدثنی بذلک ابن عمر. متفق علیه و این دلیل ست بر جواز مقاتله با کفار قبل دعا بسوی
اسلام اگر دعوتش بایشان رسیده است بدون انذار و این اصح سه قول ست درین مسئله
و هم دران دلالت ست بر جواز استرقاق عرب زیرا که این گروه از خزاعه بود و خزاعه
عرب اند و جویریه درهمین غزوه بدست آمده و برده گشته آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم
چون بر جیشی یکی را امیر میساخت وصیت می فرمود او را در خاصه اش بتقوای خدا و با مسلمانانی
که همراه اویند و می گفت غزا کنید بنام خدا در راه خدا و بکشید کسی را که کفر کرده ست بخدا جهاد
کنید و خیانت نه نمایید و عهد نشکنید و مثله نسازید و بچه را نکشید و چون به بینی دشمن خود را
از مشرکان پس بخوان آنان را بسوی سه خصلت هر خصلت را که اجابت کنند بپذیر بخوان
آنان را بسوی اسلام اگر بپذیرند قبول کن و باز مان از آنان باز بخوان بسوی تحول از
دار خود بسوی دار مهاجرین و باشد از برای ایشان آنچه از برای مهاجرین ست و بر
ایشان باشد آنچه بر انهاست پس اگر ابا کنند از تحول از خانهای خود شان خبر کن ایشان را
که چو اعراب مسلمین باشند و جاری شود بر ایشان حکم خدا چنانکه بر دیگر مؤمنان جاریست
و در غنیمت و فیئی هیچ شئ ایشان را نبود مگر آنکه جهاد کنند همراه مسلمانان پس اگر ابا کنند
جزیه خواه از ایشان اگر اجابت نمایند قبول کن و باز مان و اگر ابا کنند مدد خواه از خدا و
بقاتلکن و چون محاصره اهل حصنی کنی و خواهند که ذمه خدا و ذمه نبی از برای ایشان
مقرر کنی پس مکن و لکن ذمه خود و یاران خود کن زیرا که شما اگر ذمه خود و اصحاب خود شکنید
آسان تر ست از آنکه خفر ذمه خدا و رسول او نمایید و چون خواهند که بر حکم خدا فرود آری
مکن بلکه بر حکم خود فرود آر تو نمیدانی که حکم خدا را در باره ایشان میرسی یا نه اخرجه مسلم و فوائد
این حدیث دراز و بسیار می خواهد در مسک الختام ذکر بعض احکام رفته بدان رجوع باید کرد
کعب بن مالک گفته آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم چون اراده غزوه می کرد توریه بغیر آن
می نمود متفق علیه. شعر سکندر که با شرقیان حرب داشت + در خیمه گویند در غرب داشت +

و نعقل گفته نعمان بن مقرن بیان کرد که با رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم حاضر قتال شدم
اگر در اول روز نمی جنگید تاخیر قتال تا زوال شمس و هبوب ریاح و نزول نصر میفرمود اخرجه
نزد احمد و ثلاثه ست و حاکم تصحیحش گفته و اصلش در بخاریست و از صعب بن جثامه آمده
پرسیده شد رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم از شبخون زدن بر مشرکان و زنان و بچگان
و اطفال میرسند فرمود هم منهم متفق علیه و این حدیث مخصص عموم احادیث نا هی
از قتل زنان و کودکان باشد و تعالیٰ عنهم گفته آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم مردے را
روز بدر پیرو شده بود فرمود برگرد من مدد از مشرک نمی خواهم رواه مسلم و ظواهر نصوص
قرآنی نیز همین ست ولیکن نزد ضرورت روا باشد چنانکه از ادلهٔ دیگر معلوم شده و بآین
حاصل میشود جمع میان روایات و گفت ابن عمر آنحضرت صلعم زنے مقتول را در بعض مغازی
دید و بر قتل زنان و کودکان انکار فرمود و این متفق علیه ست و سمرہ گفته آنحضرت صلی الله
علیه و آله وسلم فرمود بکشید پیران مشرکین را و باقی دارید شرخ ایشان را و تفسیر شرخ به
جوانان هر دو گروه اند و مقابل شرخ با پیران خواهان تفسیر اول ست و این استبقا
اسلام باشد و حدیث نزد ابو داؤد ست و ترمذی تصحیحش کرده و از علی کرم الله وجهه
که یکا رخواستند کفار روز بدر رواه البخاری واخرجه ابو داؤد مطولاً و ابو ایوب
گفته این آیه در حق ما معاشر انصار فرود آمده است یعنی ولا تلقوا بایدیکم الی
التهلکة و این سخن بطریق رد بر کسیکه انکار حمل بر صف روم کرد تا آنکه در آن دریا گفته
رواه الثلاثة وصححه الترمذی وابن حبان والحاکم و ابن عمر رضی الله عنهما گفته رسول خدا
صلی الله علیه و آله وسلم آورد و که نخل بنی نضیر را سوخت و قطع کرد متفق علیه و در حدیث
عباده بن صامت مرفوعاً وارد شده که خیانت نکنید یعنی در اموال غنائم چه غلول یعنی خیانت
نار و عار ست بر اصحاب خیانت در دنیا و در آخرت اخرجه احمد والنسائی و
ابن حبان و از حدیث عوف بن مالک ثابت ست و که آنحضرت صلی الله علیه و آله

حکم کرد بسلب از برای قاتل و این نزد ابو داؤد ست و اصلش نزد مسلم بوده و عبد الرحمن بن
عوف در قصه قتل ابی جهل ذکر کرده که آن هر دو جوان پیش خود مبادرت کرده او را کشتند
و بحضرت رسالت صلی الله علیه و آله و سلم خبر نمودند فرمود کدام یک از شما او را کشته است و
تیغ خود را از خون پاک نموده اید گفتند نه یعنی هنوز شمشیر از خون صاف نساخته ایم پس
در آن هر دو شمشیر نظر کرده فرمود شما هر دو او را کشته اید سلب وی از برای معاذ بن عمرو بن
جموح ست متفق علیه و آن دیگر معاذ بن عفرا بوده بالجمله تنفیل سلب بقاتل ثابت
شده و مکحول گفته آنحضرت نصب منجنیق بر اهل طائف کرده و این در مراسیل ابو داؤد ست و
رجالش ثقات اند و عقیلی آنرا باسناد ضعیف موصولا از علی مرتضی کرم الله وجهه آورده و از
انس آمده که داخل شد رسول خدا بمکه معظمه و بر سر مبارکش مغفر بود چون از سرش باز کشید مردی
آمد و گفت عبد الله بن خطل بپرده‌های کعبه آویخته است فرمود او را بکشید و این متفق علیه
ست و در روایت سعید بن جبیر ست که روز بدر سه کس را آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم
بطریق صبر بکشت یعنی بی آب و دانه گذاشت تا آنکه بمردند و این مرسل نزد ابی داؤد ست
و رجالش ثقات اند ولیکن بعد از آن در حدیث دیگر از قتل صبر نهی آمده اما در بعض طرقش
مقال ست گو رجالش ثقات باشد پس دلیل بر جواز باشد اگر امام در آن مصلحت بیند و
عمران بن حصین گفته آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم دو کس مسلمان را بیک مرد مشرک فدا
ساخت یعنی رها کنانید اخرجه الترمذی و صححه و اصلش نزد مسلم ست و حدیث دلیل
بر جواز مفادات مسلم اسیر با سیری از مشرکین و باین رفته اند جمهور و از صخر بن عیله آمده که
آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم فرمود قوم چون مسلمان شوند مال و اموالش محرز باشد
اخرجه ابو داود و رجاله موثقون و جبیر بن مطعم از آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم
روایت کرده که در باره اسیران بدر ارشاد کرد که اگر مطعم بن عدی زنده می‌بود و در حق این
نتنی یعنی پلیدان و گندگان سخن می‌کرد ایشان را از برای خاطرش می‌گذاشتم رواه البخاری

معلوم شد که اسرا ساری کفره از رجال مفوض بسوی امام ست تا هر چه در باب اسلام
و سلمین اصلح نماید عمل آرد و از ابو سعید خدری گفته رسیدیم سبایا روز اوطاس و ایشان را
ازواج بود پس تحرج کردند از رفتن نزد آنان او تعالی این آیه فرستاد والمحصنات
من النساء الا ما ملکت ایمانکم اخرجه مسلم و این دلیل ست بر فسخ نکاح مسبیه
جواز وطی با وی قبل از اسلام برابر ست که کتابیه باشد یا وثنیه بنا بر عموم آیه و این سبایا
وثنیه بودند و دلیلی بر اشتراط اسلام نیامده و از ابن عمر رضی الله عنهما گفته آنحضرت فوجی
بسوی نجد فرستاد و من درین فوج بودم شتران بسیار غنیمت کردند هر یکی را ده بعیر در
سهم آمد و یک یک شتر بطور تنفیل داده شد و این متفق علیه ست و دران دلالت ست
بر جواز زیادت بر سهم اگر امام دران مصلحتی بیند و هم ابن عمر گفته که روز خیبر دو سهم بسوار و
یک سهم به پیاده داد و این نیز متفق علیه ست و لفظ بخاری راست و نزد ابو داؤد باین
لفظ آمده که مرد را با اسپ او سه سهم بخشید دو بنا بر اسپ و یک از برای او و این ارجح ست
زیرا که مشتمل بر زیادت غیر منافی ست پس قبولش واجب باشد و تاویل روایت دو سهم آنست
که للفرس الفارس سهمان یا آنکه بیشتر دو سهم بود پس سه سهم مقرر شد و از معن بن یزید
گفته آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم را شنیدم می فرمود نیست نفل مگر بعد از خمس رواه
احمد و ابو داود و صححه الطحاوی و از حبیب بن مسلمه گفته حاضر شدم نزد آنحضرت صلی الله
علیه وآله وسلم و تنفیل کرد در بدایت غزوه بربع و در رجعت بثلث رواه ابو داود و اخرج
کرده ابن جارود و صحیح گفته و هم حاکم و ابن حبان تصحیحش نموده و لفظ ابن عمر در حدیث متفق علیه
این ست که تنفیل می کرد آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم بعض سرایا را بتخصیص انفس شان
سوای قسمت عامه جیش و غرض از تنفیل تشجیع مقاتل در قتال ست و این نمی باشد مگر
قبل از احراز غنیمت چنانکه بگوید من قتل قتیلا فله سلبه چه این قول داعی مجاهد ست
بسوی نکایت در اعدا درست آری اگر امام قبل از وقوع قتال گوید که هر مجاهد که چنین و چنان

کند او را از غنیمت بعد از احراز و قبل از قسمت چنین و چنان باشد این در حکم تنفیل ست
چنانکه گوید هر که رئیس عدو را بکشد او را چنان دهیم و اما اینکه امام بعد از احراز غنیمت بعض
مجاهدین را بر بعض برگزیند و هیچ فائده و عائده در آن نباشد پس این کار دور از عدل
مامور بہ ست و از انصاف نیست زیرا که غنیمت حق همگنان ست ایثار بعض دون بعض
در آن نیست چه اللهم الا ان یکون الناثیر بنصیبه او ببعضه بعده ابن عمر گفت
که در مغازی عسل و عنب می رسیدیم و می خوردیم و بر نمی داشتیم و این نزد بخاری ست
و ابو داود زیاده کرده که گرفته نشد از آن جنس خمس و صححه ابن حبان و لفظ عبد الله بن
ابی اوفی نزد ابو داود این ست رسیدیم بطعامی روز خیبر پس مردی می آمد و بمقدار
کفایت از آن طعام گرفته باز می گشت ابن جارود و حاکم گفته این حدیث صحیح ست
و از رویفع بن ثابت گفت آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم فرمود هر که ایمان دارد بخدا و
روز آخرت وی بر دابه که از فیئی مسلمانان باشد سوار نشود تا آنکه لاغرش کرده باز پس
دهد و نه جامه را از مال غنیمت شان بپوشد تا آنکه کهنه ساخته باز گرداند اخرجه احمد
و ابو داود و الدارمی و رجاله لا باس بهم و ابو عبیده بن الجراح شنید که رسول خدا
صلی الله علیه و آله و سلم می فرمایید امان می دهد بر مسلمانان بعض ایشان این نزد ابن ابی شیبه
و احمد ست و لکن در سندش ضعف باشد و طیالسی از حدیث عمرو بن العاص باین لفظ روایت
کرده که امان می دهد بر مسلمانان ادنای ایشان و در صحیحین از علی مرتضی باین حرف ست
که ذمه مسلمین یکی ست سعی می کند بدان کمترین ایشان یعنی در قدر و رتبه و ابن ماجه
از وجه دیگر لفظ و یجیر علیهم اقصاهم زیاده کرده یعنی امان می دهد دورترین ایشان و
حاصل جمله الفاظ یکی ست و در صحیحین از حدیث ام هانی آمده که آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم
فرمود قد اجرنا من اجرت یعنی هر که را تو امان دادی ما هم او را امان دادیم پس تامین
زن هم صحیح باشد و ابن منذر گفته که امان زن مجمع علیه ست و جمهور امان عبد نیز جائز داشته اند

شاهان مسیب و مضمون روایت عمر از آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم شنیده که می فرمود بیرون خواهم کرد یهود و نصاری را از جزیره عرب تا آنکه جز مسلم دیگرے را نگذارم و حافظ در تفسیر جزیره عرب در بهرست اصح آنست که این جزیره عبارتست از حجاز و آنچه متصل باوست و ذکر حجاز در بعض اخبار از باب تنصیص بر بعض افراد عام ست نه از وادی تخصیص زیرا که در اصول متقرر شده که عمل بمفاهیم القاب جائز نیست اجماعاً مگر نزد دقاق فلهذا جاز دال نیست برآنکه غیر آن از مواضع جزیره مخالف اوست بمفهوم لقب شد اهو الصواب الذی یستحق التعویل علیه و در اصول مصرح شده که هرچه مفهومش لقب ست صالح تخصیص نباشد بلکه ذکرش از باب تنصیص بر بعض افراد عام بود و قیل لکن ذلك علی ذکر منك و حکم دیگر مشرکین درین باب حکم اهل کتاب ست مثل مجوس و جز آن چه حدیث لا یجتمع دینان فی ارض العرب مقتضی ست باخراج هر مشرک و کافر از تمام جزیره عرب چه یمن و چه جز آن و این عمر گفت اموال بنی نضیر از چیزے بود که خدا بر رسول خود فیئی آن کرده چه مسلمانان بخیل و رکاب بران ندویده و این خاص بآنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم بود ازان نفقه یک سال بر اهل خود صرف می کرد و آنچه باقی می ماند در کراع و سلاح صرف می ساخت و ساز و برگ راه خدا عزوجل می نمود متفق علیه مراد بسلاح آلات جنگ و بکراع دواب از اسپ و شتر و جز آن معاذ بن جبل گفت خیبر با رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم غزا کردیم و گوسفندان یافتیم آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم پاره ازان غنم در میان ما تقسیم کرد و باقی را در مغنم گذاشت و این نزد ابو داود ست و رجال سندش لا باس بهم هستند و از ابو رافع آمده که آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم فرمود من بد نمی شکنم و قاصدان را حبس نمی کنم اخرجه ابو داود والنسائی و صححه ابن حبان و در حدیث ابی هریره مرفوعاً هر قریه که شما آنجا آمدید و اقامت کردید و ازان سهم شماست و هر قریه که عصیان خدا و رسول صلی الله علیه و آله وسلم کرد خمس آنجا اول از برای خدا و رسول ست و باز شما راست

رواه مسلم و این حدیث دلیل ست بر عدم وجوب خمس در فیٔ ابن منذر گفته لا نعلم
احدا قبل الشافعی قال بالخمس فی الفیٔ

باب در بیان جزیه و هدنه

عبد الرحمن بن عوف گفت جزیه گرفت آنحضرت صلعم از مجوس هجر و این نزد بخاری ست
و او را طریقی دیگر ست در موطا که دران انقطاع باشد و عاصم بن عمر بن خطاب و انس
بن مالک و عثمان بن ابی سلیمان و غیرهم گفته اند که آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم
خالد بن ولید را بسوی اکیدر دومه فرستاد ایشان او را گرفته نزد آنحضرت صلی الله علیه و آله
و سلم آوردند خون او را حقن کرد و نگاهداشت و نریخت و بر جزیه مصالحه کرد رواه ابو داود
و در حدیث معاذ بن جبل ست که فرستاد مرا رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم بسوی یمن و
امر کرد که از هر حالم یک دینار یا برابر آن معافری بستانم اخرجه ابو داود والنسائی
و ترمذی گفته حسن ست و صححه ابن حبان والحاکم و عائذ بن عمرو مزنی از آنحضرت صلی الله
علیه و آله و سلم روایت کرده که فرمود اسلام بالا می شود نه بالا کرده شده اخرجه الدارقطنی
و در حدیث مرفوع از ابی هریره آمده که ابتدا نکنید یهود و نصاری را بسلام و چون یکی را
از ایشان در راه ببینید مضطر بسوی اضیق طریق کنید رواه مسلم و مسور بن مخرمه گفته برآمد
آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم در سال حدیبیه و ذکر کرد حدیث را بطوله و دران این ست که
هذا ما صالح علیه محمد بن عبد الله سهیل بن عمرو علی وضع الحرب عشر سنین
یأمن فیه الناس ویکف بعضهم عن بعض اخرجه ابو داود و اصلش در بخاری ست
و بعض این حدیث را مسلم از حدیث انس آورده و دران این ست که هر که از نزد شما پیش
ما بیاید او را باز نگردانیم و هر که از ما نزد شما رود او را نزد ما برگردانید گفتند آیا چنین بنویسیم ای
رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم فرمود هر که از ما بسوی آنان رفت او را خدای تعالی
دور کرد و هر که از آنان نزد ما آمد نزدیک ست که او تعالی از برای وی فرجی و مخرجی گرداند

وابن عمر رضی الله عنهما از آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم آورده که هر که معاهد را کشت وے
بوی بهشت نشمید با آنکه بویش از راه چهل ساله یافته می شود واین نزد بخاری ست ودرین ادله
اوضح دلالت ست بر جواز عهد وصیانت آن وبر جواز صلح با کفار وجواز مصالحه بمال رجاء
که کسے که مسلمان شده آید مختص بحالت ضعف مسلمین وغلبه کفار بر اهل اسلام ست نه در
عکس این حالت ومثل این است معاهده بربالی که مسلمانان بمشرکان در هند چنانکه امروز رؤسای
مسلمین هند در گشتن گشت بحکام برطانیه مثلا سود می سازند نیست ودلالت درین احادیث
بآنکه صلح بر زیاده از ده سال روا نیست بلکه مرجع در تقدیر مدت سوی رای امام ودیگر
مسلمانان ست که همراه امام باشند قلیل بود یا کثیر وصلح نبوی در حدیبیه بر ده سال از اتفاقات
مساعدت دران هنگام در همین قدر صلح بود وکیف که قرآن وحدیث مصرح اند بجواز صلح
علی الاطلاق پس تقیید آن بمدت معینه محتاج دلیل باشد ومجرد فعل در واقعه از واقعات
صالح اختصاص بر آن نیست وچون سفک دماء وهتک حرم ونهب اموال مترتب بر نقض
عهد ست پس ضرور ست که سببے از اسباب از هر فرد واقع شود واین سبب نه تنها مباشرت
نقض ست بلکه منجمله اسبابش یکے رضا بنقض ناقض وعدم انکار بر وے وبراءت از فعل
او ست حاصل آنکه لابد ست از سببے که قائم مقام مباشرت باشد در نقض خواه رضای
محقق باشد خواه آنچه افاده مفاد رضا کند.

باب در بیان قسمت اموال مشترکه

قسمت اموال مجتمعه مسلمین از خمس وخراج ومعامله وجزیه وصلح وجز آن مفوض برای امام
عادل ست که ناصح رعیت وباذل جهد باشد در مصالح مسلمین چه امام آنرا در میان رعایا
بقدر کفایت هر یکے تقسیم نماید وقدرے بکار دفع دشمن از مسلمانان آید یا برحوادث ذخیره
سازد ودرین باب سلوک طریق معین که سلف صالح سالک آن بوده اند لازم حال امام نیست
بنابرآنکه احوال مختلف باشد باختلاف ازمنه وامکنه واشخاص پس اگر بیند که صلاح در تقسیم

اموال مجتمعه در بیت المال در هر سال ست هر سال قسمت کند و اگر بیند که مصلحت در تقسیم بهر ماه
یا بهر هفته یا هر یک روز ست همچنان نماید و آنچه بعد از ین فاضل باند آنرا در مناجزه کفر و فتح
دیار کفر و تکثیر جهات مسلمین و تکثیر جیوش و خیل و رکاب و کراع و سلاح بکار برد چه اصل
اصیل در دفع مفاسد و جلب مصالح همین تقویت جیوش اسلام و تکثیر افواج ایمان ست و عدل
در رعایا و عدم جور بر برایا و قبول از محسن و تجاوز از مسئی یکی از اعظم موجبات تکثیر بیت المال
و توسیع دائره خزینة الاشتمال ست و این معنی باستقرای احوال جمیع دول اسلام و کفر معلوم باشد
و هیچ پادشاه عدل در رعیت نکرد مگر آنکه باضعاف مضاعف آنچه جائر بجور رخود بدان نرسیده
رسیده باسلامتی که در عدل از انتقام رب عز و جل درین دار و در دار آخرت ست و عادت
الهی بمحق نظام ظلم و خراب بنیان جور و هدم اساس ستم جاریست تا آنکه دول ظلمه از اعظم
عبر از برای معتبرین و اجل زواجر از برای منزجرین ست و لابدست که بظالمان و ستمگاران
زکال و سخط خدا نازل می گردد و هر که فطنت و اعتبار و تفکر دارد حلول این بلایا را می شناسد
و هر که نظر در کتب تواریخ دوخته ازین ابواب آنچه قاضی عجب ست بسیار دیده حاصل
آنکه ظالم مجکه انسانی ست که در خسران دنیا و آخرت افتاده اند خسران آخرت ازین شریعت
مقدسه بضرورت واضح و معلوم و خسران دنیا این ست که اگر نصیبی تز رازو دولت دست بهم داد
هر دم از رعیت بر حالت کدر و تخوف و نغص و تخیل و وحشت باشد و لایزال متوقع زوال ملک
در هر وقت بنا بر جوریکه با رعایا کرده است می ماند و برایا منطوی بر بغض او و وی منطوی
بر بغض رعایا ست و تناقص اموال و خراب بلاد و هلاک رعایا و فقر اغنیای ایشان منضم
باین حال پر ملال ست غرضکه در هر سال و ماه گرفتار این اندیشه و پابند این نقص و زوال
باشد باجریان عادت الهی از قصم و هلاک ظلمه در ایسر مدت و اقل ملوک در مدت اشد ایشان
در بطش و اکثر ایشان در ظلم باشد غالب همین ست و خلافش نادر و این ظلمه دین و دنیا را
بالملوک عادلین با رعیت و سلاطین محبوبین نزد بریت که ممتع بلذت عدل بالذات عیش صافی

از کمتر زنادقی که غالب در جهنم از جوش برخود ترسان و از سطوت آتش بر جان و مال خود تر
زان بوده از کدام مناسبت ست ولو لم یکن من ذلک الا الامن من عقابه
وا سعامه بل الرجاء فی ثوابه وجزیل افضاله وما وعد به العادلین فی الاخرة
مما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر آمدیم برآنکه وضع حلی د
کعبه و نهادن دراهم و دنانیر و جواهر و اقمشه نفیسه درین محل مبارک بعید نیست که از کنز
است که در حق شان کریمه یوم یحمی علیها فی نار جهنم فتکوی بها جباههم وجنو
وظهورهم حاضر شده و نزد ما هرکه این اموال را گرفته در مصالح مسلمین صرف کند و
مفاسد و حوادث را از اهل اسلام دفع سازد برو هیچ باکی نیست و آنچه وال باشد بر صنع آن
اعنه صرف نماید و چنانکه علامه شوکانی ابسط کلام درین مقام در شرح منتقی دیده والاکبر
شرح درر فرموده اند اما اموال مساجد پس اگر از جنس اوقافی ست که مقصود بران حصول
غلات و جز آن از برای درستی عمارت و خدمت زنده و زندگان آن بنماز و تلاوت
تدریس علوم ست شک نیست که از اعظم قرب باشد و تسبیح مسلمان را گرفتن این مال نیز
و اگر از جنس امور یست که از برای تجمل و زخرفت مهیا کرده اند پس شک نیست که از عادات
و اگر از برای مباهات و مکاثرت ست اضاعت مال بیش نیست و واضع آن معصیت
خداست اخذ آن و صرفش در مصالح مسلمین از باب قیام بر واجب باشد که نهی
منکر و دفع توقی اضاعت مال که بدلیل صحیح از ان نهی آمده و اما اموال موقوفه بر مشاهد
پس حکم آن نیز حکم مال مساجد ست و واضع آن آنجا ملعون ست امام را باید که قبور را
زخرفت چنین امور باز دارد و چادرهای مشرفه را با خاک برابر سازد دیگر آنکه بلوای عام
اندیشد دست تغییرش بر ست نباشد که درین حالت بضرورت اغماض نظر کنند و این
شریعت مطهره معلوم ست چنانکه ثابت شده که آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم عائشه
را ارشاد کرد لولا ان قومک حدیث عهد بکفر لاسست البیت علی قواعد ابراهیم

وچنانکه در حدیث دیگر آمده لا یتحدث الناس ان محمدا یقتل اصحابه وچنانکه صنیع نبوی
صلی الله علیه وآله وسلم درباره تالیف مؤلفین وسکوت از فرطات کثیره منافقین معلوم ست
حاصل آنکه هر که این شریعت مطهره را چنانکه باید وشاید بشناسد می داند که بنای این
ملت حقه بر جلب مصالح ودفع مفاسد ست وقد کان هذا دیدن رسول الله صلی الله
علیه وآله وسلم وصحابته فی جمیع شؤنه لا ینکر ذلک الا من لم یحظ من شریعته
بطائل عالم عامل وسلطان عادل وقاضی فاضل را لائق ست که تشیید این اصل را اعظم
مطمح نظر خود گردانند واما عقوبت بمال پس ادله مقتضیه جوازش آمده لکن مخالف ادله کتاب و
سنت ست که قاضی بحرمت مال آدمی وعصمت او ست ولائق در هیچ مقام آنست که وجه
بر مورد کند ودر هر چه دلیل وارد شده آنجا تادیب بمال جائز دارد ودر جائی که دلیل نیامده آنجا
دست بگرفتن مال کسی دراز نکند زیرا که ورود این جواز بر خلاف قیاس این شریعت غراست
وشرع شریف مصرح ست بعقوبت هر گناه از ذنوب چه در دنیا وچه در آخرت پس هر که اراده
تحری بدین خود دارد او را لائق ست که مواضعی را که دران عقوبت بمال واقع شده واز قول یا
فعل شارع ثابت گردیده آنها را فراهم آورده نزد خود واقف گردد ودر شرح منتقی زیر کلام
بر حدیث انا آخذ وها وشطر ماله بجمع این مواضع پرداخته وحضرت والد ماجد
دام عزه در رساله قضا وجزا آن بیانش ساخته

باب در بیان سبق ورمی

ابن عمر رضی الله عنهما گفته مسابقت کرد رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم در میان اسپان لاغر
یعنی دوانید آنها را وبود نهایت آن ثنیة الوداع ومسابقت کرد میان اسپان غیر لاغر از ثنیه
تا مسجد بنی زریق وبود ابن عمر منجمله کسانی که اسپ دوانیدند متفق علیه بخاری زیاده کرده
که سفیان گوید از حفیا تا ثنیة الوداع پنج یا شش میل ست واز ثنیه تا مسجد مذکور یک میل و
حدیث دلیل ست بر جواز مسابقت وبرانکه این حرکت نه از باب عبث ست بلکه از وادی

ریاضت محموده بنابر تقریب بمقاصد غزوست واین دانرست در بیان استحباب آن است
وهم از ابن عمر رضی الله عنهما آمده که مسابقت کرد رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم وزیر خیل فضیلت
داد قرح را در غایت وقرح جمع قارح است مراد اسپ کامل السن است واین را ابو داود و
احمد اخراج کرده وابن حبان صحیح گفته ودر حدیث ابی هریره است مرفوعا نیست سبق مگر در
خف یا نصل یا حافر یعنی در شتر و تیر اندازی واسپ روایت کرده این را احمد وثلثه روایت و
ابن حبان تصحیح نموده اند وهم ابوهریره از آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم آورده که هر که داخل
کرد اسپی را میان دو اسپ وما مون نیست از آنکه مسبوق گردد لا باس به است واگر مامون است
قمار باشد رواه احمد وابو داود واسنادش ضعیف است وعقبه بن عامر آنحضرت صلی الله
علیه وآله وسلم را شنید که بر منبر می فرمود آگاه باشید که قوت در رمی است واعدوا لهم ما استطعتم
من قوة رمی است این حرف بار فرمود رواه مسلم

کتاب الاطعمه

اصل در هر طعام وشراب حل است مادام که نصی تحریم آن وارد نشده چنانکه ادله کتاب و
سنت بران دال است ابوهریره رضی الله عنها از آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم آورده که
اکل هر ذی ناب از سباع حرام است رواه مسلم وهم مسلم معنی این حدیث را از حدیث ابن عباس
رضی الله عنهما بلفظ نهی آورده وهر ذی مخلب را از طیر زیاده نموده وجابر گفته نهی کرد رسول خدا
صلی الله علیه وآله وسلم روز خیبر از لحوم حمر اهلیه واذن داد در لحوم خیل واین متفق علیه است ولفظ
بخاری رخص است واحادیث در تحریم حمر اهلیه بحد تواتر رسیده وبصحت پیوسته وحدیث علتش
ضعیف است وابن ابی اوفی گفته غزا کردیم همراه آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم هفت غزوه
می خوردیم ملخ را واین نیز متفق علیه است واز انس در قصه خرگوش آمده که ذبح کردیم او را وفرستادیم
سرین آن نزد آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم پس قبول فرمود اخرجه الشیخان متفقا
این دلیل است بر حلت اکل خرگوش ودرین باب حدیثها است ودعوی کراهت اکلش

مفتقر دلیل ست زیرا که حکم شرعی ست و عدم اکل آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم از وی صالح دلالت نیست چه
عدم اکل گاہے بنا بر امری جبلی می باشد و امور جبلیه از برائے است شرع نبود چنانکه در اصول
متقرر شده و طبائع بشر مختلف ست بسیار ست که یکے نوع را از انواع لحوم می خورد و نوع دیگر
را نمی پسندد و بعض مطلق لحوم را نمی خورند همچنین حال سائر طعامات و ادامات ست که یکی را
پسند و مطبوع ست و دیگرے را ناپسند و مکروه و از برای حلت کدام شئے اکل آنحضرت صلی الله
علیه و آله و سلم شرط نیست بلا خلاف پس قول بکراهت اکل ارنب بلا دلیل ست و ابن عباس
گفته نهی فرمود از کشتن چار دابه مگس شهد و هدهد و مورچه و صرد رواه احمد و ابو داؤد
و صححه ابن حبان و نهی از قتل دلیل ست بر حرمت اکل اینها و لیکن درین استدلال
بحث ست و ظاهر تحریم اکل نمل ست اجماعا و ابن ابی عمار گفته جابر را گفتم گفتار یعنی بجو
صید ست گفت آری پرسیدم که آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم گفته ست گفت نعم
رواه احمد و اهل السنن و صححه البخاری و ابن حبان و حدیث او یاکل الضبع
احد ضعیف ست معارض این حدیث صحیح نمے تواند شد و کفتار را دندان نباشد و اگر
ثابت شود مخصص حدیث ذی ناب باشد و چون ابن عمر رضی الله عنهما را از قنفذ یعنی خارپشت
که هندیش ساهی خوانند پرسیدند گفت قل لا اجد فیما اوحی الی محرما الآیه پیرے نزد
ابن عمر نشسته بود وی گفت ذکر کرده شد قنفذ نزد رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم فرمود خبیثه
از خبیثهاست اخرجه احمد و ابو داود و اسنادش ضعیف ست بنا بر جهالت این
شیخ و شاید ارجح خبث اوست و هر خبیث حرام ست لقوله عز و جل و یحرم علیهم الخبائث
مگر آنکه ضعف این حدیث بحسب زعم خطابی بر وجهی ثابت شود که ساقط از درجه اعتبار گردد
و از ابن عمر آمده که نهی کرد رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم از جلاله یعنی دابه نجاست خوار و از
شیرش اخرجه اهل السنن الا النسائی و حسنه الترمذی و جلاله عام است از شتر و
گاو و گوسفند و ماکیان و در روایتے نهی از رکوب جلاله آمده و اختلاف ست در طهارت لبن جلاله

تصور به طهارت اند مثل آنکه آبها را طاهر ست واولی در تقریر طهارت آبها آنست که گوئیم

گوئیم هیچ شارع حکم بنجاستش کرده بود اسم وصفتش باقی نماند پس طاهر باشد چه حکم

نجاست عذره مقید بعذره بودن اوست مثلا چون رماد گشت عذره نماند ومهذا اگر

کسے دعوی کند که نجاست با وجود ذهاب اسم وصفت باقی ست وے دلیل بیارد ودر

قصه حمار وحشی از ابی قتاده در حدیث متفق علیه آمده که خورد از آن رسول خدا صلی الله علیه

وآله وسلم حاصل آنکه خر خانگے حرام ست وخر وحشی حلال واین راجح علیه وخلاف آنرا

نا گفته اند واسما بنت ابی بکر گفته ذبح کردیم اسپے را بر عهد آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم

وخوردیم آنرا متفق علیه پس اکل لحم اسپ حلال باشد وعدم ذکر حل اکل فرس در آیت

مستلزم عدم حل نیست همچنین ذکر بعض منافع در خیل نافی بعض دیگر نباشد وحدیث خالد

درین باب که نزد ابی داود وابن ماجه ست قوت معارضه حدیث صحیحین ندارد با آنکه جماعت

از حفاظ که منجمله آنها یکے بخاری واحمد وموسی بن هارون ودارقطنی وخطابی وعبد الحق

وابن عبد البر وغیرهم بوده اند تضعیفش کرده پس ترجیحش ضعیف عطن میش نیست وحدیث باب

موافق اصل ست وهو الحل وابن عباس رضی الله عنهما گفته خورده شد ضب یعنی سوسمار

بر مائده آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم واین متفق علیه ست ودر روایات دیگر نهی از

اکلش آمده کما اخرجه ابو داود ودر صحیح مسلم ست که آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم

ارشاد کرد ان الله غضب علی سبط من بنی اسرائیل فمسخهم دواب ولا ادری

لعل هذا منها ونهی حقیقة در تحریم ست مگر آنکه در صحیحین از جماعه از صحابه اذن بسوے

اکل ضب ثابت شده وفرمود کلوه فانه حلال ولکن لیس من طعامی پس این

حدیث صارف نهی از حقیقت بسوی مجاز باشد وهو الکراهة وحدیث تردد آنحضرت صلی الله

علیه وآله وسلم مؤید اوست واما الحمار پس حدیث احل لکم میتتان ودمان مصرح حلت

اوست ودر کراهتش از آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم چیزے ثابت نشده واما اکل [illegible]

پس منع ازان و ببلیے نیامد ولکن چون از اسباب علل بسیست و ازان انحلال فہیم متاثر می گردد و او تعالی از قتل نفس نہے فرمود و لہذا ازان منع می کنند عبد الرحمن بن عثمان گفت طبیبی از آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پرسید کہ ضفدع یعنے غوک را کہ بہندیش مینڈک نامند در دوا بیامیزم پس از قتلش نہے کرد اخرجہ احمد وصححہ الحاکم و در خوردن با مجذومین باعتبار آنکہ اکل طعام کہ دران صحیح و مجذوم مشترک اند مکروہ است درین حال اگرچہ فی نفسہ مکروہ نیست ادلہ متعارض آمدہ بعض مقتضے تنفیر از وی اکل ست و بعض مقتضے جواز بلا کراہت و عدم کراہت و احسن آنچہ در جمع گفتہ اند آنست کہ این اکل مختلف باختلاف اشخاص ست ہر کرا بر جان خود وثوق بعدم تشویش خاطر تعبدی باشد او را مکروہ نیست و ہر کہ چنین نبود او را اجتناب اولی ست و حدیث اکرموا الخبز نزد حفاظ موضوع ست کلمات نبویہ بر ہمچو قالب ریختہ نمے شود و غالبا وجود این قسم احادیث در کتب قصاص باشد کہ صحیح را از باطل نشناسند فصل شک نیست کہ شرب خمر از کبائر عظیمہ ست و احادیث دالہ بر کبیرہ بودن خمر بسیار ست ہمچو حدیث لا یدخل الجنۃ مدمن خمر و نحو آن و چون ہر محرم نجس نیست حکم بنجاست خمر بنا بر حرمت بی دلیل باشد و لاسیما نزد می نوشان جاہلیت و در صدر اسلام مستطاب بخیر مستخبث بود بلکہ آنرا از اطیب طیبات و احسن مستلذات می شمردند و میان رجسیت شئی و نجاستش ملازمتے نیست تا مساغی از برای استخباث بادہ بدست آید بلکہ مستخبث از رجس بعض رجس ست ہمچو غائط و نحو آن نہ خمر و میسر و ازلام و انصاب کہ در آیہ مذکور ست با آنکہ بر ہمہ حکم برجس فرمودہ و سخن بر مسکرات بیشتر درین کتاب گذشتہ —

باب در بیان صید و ذبائح

ابو ہریرہ گفتہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود ہر کہ سگ گرفت جز سگ ماشیہ و سگ شکار و سگ کشت کم شود از اجرا و ہر روز بمقدار یک قیراط متفق علیہ و عدی بن حاتم گفتہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایہ چون بفرستے سگ خود را ذکر کن نام خدا بر وی اگر نگاہداشت بر تو

ودریافتی تیر را پس بخور آنرا اگر یافتی کشته است و از آن بخور و پس بخور سگ آنرا اگر
یافتی همراه سگ خود سگ دیگر را و حالانکه کشته است آنرا پس مخور چه تو نمیدانی که کدام یک
آنرا کشته است و چون تیر خود بیفگنی نام خدا یاد کن و اگر غائب شد شکار از تو یک روز و دو روز
و نیافتی در آن مگر اثر تیر خود پس بخور آنرا اگر خواهی و اگر یافتی که در آب غرق شده است پس مخور
متفق علیه و لفظ از مسلم است و عدی از آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم سوال از معراض
کرد فرمود چون برساند آن بخور و اگر بعرض رسیده است و کشته پس وقیذ است مخور رواه
البخاری و مسلم مجموع و در حدیث ابی ثعلبه خشنی آمده چون تیر انداختی و غائب شد از تو
دریافتی آنرا پس بخور مادام که بدبو نشده رواه مسلم و نزد ترمذی آمده که نهی کرد رسول خدا
صلی الله علیه و آله و سلم از اکل صید مجوس ولکن دلیلی بر عدم حل صید کلب مرسل کافر قائم
نیست و تکلیب بمعنی تعلیم است پس صید جمله جوارح مکلبه حلال باشد و تخصیص بعض
جوارح از بعض دیگر بلا وجه است و در حدیث عدی آمده آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم را
از صید بازی پرسیدم فرمود آنچه بر تو نگاه دارد بخور و هر چه در بحر مرده یافته شود بهر سببیکه
باشد حلال است مادام که طافی نشود و اعتبار بودن موت بسبب از حسانیدن یا بسبب جزر یا
القای بحر بی وجه است و حدیث ما القی البحر او جزر عنه فکلوه دال بر انحصار حل در
هر دو امر نیست و لهذا در حدیث دیگر بقا باقیش و ما وجدته طافیا فلا تأکله آمده حاصل
آنکه حرام از صید بحر جز طافی نیست با آنکه حدیث القای بحر را اکابر حفاظ مثل احمد و بخاری
و غیرهما ضعیف گفته اند و صید بحر جنس غیر صید بر است و لهذا بتحلیل میته یکی نه دیگر اختلاف است
صید یکی ازین بر و محرم را حلال است و صید آن دیگر حرام و حق آنست که هر حیوان بحری
حلال است بهر صورت که باشد احل لکم صید البحر و هو الطهور ماءه والحل
میتته نص است درین باب و هیچ جا نا بدلیل صالح لتخصیص هذا العموم قبلنا
یافته رضی الله عنها گفته آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم را گفتند که قومی ما را گوشتها می آ

نبید ایم کبران نام خدا ذکر کرده انبیا نه فرمود شما نام خدا بروی برید و بخورید و این نزد بخاری ست
و این نص ست بر حلت ذبیحهٔ کافر و عدم اشتراط اسلام در ذابح خواه ذمی باشد یا غیر او مگر
اگر بری ست از ذکر نام خدا بران و عدم اهلالش از برای غیر او تعالی همچو ذبح از برای اوثان
و نحو آن چنانکه مشرک نشان کلمه گو از برای اولیاء و صلحاء اهلال و ذبح می کنند و نیز آن گفت
که کافر بر ذبیحه نام خدائی برد و در قرآن آمده و لا تاکلوا مما لم یذکر اسم الله علیه
و فرموده فکلوا مما امسکن علیکم و اذکروا اسم الله علیه و آنحضرت صلی الله علیه و آله
و سلم گفت ما انهر الدم و ذکر اسم الله علیه زیرا که این حجت وقتی تمام می گردد که علم بعدم
ذکر کافر نام خدا بر ذبیحه حاصل باشد و در حدیث متقدم عائشه دلیل بر عدم اشتراط تسمیه
مطلقا نیست بلکه بر عدم اشتراطش نزد ذبح ست و حدیث ذبیحة المسلم حلال ذکر
اسم الله او لم یذکر مرسل یا موقوف ست پس بر هر دو صورت منتهض از برای
معارضه کتاب عزیز نشود و نیز خاص بمسلم ست و نزاع در کافر ست و حدیث
ان قوما حدیثو عهد بجاهلیة یاتوننا باللحمان خاص بمسلم ست
استدلال بدان بر عدم اشتراط تسمیه مطلقا تمام نیست و حدیث ابن عباس و ابو هریره مرفوعا
نزد ابو داود بلفظ نهی رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم عن شریطة الشیطان
دلیل ست بر وجوب فری اوداج نزد تذکیه و تفسیر شریطه بلفظ و هی التی تذبح فتقطع و لا
تفری الاوداج مدرج ست از قول حسن بن عیسی که یکی از رواة حدیث مذکور ست
چنانکه ابو داود در سنن بدان صراحت نموده و لکن در سند این حدیث عمرو بن عبد الله صنعانی
متکلم فیه ست غیر واحد دران تکلم کرده اند پس چنانکه باید حجت نشود و در هیچ حدیث آنچه
دال باشد بر استحباب استقبال قبله نیامده و قوله فلما وجههما مراد بدان نه روی بسوی
قبله گردانیدن ست بلکه مراد توجیه از برای ذبح ست و متقرر شده که حذف متعلق مشعر
بعموم باشد و در وجهت وجهی نیز دلالت برین مدعا نیست تا آنکه شوکانی گفته و لا

محمد بن یزید بن سنان صدوق ضعیف الحفظ است و عبد الرزاق باسناد صحیح موقوفا بر
ابن عباس روایت کرده و در مراسیل ابوداود آنرا شاهدی است باین لفظ ذبیحة
المسلم حلال ذکر اسم الله علیه او لم یذکر و رجالش ثقات اند و لیکن مقاوم احادیث
داله بر وجوب تسمیه نیست مطلقا و در سبل السلام گفته الا انها نفثة فی عضد من ظن
وجوب التسمیة مطلقا ویجعل ترک اکل ما لم یسم علیه من باب الورع و حق
آنست که تسمیه نزد اکل کافی ست اگر نزد ذبح معلوم نباشد

باب در بیان اضاحی

انس بن مالک گفته رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم قربانی دو کبش املح اقرن میکرد
و بسم الله می گفت و تکبیر بر می آورد و پای بر پهلوی یا روی او می نهاد و در لفظی آمده
که ذبح کرد آنها را بدست خود و در لفظی آمده که آن دو کبش فربه بودند و بلفظ صحیح ابی عوانه ثمینین است
بمثلثه بجای سمینین بسین مهمله یعنی قیمتی و در لفظی نزد مسلم از روایت انس آمده می گفت
بسم الله والله اکبر و بلفظ عائشه رضی الله عنها نزد مسلم این ست که امر کرد بآوردن قوچ
شاخدار که پای سپری کند زمین را در سیاهی و می خسپد در سیاهی و می نگرد در سیاهی تا
قربانی آن کند فرمود تیز کن کارد را باز کارد را گرفته و آنرا به پهلو انداخته ذبح کرد و فرمود
بسم الله اللهم تقبل من محمد و آل محمد و امة محمد و این دلیل ست بر کافی
بودن اضحیه از طرف نفس و اهل او و از طرف غیر و صحت نیابت مکلف از غیر خود در فعل
طاعات اگرچه از طرف امر یا وصیت نباشد و فرمود هر کرا گنجایش باشد و قربانی نکند
مصلای ما را نزدیک نشود رواه احمد و ابن ماجة عن ابی هریرة و صححه الحاکم
و لیکن راجح نزد ائمه وقف این حدیث ست پس اصل در اضحیه وجوب بر واجد و عدم
وجوب بر معدم باشد و مثل ذلک قوله صلی الله علیه و آله و سلم فان کان عنده
غیرها فضح بها و احادیث قاضیه بوجوب مطلقا نیز آمده مثل حدیث علی کل

اهل بیت اضحیة فی کل عام و آنچه دال بر عدم وجوب مطلقا باشد نیز وارد شده مثل
حدیث اذا اراد احدکم ان یضحی فلیمسک عن شعره و اظفاره اخرجه
اهل السنن و مسلم و وجه دلالتش بر عدم وجوب تفویض باراده است و جندب
بن سفیان گفته حاضر شدم با رسول خدا روز نحر چون نماز با مردم گزارد نگریست بغنم ذبح
و فرمود هر که ذبح پیش از نماز کرده باشد وی بجای آن گوسفندی دیگر ذبح کند و هر که
ذبح نکرده وی بنام خدا ذبح نماید متفق علیه معلوم شد که قربانی قبل از نماز
عید مجزی نیست و هذا هو الحق الذی لا شبهة فیه و کیف که توقیت ذبح بعد از
نماز امام و بعد از صلوة آنحضرت ص در احادیث صحیح آمده و مراد بنماز صلوة معهوده است
که بجماعت کبری همراه امام در روز عید باشد اگر آنجا امام است و اگر امام نباشد معتبر نماز
جماعت مسلمین در بلد است و اگر تنها یک کس است پس اعتبار بنماز اوست و بالجمله ذبح
قربانی پیش از نماز نباید و اگر کرده در حکم مطلق لحم است و مجزی از اضحیه نیست و خطابات
عدم اجزاء چنین اضحیه شامل حائض و غیر اوست و براء بن عازب گفته استاد رسول خدا
صلی الله علیه و آله و سلم در میان ما و فرمود چهار نوع است که در ضحایا روا نیست نخستین
یک چشم که کوری او پیدا است دیگر بیمار که مرض او هویدا است سوم لنگ که عرج او نمایان است
چهارم پیر که مغز در استخوان ندارد رواه احمد و الاربعة و صححه الترمذی و ابن
حبان و جابر گفته آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم فرمود ذبح نکنید مگر دو ساله مگر آنکه بر شما
دشوار آید پس جذعه از ضأن ذبح کنید یعنی یک ساله رواه مسلم و این حدیث
متضمن منع از ذبح جذعه است با وجود مسنه و ظاهرش عدم اجزاء است در یافتن مسنه را
و اگر حدیث نعمت الاضحیة الجذع من الضأن معارض منع نبودی اثبات
منع بود حق همان عدم اجزاء جذع می بود و لکن حق آنست که افضل اضحیه کبش اقرن
است چنانکه در حدیث عبادة بن صامت نزد ابی داود و ابن ماجه و حاکم و بیهقی

مرفوعاً آمده خیر الاضحیة الکبش الاقرن و این نزد ابن ماجه وغیره از حدیث ابی امامه نیز آمده ولیکن در سندش عفیر بن معدان ضعیف ست و اضحیه غیر مرئی ست و لهذا افضل در هدی بدنه باشد و گفته اند که بدنه افضل از شاة ست اگر مضحی یکی باشد نه آنکه هفت یا ده کس ضحی باشند و کبش افضل از بدنه است اگر مضحی یکیست چه یک شاة از برای یک کس بهتر از عشر یا سبع بدنه باشد و در فضل خصی بر فحل دلیلی نیامده و تضحیه نبوی بخصی مستلزم افضلیتش از غیر خصی نیست غایتش اجزاء خصی ست و بس و حدیث کبش اقرن نص ست در محل نزاع پس اگر خاص باشد بفحل پس ظاهر ست و اگر شامل فحل و خصی هر دو ست پس افضلیت مختص بخصی نشد حاصل آنکه از آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم بودن اضحیه بر هر اهل بیت ثابت شده و خیر الاضحیة الکبش الاقرن هم ثابت گشته و نعمت الاضحیة الجذع هم آمده و این زعم که شاة جز از یک کس یا سه کس فقط مجزی نیست یا غیر شاة افضل ست محتاج دلیل ست و احادیث وارده در هدی مفید این زعم نمی تواند شد که آن باب دیگر ست **فصل** علی رضی الله عنه گفته امر کرد ما را رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم آنکه نیک نگریم چشم و گوش ضحیه را و قربانی نکنیم بیک چشم و بیشی که گوش او از بالا یا پائین بریده شده یا در گوش شگاف ست و یا دراز وار اخرجه احمد والاربعة وصححه الترمذی و ابن حبان والحاکم و نیز امر کرد ما را آنکه بایستیم بر شتران و قسمت کنیم لحوم و جلود و جلال آنها را بر مساکین و جزار را ازان چیزی ندهیم متفق علیه و جابر بن عبد الله گفته نحر کردیم همراه رسول خدا در حدیبیه بدنه را از طرف هفت کس و گاو را از طرف هفت کس و این در هدی ست و در روایتی نوآن در اضحیه هم آمده و دران دلالت ست بر جواز شرکت هفت کس در یک قربانی و تمام ایام تشریق محل ذبح ست و درین مسئله پنج مذهب ست اینکه ذکر کردیم ارجح آنها ست

باب در بیان عقیقه

در حدیث ابن عباس آمده که عقیقه کرد آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم از حسن و
حسین یک یک گوسفند رواه ابو داود وصححه ابن حبان وابن الجارود وعبد
الحق لیکن ابو حاتم ترجیح ارسالش کرده وابن حبان نحو آن از حدیث انس
آورده و از عائشه رضی الله عنها گفت امر فرمود ما را که عقیقه کرده شود از غلام
دو گوسفند برابر و از جاریه یک گوسفند رواه الترمذی وصححه واحمد واهل السنن
نحو آن از حدیث ام کرز کعبیه روایت نموده و اول فعل بوده و این قول است و قول
اقوی وارجح است از فعل پس این فعل معارض قول خاص امت نشود کما تقرر
فی الاصول و در حدیث سمرة بن جندب از آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم آمده
که هر غلام مرتهن بعقیقه خود است روز هفتم از وی ذبح کرده شود و سترده شود سر وی
ونام نهاده شود رواه احمد والاربعة وصححه الترمذی و در معنی ارتهان
غلام اقوال است اولی آنکه چون عقیقه لازم حال غلام است باعتبار لزوم بمولود
مانا برهن آمده یا آنکه حلق وتسمیه بعد از ذبح باشد یا آنکه چون در طفلی بی عقیقه میرد
شفاعت ابوین نکند و وجوب عقیقه از این حدیث مستفاد می شود و حدیث دیگر
من احب منکم ان ینسک صارف او از وجوب است چه اگر واجب می بود
تفویض بارادة نمی فرمود و بر عدم کسر عظام ذبیحه عقیقه و عدم فصل مفاصل و جمع و
دفن عظام و نتف شعر از ذبیحه و تعلیق آن در عنق صبی و جز آن از خرافات و
واهیات که عوام بلکه بعض خواص می کنند دلیلی از نقل اهم نیامده تا بدلیل از کتاب
وسنت چه رسد بلکه این امور خیالات شبیه بانفعالات است فاعل آنرا هیچ سود
دینی و دنیاوی نمی بخشد و عائد بفاعل و مفید بفائده نمی گردد آری تصدق زر یا
بوزن شعر ثابت شده و فاعل عقیقه مادام مستحق بسنت است که از طرف ذکر دو بز

جانب اسنشے یک بر ذبح کند چہ زیادت غیر منافیہ مقبول ست کما تقرر فی الاصول **فصل** ہر کہ ختان را واجب گفتہ بدستش کدام حجت صحیحہ نیست کما اوضحہ الشوکانی فی شرح المنتقی وحق آنست کہ سنت ست چنانکہ در حدیث عشر من سنن المرسلین آمدہ وبر مدعی وجوب برہان آوردن ست وبرہان موجود نیست وحدیثے کہ آنرا برہان فہمیدہ اند ضعیف ست حجت بدان قائم نیست واستدلال بختان ابراہیم علیہ السلام ناتمام ست مگر بعد از تسلیم وجوب ختان بروے علیہ السلام وتسلیم این معنے کہ شرع شریفش لازم ماست والکل ممنوع ولیکن چون این ختان یکے از شعائر اسلام وممیزات مسلمین از غیر مسلمین ست وترک آن درین است مرحومہ از احدی چہ سلف وچہ خلف بگوش نرسیدہ لاجرم احتمال مدان ازاکد سنن باشد ونزد ما قول بوجوبش ہم بعید نیست

کتاب الایمان

ابن عمر گفتہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عمر را در رکب دریافت ووی سوگند بپدر می خورد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایشان را ندا کرد وفرمود آگاہ باشید کہ او تعالی نہی می کند شمارا ازانکہ سوگند بپدران یاد کنید ہر کہ حالف باشد حلف بخدا کند یا خاموش شود متفق علیہ ودر روایت ابوداود ونسائی از ابی ہریرہ باین لفظ آمدہ سوگند نخورید بپدران ومادران خود ونہ بانداد یعنے یکسانی کہ آنہا را ہمچو خدا می دانید ہمچو بتان واولیاء وپیران وسوگند مخورید بخدا مگر آنکہ شما راستگو باشید وہم در حدیث ابوہریرہ مرفوعاً وارد شدہ کہ سوگند تو بر چیزیست کہ صاحب تو تصدیقش بکند ودر روایتے باین لفظ کہ سوگند بر نیت مستحلف ست اخرجہما مسلم وعبد الرحمن بن سمرہ گفتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود چون حلف کردے بر یمین وغیر آن را بہتر ازان دیدے

پس یمین ساکفارہ دہ وآنچہ خیر ست ہمان را بیا و این متفق علیہ ست ولفظ ابی داود
این ست پس کفارہ دہ از یمین خود باز بیا آنرا کہ بہتر ست واستادہ در ترجیح باشد
وابن عمر از آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آوردہ کہ ہر کہ حلف کرد بر یمینے وان شاء اللہ
گفت بروی حنث نیست رواہ احمد واہل السنن وصححہ ابن حبان وہم
ابن عمر گفتہ سوگند نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چنین بود لا ومقلب القلوب اخرجہ
البخاری واین دلیل ست بر جواز سوگند بصفت خدا وہر صفت دران داخل باشد
چہ حکم ہمہ صفات باریتعالی یکی ست وابن عمرو بن العاص گفتہ یکے بادیہ نشینی آمدہ
گفت ای رسول خدا کبائر چیست ودرین حدیث ذکر یمین غموس فرمودہ وی پرسید
یمین غموس چیست فرمود آنکہ بدان مال مرد مسلمان بریدہ شود ودران دروغگو باشد
وبخاری از عائشہ در تفسیر قول تعالی لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم آوردہ
کہ لغو قول مردست لا واللہ وبلی واللہ وابو داود روایتش مرفوعا نمودہ ولغو در اصل
لغت بمعنی باطل ست ولکن صحیح نیست کہ مراد بلغو درینجا یمین باطل باشد زیرا کہ غموس
ہم باطل ست بلکہ اولی آنست کہ لغو در کتاب اللہ بمقابلہ معقود واقع شدہ چنانکہ از
ولکن یؤاخذکم بما عقدتم الایمان معلوم می شود وتعقید یمین قصد اوست
ومراد بدان عقد قلب ست چنانکہ صاحب کشاف بدان تصریح کردہ پس لغو ہمان ست
کہ معقود نباشد چنانکہ اکثر مردم در محاورہ خود سوگند بلفظ واللہ باللہ مثلا بے قصد
ارادہ یمین بر زبان می گذرانند خواہ این گفتن در حال یمین باشد یا نہ وغموس حلف ست
بر چیزیکہ بطلان او می داند نہ بر آنچہ گمان صدقش می دارد وحلف بر ظن نا روا ست
واو تعالی از اتباع ظن منع کرد وعمل بظن نیز عام مخصص چہ امور کہ از حلف نیست فرمودہ
ودر امثال جواز حلف بر ظن مطالب بدلیل صالح تخصیص او ست وآنہم اعتقاد بر ظن صادق
نیست بلکہ اعتقاد خاص از ظن ہست وحالف بر چیزے کہ داخل در امکان نیست

دقدرتش بران نمی رسد حالف بیمین غموس ست و غموس یمینے ست کہ چون صاحبش ملاقی خدا گردد حق تعالی بروی خشمناک باشد کما صح الحدیث بذلک وهی الیمین التی قال الله تعالی فیها ان الذین یشترون بعهد الله وایمانهم ثمنا قلیلا اولئک لا خلاق لهم فی الاخرة ولا یکلمهم الله ولا ینظر الیهم یوم القیامة ولا یزکیهم و ابو هریرہ گفتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود خدا را نود و نہ نام ست هرکہ احصایش کند بہ بہشت درآید متفق علیہ و ترمذی و ابن حبان سوق این اسمار کردہ ولکن حافظ گفتہ تحقیق آنست کہ سرد اسمار ادراج ست از بعض روات و تحقیق کتابی در اسمار و صفات نوشتہ و بذکر معانیش آویختہ لیکن راہ تاویل رفتہ باآنکہ مذہب سلف تفویض ست وهذا ازلة عظیمة منه عفا الله عنا وعنه و چون اسمار الٰہی و اسمار رسالت پناہے موقوف بر بیان شارع ست الحاد دران جائز نباشد و توقیف خواہان آنست کہ ذکر خدا با اسمار السنہ دیگر مثل فارسے و ترکی و انگریزی و ہندی و ہر زبان کہ جز عربی ست روا نباشد اگرچہ در نفس الامر نزد اہل آن لسان از باب اعلام بود زیرا کہ شرع بدان وارد نگشتہ ولیکن تعامل خلق حتی تعامل اہل اسلام بران آمدہ کہ اطلاق نامہای السنہ غیر عربیہ بروی سبحانہ می کنند بنا بر آنکہ معنے وصفی دارد یا علم باریتعالی ست در زبان فرس وجز آن وکذلک متکلمین مذاہب فقہا رلفظہا بر وی سبحانہ اطلاق کردہ اند کہ شارع آنرا اطلاق نکردہ مثل واجب الوجود و نحو آن پس ہرکہ شیح بدین خود و حریص بر تقوی باشد او را قصر بر مورد احوط ست و دران نجات مسلم ست از تعلق بمحدثات و تلوث ببدعات واللہ اعلم آسامہ بن زید گوید آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود با ہرکہ نیکی کردند و وی فاعل را جزاک اللہ خیرا گفت مبالغہ کرد در ثنا اخرجه الترمذی وصححه ابن حبان

کتاب النذور

ابن عمر گفته آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم نهی کرد از نذر و فرمود هیچ خیری نمی آرد و جز
این نیست که چیزی از مال بخیل بدین نذر بیرون آورده می شود متفق علیه و اصل در
نهی تحریم ست تا آنکه صارفی از حقیقت بیاید و نذر عام ست از آنکه مباح باشد یا غیر
آن و مسلم از عقبه بن عامر از آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم آورده که کفارهٔ نذر همان
کفارهٔ یمین ست و ترمذی افزوده که این کفاره وقتی ست که نذر را نام نبرده یعنی مطلق
نذر کرده و صححه و لفظ ابو داود و نسائی از حدیث ابن عباس مرفوعا این ست که هر که
نذر کرد و نام نبرد کفاره اش کفارهٔ یمین ست و هر که نذر کرد که طاقتش ندارد کفارهٔ آن نیز
همان کفارهٔ سوگند ست و اسنادش صحیح ست لکن حفاظ ترجیح وقفش کرده اند و بخاری
از حدیث عائشه باین لفظ روایت کرده که هر که نذر عصیان خدا کرده وی عصیان خدا
نکند و مر او مسلم از حدیث ابن عمر ست که نیست وفاے نذر در معصیت و عقبه بن عامر
گفته نذر کرد خواهر من که پیاده رود تا خانهٔ خدا آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم
فرمود باید که پیاده رود و سوار شود متفق علیه و اللفظ لمسلم و لفظ احمد و اهل سنن آنست
که او تعالی را بمشقت خواهر تو غرضی نیست بگو او را که خمار پوشد و سوار شود و سه روز
روزه گیرد یعنی بنا بر نذر بعدم اختمار زیرا که این نذر معصیت ست و از ابن عباس رض آمده
که استفتا کرد سعد بن عباده رسول خدا را در نذری که بر مادر او بود و قبل از بجا آوردنش
بمرد فرمود تو از وی بجا آر متفق علیه و ثابت ابن ضحاک گفته نذر کرد مردی بر عهد رسول خدا
صلعم که ذبح کند شتری را در موضع بوانه نام و پرسید از آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرمود
آنجا کدام وثن معبود بود گفت نه فرمود عیدی از اعیاد اهل جاهلیت باشد گفت نه
فرمود وفا کن نذر را زیرا که نیست وفا از برای نذری که در معصیت خدا است و نه در بریدن
رحم و نه در آنچه ابن آدم مالکش نیست رواه ابی داود و الطبرانی و اللفظ له و
سندش صحیح ست و شاهدی وارد از حدیث کردم نزد احمد و جابر گفته مردی روز فتح آمد

گفت ای رسول خدا نذر کرده ام که اگر او تعالی مکه را بر تو فتح کند نماز در بیت المقدس
بگذارم فرمود همین جا بگذار یعنی در مسجد حرام که افضل از آنجاست باز پرسید فرمود شأنك
اذن یعنی تو دانی و کار تو اخرجه احمد و ابوداود وصححه الحاکم و در حدیث
متفق علیه که لفظش از بخاریست از حدیث ابی سعید خدری از آنحضرت صلی الله علیه و
آله و سلم آمده که بسته نشود پالانها مگر بسوی سه مسجد مسجد حرام و مسجد اقصی و مسجد من و سخن
بر منطوق این خبر و رازی میخواهد حاصلش منع سفر از برای قربت بسوی غیر این مساجدست
و در ان چنانکه سفر از برای زیارت موتی غیر داخل ست همچنان نهی از سفر بغرض طلب علم
و تجارت و جز آن از حوائج نیست و در جه منع از سفر زیارت خواه قبور انبیا باشد یا
غیر ایشان آنست که دلیلی بر جواز آن از کتاب و سنت یا اجماع یا قیاس قائم نیست و
از سلف ثابت نشده با آنکه مجرد فعل بلکه قول سلف حجت نمی ارزد خصوصا در همچو احکام
لاسیما نزد کسیکه حجت پیش او منحصر در کتاب و سنت ست و پس عمر گفت ای رسول خدا صلعم
نذر کردم در جاهلیت که معتکف شوم در مسجد حرام فرمود اوف بنذرك و این متفق علیه ست
و زیاده کرد بخاری فاعتکف لیلة حاصل آنکه تا امکان نذر نکند اما بعد از آنکه کرد
ایفای آن واجب گردد و در عدم ایفا کفاره لازم شود و بر نذر مباح مسمای نذر
صادق ست پس داخل باشد زیر عمومات که متضمن امر بوفاست چنانکه زنی نذر کرده
بود که چون آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم از غزوه سالم برگردد بر سرش دف بزنم آنحضرت
صلی الله علیه و آله و سلم او را امر بوفای نذر او کرد و این نزد ابوداود ست و ضرب دف اگر
مباح نباشد باری مکروه باشد از مکروه خواهد بود و هرگز قربتی از قرب نیست پس چون مباح باشد دلیل بود
بر وجوب وفای مباح و اگر مکروه باشد اذن بوفایش دال بر وفا بمباح بالاولی ست و همچنین ایجاب
کفاره در نذر معصیت چنانکه ادله بدان صحیح گشته دال ست بر وجوب کفاره در مباح بالاولی و همچنین ایجابش
در نذر غیر مسمی دلالت دارد بر وجوب کفاره بالاولی در مباح و با آنکه نذر مباح خارج از دو قسم نیست یکی وجوب وفا

بدان دیگر وجوب کفاره با عدم وفا و ازینجاست که زن چون مویش را ببرد یا بکند یا در مصیبت روی خود خراشد کفاره بر او واجب است و مؤید آن روایتی آمده که امر با پیاده رفتن کرده و نذر کرده بود آنحضرت صلعم فرمود ان الله لغنی عن تعذیب هذه نفسه و این غیر معارض است با تقدم به دو وجه یکی آنکه عدم تصریح بوجوب کفاره منافی احادیثی که در آن تصریح بوجوب اوست نیست دوم آنکه پیر مذکور را ناتوان از وفا یافت چنانکه در روایت دیگر آمده انه رأی شیخا یهادی بین ابنیه و لهذا فرمود که خدا از تعذیب این کس جان خود را بی نیاز است مجمل تمام تحریر آنکه ندر بامری است که یا تعذیب نفس مقدور اوست و تعذیب نفس اگر از قبیل معصیت پس ثابت شد که نذر معصیت کفاره است و اگر ملحق بغیر مقدور است پس ثابت گشت که نذر غیر مملوک کفاره یمین باشد و هرچه مقدور انسان نیست آن داخل است زیر لا یملک و در آن همان کفاره یمین است الحاصل نذر اگر بطاعت مقدوره است وفای آن واجب باشد خواه این طاعت واجب بود یا مندوب و اگر بغیر طاعت است یا مباح باشد یا حرام یا مکروه اگر مباح است حکمش گذشت و اگر حرام است وجوب کفاره در آن با منع از وفایش ثابت و اگر مکروه است پس یا لاحق بحرام است یا بمباح اگر اول است کفاره واجب و وفا بدان ناجائز و اگر ثانی است حکمش گذشت هذا خلاصة الکلام علی انواع النذر و لا دلیل بید من لم یوجب الوفاء و لا الکفارة فی المندوب و المباح و کفاره کفر ذنبی است که افتراضش کرده و تقدیرش در قرآن کریم اطعام عشره مساکین است و معنای حقیقیش آنست که طعامی ساده یکبار ده کس آنرا بخورند بدون تقدیر بمقدار معین و اتسان بصفت معین از اجتماع همگنان یا بودن در وقت مخصوص بلکه هرچه بران معنای اطعام عشره مساکین صادق آید کفاره صحیحه است و شک نیست که هرگاه ده کس را شب یا در روز فراهم کرده یا متفرق طعام خورانید دست عالم این قدر مساکین است و حاصل آنست که صدق معنای طعام بر دفع قیمت ده نفر یا قبایه حقیقت صحیح نیست و مجاز اوست

چه تسبب اکل طعام از قیمت باشد و از آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم بصحت رسید که اوس
را تمر داد و امر بانفاق آن فرمود با آنکه مجرد دفع تمر باحب تقرا اطعام لغوی نیست
پس استدلال از برای جواز دفع قیمت باین حدیث بجامع عدم وجود مسمای طعام
حقیقی درین هر دو ممکن ست و هر که تقیید مطلق را با اختلاف سبب روا داشته وی در
همه کفارات ایمان رقبه را شرط ساخته و هر که آنرا نا جائز داشته عتق رقبه کافره
را هم در غیر آنچه دران تقیید بایمان واقع شده جائز گفته

کتاب القضاء

اہل سنن اربعه از حدیث بریده روایت کرده اند که رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم فرمود
قاضیان سه قسم اند دو در دوزخ و یکی در بهشت مردی که حق را شناخت و بدان حکم کرد
وی در جنت ست و مردیکه حق را شناخت و بدان قضا نکرد و حکم نداد وی در نار ست و
مردی که حق را نشناخت و حکم از برای مردم بر جهل کرد وی در دوزخ ست و این
حدیث دلیل ست بر اعتبار اجتهاد در قاضی و بر آنکه حکم قاضی غیر مجتهد صحیح نیست در حدیث
دلالت آنست که نمی شناسد حق را مگر کسیکه مجتهد ست و مقلد حکم بقول امام خود می کند و نمیداند
که این قول حق ست یا باطل پس قاضی باشد از برای مردم بجهل و این چنین جاهل یکی از
دو قضاة نار ست هذا هو الحق الذی لا شك فیه ولا شبهة چه امری که او تعالی
امر بحکم آن در کریمۀ فاحکم بین الناس بالحق کرده و عدلی که بسوی آن در آیۀ و اذا
حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ارشاد فرموده مقلد مسکین را راهی بسوی
معرفتش نیست وکذلک راهی بمعرفت ما انزل الله تعالی کما قال الله تعالی
وان احکم بینهم بما انزل الله و عارف ما انزل الله همان ست که مجتهد باشد و مقلد
بیچاره که نظر بر اقوال ائمه در کتب فروع دوخته و غایت جد و جهدش شناخت رای ؟ ی

از ضعیف ست و فراهم آوردن قیل و قال سنن و توجیه قول امام خود که تشبث بی حجت
چیزی دیگرست و لختی شناسد که آن بسوی است لال بیان حق را امروز
اگر می داند بر وجهی می داند که اساتذه و ائمه مذهب او سلوک آن مسلک کرده اند بنا بر
اصول مقرره در فقه ما شاة نمودند بر وجهی که صنیع اهل اجتهاد و تقوی و شیوه ارباب
دین از سلف صالحین و ائمه محدثین ست و صحابه و تابعین و نقله اخبار سید المرسلین
و رواة سنن خاتم المرسلین بیان گذشته و همچنین ماورت ما اراه الله بیان ست که مقصود
برو درست کما قال تعالی انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس
بما اراک الله و حکم مقلد شرم بما اراه الله نیست بلکه بما اراه من یقلده من
المجتهدین ست و دلیل ست که چون رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم معاذ را پرسید
بچه چیز حکم کنی چه گفت که حکم بکتاب خدا کنم الحدیث و درین حدیث تامل باید کرد که
چه قسم دوران تقسیم بر حق و قضا بران با علم بحقیت آن و عدم علم بحقیت آن فرموده و
حق را نمی داند مگر هر که مجتهد باشد بلا ریب و مجتهد نمی در آید مگر همان قاضی که حق را
دانسته بران حکم کرد و مقلد مذهب اگر می داند همین قدر می داند که امام او درین مسئله
چنین حکم کرده نمی داند که این حکم او حق ست یا باطل چنانکه هر مقلد معترف این ست
و اگر معترف نشود مکابر باشد و فتاوی و رسائل مؤلفه او مکذب وی باشد و درین
باب و در حدیث اذا اجتهد الحاکم فاصاب الخ تفکر باید کرد که مراد باجتهاد
اتعاب نفس ست در تطلب حق تا آنکه بران حقیقة یا ظنا واقف گردد و مقلد ازین حجب
بر اصل و درست حاصل آنکه مقلد عقل بحج الهی ندارد تا معرفت حق از باطل و صواب
از خطا بسر رسد و راجح را از مرجوح و قوی را از ضعیف کجا می تواند شناخت بلکه خود
انتساب مقلد بسوی علم مطلقا لائق نیست و لهذا ابن عبد البر نقل اجماع کرده است
بر آنکه مقلد را عالم نمی نامند و اما جواز قضاء مقلد بنا بر قلت مجتهدین در از منه اخیره

وآنکه اگر متولی قضا جز مجتهد نگردد بسیاری از احکام معطل شود پس این قول در غایت
سقوط ست زیراکه مجتهدین بحمده تعالی در اکثر قطر موجود اند ولکن مقلدین بنا بر ضیق اعطان
وحقارت عرفان وتبلد اذہان وجمود قرائح وخمود افکار خویش حسابی از ان مجتهد
برنمی گیرند بلکه اجتهاد او را منکر باشند ولا یعرف الفضل لاهل الفضل الا اهله
مشائخ ما که از ایشان علم گرفته ایم اکثری را از ایشان می شناسیم که برتبۂ اجتهاد رسیده اند
وہمچنین عصابۂ کبری از تلامذۂ ایشان عارج این معراج گردیده تا آنکه علامۂ شوکانی
از تلامذۂ خویش سی کس را بالغ بمبلغ اجتهاد نشان داده و در وبل الغمام گفته که نزد تحریر
این احرف در مدینۂ صنعاء مجتهدین بوده . ند که بسبب آنان در جمیع اقطار یمنیه از قضاۃ
مقلدین بی نیازی حاصل ست با آنکه تسلیم اجتهاد ایشان ہمان کس می کند که مثل یا
مقارب ایشان ست واما اسرار تقلید پس ہیہات که احدی از ایشان از برای احدی
اذعان باجتهاد کند با آنکه علوم معتبره در اجتهاد نزد این مقلدین ہمین علوم پنجگانه بیش
نیست واین علوم بنسبت محفوظات مجتهدین موجودین شی یسیر وامر نزر ست وشک
نیست که قاضی جامع میان جهل وعدم ورع اشد تر از شیطان بر عباد رحمن ست زیراکه
قاضی ست میان مردم بطاغوت وایہام آن می کند که این قضای او بشریعت
مطهره ست واز برای اقتناص اموال مردم واکل آن بباطل حبائل حیل می گسترانند ولاسیما
اموال یتامی ونسا رکه آنرا گویا میراث پدر خویش می دانند ای کاش اگر قاصر در علم بود بارے
در ورع بتقصیری از خود راضی نمی گشت اللهم اصلح عبادك وتدارکهم من کل
ما لا یرضیك انتهی حاصله ابو ہریرہ گفته آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرمود ہر که
متولی قضا شد وی بی کارد مذبوح گردید اخرجه احمد واهل السنن وصححه ابن
خزیمة وابن حبان واین عام ست از آنکه خود وی قاضی گشت یا سلطان او را
از طرف خود قاضی ساخت ولکن چون سلطان عادل که اطاعتش بنصوص احادیث

مجتهد واجب ست یعنی بر اهل علم و عمل اقامت کردن فرمایید امتثال امر شرعی بحسب کتاب
وسنت واجب باشد و درین حال نزدیکی قدرت یا ارتکاب شیء از ممانعت نبود که این امر
دیگر است و موجب سقوط امتثال نیست بلکه اسوه حسنه سلف صالح ست که اعمال ولاة
سلاطین بنی امیه می کردند و ولایت قضا از طرف ایشان می داشتند حالانکه مرتبه ایشان
در علم و عمل نیز مجهول است و در سلاطین آن زمانه کسی نبود که مستحل دما بغیر حق و اخذ اموال
بدون حل است آری در قضا ترغیب و ترهیب هر دو وارد شده بلکه در امارت که اسم اعم از
قضا ست آنچه مشعر تجنب ازوست آمده و جمع میان این قسم احادیث راجع بسوی آنکس است
هرکه از نفس خود در قیام بحق و رسم بصدق و عدم ضعف در امر و قوت صلابت در قضا
و حفظ الاموال مردم و تسویه میان قوی و ضعیف بر امید یقین نا سداد دارد در آمدن در قضا
اولی ست که واجب مباش بشرطیکه در علم و حقیقت متقدم باشد یعنی بدرجه اجتهاد
رسیده بود و هر که ازین امور ضعیف ست برای او ترک قضا اولی ست بلکه گاه باشد که
این ترک بروی واجب گردد و قول آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم با بی ذر انی اراك
ضعیفا با الزام بعدم دخول در امارت چنانکه در حدیث مشهور است ارشاد همین معنی می فرماید
ابوهریره گفت آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرمودند و نزدیک ست که شما حرص بر امارت کنید
و قریب ست که امارت ندامت باشد روز قیامت پس نیکو شیر دهنده و خوب ست و بازدارنده
از شیر بد ست رواه البخاری و عمرو بن العاص یاد از آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم شنید
می فرمود حاکم چون حکم کرد و اجتهاد نمود مصیب شد او را دو اجر ست و چون حکم کرد و اجتهاد
نمود و مخطی شد او را یک اجر ست و این حدیث متفق علیه ست و در آن دلالت ست بر آنکه
مجتهد مصیب و مخطی باشد و این قسمت دال ست بر آنکه هر مجتهد مصیب نباشد بلکه مصیب میان
مجتهدین یک کس ست و دیگر مخطی ست و مخطی را یک اجر ست نه بر خطا ست بلکه بر جهد ست
که در اصابت حق از وی بظهور آمده و تعیین اصابت و اخطا در عرض اجتهادات بر کتاب

وسنت باشد چنانکه روش سلف شد و دلهم بالخیر بود و در خلف عکس القضیه اتفاق افتاد که هر آیه و حدیث را که موافق روایت مذهب یافتند گرفتند و هر چه را خلاف آن دیدند باب تاویل در آن گشودند و بمعارضه احادیث صحیحه بروایات ضعیفه پرداختند و سررشته انصاف از دست داده بانتصار مذهب ائمه خود برخاستند و این یکی از علامات قرب ساعت کبری بلکه حضور امارت قیامت عظمی ست

فصل ابو بکره گفته آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم فرمود حکم نکند هیچ یکی میان دو کس در حالیکه خشمناک ست متفق علیه و نهی مقتضی حرمت حکم در حالت غضب ست وهو الحق زیرا که انسان درین حال مشوش الخاطر و مکدر البال ست و زایل از صواب می گردد و این معارض حکم نبوی در حال خشم نیست چه وی صلی الله علیه و آله وسلم بالی هو و امی معصوم ست از خطا در حال غضب و رضا پس استدلال بقضای او علیه السلام بحالت غضب صالح احتجاج نیست بلکه ممنوع ست و اما آنکه چون حاکم حکمی درین حال صادر گرداند آن حکم صحیح ست یا نه پس این محل نظر ست ببینند که اگر حکمش بر طریق صواب افتاده معتبر باشد و مجرد صدورش بحالت خشم موجب بطلانش نگردد بلکه صواب باشد و اگر بینند که واقع بر غیر صوب صواب ست باطل باشد و نزد التباس که خطا و صوابش معلوم نمی شود چنانکه در بسیاری از مسائل خلاف اشتباه در روی دهد اعتبار بصواب انگاشتن حاکم ست زیرا که وی متعبد باجتهاد خود ست اگر این حکم را که در حالت غضب نافذ کرده بود بعد از سکون خشم صحیح یابد و موافق اعتقاد حق بیند صحیح و لازم حال محکوم علیه شود اگر چه بنا بر ایقاعش در حال غضب آثم ست زیرا که میان اثم و بطلان حکم تلازمی نیست و اگر بیند که خطا ست حکم را برگرداند و آنچه حق صحیح ست مطابق آن امر فرماید و آن امر لازم محکوم علیه گردد زیرا که بر وی طاعت حاکم واجب ست و عصیان او حرام علی رضی الله عنه گوید آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم فرمود چون دو کس پیش تو قضیه آرند پس حکم مکن از برای

اول تا آنکه سخن دیگر نشنوی و نزدیک ست که دریابی تو که چگونه حکم کنی علی گفت فما زلت
قاضیا بعد رواه احمد وابو داود والترمذی وحسنه وقواه ابن المدینی
وصححه ابن حبان وله شاهد عند الحاکم من حدیث ابن عباس. این حدیث
اصل عظیم ست درباره قضا میان دو کس و در اصابت حق باین صورت و کسانی
حضور علما را در مجلس حاکم نزد حکم مستحب گفته اند و شک نیست که درین حضور مصلحت
بس عظیم ست و جز کسیکه بار ست تعنا کرده و ذائقه نکرانی چشیده ست این مصلحت
را نشناسد و ضرور ست که چون نزد قاضی اهل علم حاضر باشند قاضی مزید تحفظ
بکار برد و اجرای امور بر طریقه نماید که احدی از حاضرین علما بران انکار نتوانست
کرد و چون نوبت بامر مشکل آید بر علما حاضرین عرض کند چه اگر او را وازعی از ورع
نباشد اقل احوال آنست که از اعتراض اهل علم دران امر مبرم برخود بیندیشد بخلاف
آنکه خالی از صحبت علما باشد که درین حین اگر متورع نیست لابد تساهل ورزد زیراکه
از معارضه وانتقاد در امن ست ولکن ضرور ست که این علما که در حضور وی باشند
فضلای یونان نباشند بلکه علمای راسخین عارفین ادله کتاب و سنت و سالک
مسالک علوم اجتهاد باشند و اگر این اهل علم مقلدین مذاهب اند پس در حضور ایشان
جز مفاسد فائده دیگر نباشد و اقل احوالش آنست که خاطر وے از مخالفت حاکم با آنچه
تقلید آنرا معتقد ست متکدر گردد و بنابرین حتی بر حاکم تشنیع نماید و گاه باشد که حاکم
کثیر المراقبه بود و این امر حائل او بر میل از دلیل بنا بر مخافت قال و قیل گردد پس
در حضور مقلدین جز این فائده منحصر دیگر غیر از خسران دنیا و آخرت متصور نیست ام سلمه
گفت رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم گفت جز این نیست من که بشرم و شما خصومت می‌کنید
بسوی من و شاید که بعض شما الحن می‌باشد بحجت خود از دیگری پس حکم می‌کنم او را چنانکه
از وی می‌شنوم پس هر که ببریدم از برای او چیزی از حق برادرش نبریدم او را مگر پاره

از آتش دوزخ متفق علیه و درین حدیث دلالتست برانکه حکم حاکم در ظاهر جاریست فقط
نه در باطن و نیز دالست بر جواز حکم حاکم بعلم خود و هذا هو الحق و هر که ازان منع کرده
حجت واضح نیاورده و در ادله مقتضیه وجوب دو شاهد یا یمین یا آنچه بجای یکی ازین
هر دوست دلیلی دال بر انحصار مستند حکم درینها نیست و شک نیست که حاصل از مثل
شهادت عدلین یا یمین از ثقه یا نکول یا اقرار همین مجرد ظن حاکم ست فقط چه جائز ست
که گواهان دروغ گویند و حالف در سوگند تجوز کند و مقر در اقرار خود کاذب باشد و
علم جز بمشاهده یا آنچه قائم مقام اوست حاصل نمی شود و این اولی از ظن ست بلا نزاع
و در اصول متقرر شده که فحوای خطاب نزد جمیع محققین معمول به ست و حکم بعلم حاکم از
همین جنس خطاب ست زیرا که علم اولی از ظن ست عقلاً و شرعاً و وجداناً و ادله ان مر
شامل اوست و تخصیص حدود بقول حضرت عمر رضی الله عنه پسندیدهٔ انصاف نیست
چه مقام از مجالات اجتهاد ست و اجتهاد وی رضی الله عنه حجت بر غیر او نیست و دعوی
اجماع از دعاوی لاطائل تحتها ست و تحقیق این بحث در شرح منتقی بر وجهی ست که در غیر
آن یافته نشود و ابن حبان از جابر آورده که گفت شنیدم رسول خدا صلی الله
علیه و آله و سلم را میفرمود چسان پاک شود امتی که مواخذه کرده نشود از شدیدش برای
ضعیفش و این را شاهد است از حدیث ابی بریده نزد بزار و شاهد دیگر نزد ابن ماجه
از حدیث ابی سعید و هم ابن حبان و عقیلی از عائشه روایت کرده اند که وی از آنحضرت
صلی الله علیه و آله و سلم شنید خوانده شود قاضی عادل روز قیامت پس ببیند از شدت
حساب آنچه تمنا کند که در عمر خود میان دو کس حکم نکردی و بیهقی بجای عمر لفظ تمره آورده
و ابو بکره از آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم روایت کرده که رستگار نشود قومی که زن
را والی کار خود کردند رواه البخاری و این دلیل ست بر عدم صحت امامت کبری از برای
زنان بلکه امام باید که مرد باشد و امامت زن از برای دیگر زنان دران داخل نیست

بر تقدیر دخول اولاد پیغمبر تخصیص کرده‌اند و بنای عام بر خاص واجب است باتفاق
علمای اصول و ابو داود و ترمذی از حدیث ابو مریم ازدی از آنحضرت صلی الله علیه
و آله و سلم آورده که هر که او تعالی والی چیزی از امر مسلمانان کرده و وی در پیش
حاجت و فقر ایشان پرده کند خدا از پیش حاجت او پرده کند و این دلیل است بر وجوب تسهیل
حجاب بر رفع حاجات طالبان و ابو هریره گفته لعنت کرد رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم
راشی و مرتشی را در حکم و این نزد احمد و اهل سنن است و حسنه الترمذی و صححه ابن
حبان و این را شاهدیست از حدیث ابن عمرو نزد اربعه و گذشت بر رشوت و دلیل تحریم
و کبیره بودن اوست و هدیه برای قاضی نوعی از رشوت است زیرا که هر فردی را از
افراد ناس رحم و حریم که مرافعه بسوی قاضی آجلاً یا عاجلاً ممکن باشد و حسن اثر تحریم هدیت
در دلها ست و لهذا احادیث صحیحه فرموده جبلت القلوب علی حب من احسن
الیها و تحریم رشوت بنا بر این میل است و نیست فرق میان رشوت و هدیه در این امر
زیرا که هر یک نوعی از احسان بسوی قاضی است و متورع در دین و متحری انفس از قضاة
از قبول هر هدیه آبی باشد بدون فرق در میان هدیت قبل از ولایت و غیر آن که
خطره رهای پیش از ولایت اخف باشد زیرا که وی این کار اگرچه از بهر ولایت
نکرده باشد باری علت در آن میل متأثر از احسان است و بسیار باشد که هدیه فرستند
پیش از ولایت برای آن بنا بر مظنه ولایت کرده می‌دانند که قاضی شدنی است
یا از خاندانی است که در خور این شان اند و لهذا آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم از طلب
هدیه بقای اشتغال یا اقتضای حاجت نهی کرده کما فی سنن ابی داود و نیز قضای حوائج
مردم متعلق از قاضی است پس این هدیه ثمن دین او باشد و نیست دلیل بر حل مال مأخوذ
بفعل محرمی از محرمات چه رشوت و چه جز آن از زنا و شرب خمر و غیره بلکه واجب بر وی توبه
صحیحه با چیه توبه است و کفی بها و اما اخذ رزق بر قضا پس جایز است زیرا که وی عامل خدا

از بیت المال از برای مصالح مسلمین ست و همین جهت خزانه اسلام را بیت المال
مسلمین گویند. و از اعظم مصالح دین و دنیای مسلمانان قاضی عادل در احکام و شناسا
که عارف شریعت مطهره در هر حل و ابرام محتاج الیه مسلمین باشد بلکه باین مصالحت هیچ
مصلحت همعنان نمی تواند شد. زیرا که این چنین قاضی مرشد اهل اسلام بسوی مناهج
شرع و فاصل خصومات باحکام کتاب و سنت است و گویا محل احیای دین و نشر حکم
شرع مبین از برای مسلمین ست پس رزقش از بیت المال از اهم امور باشد لاسیما
و میکه مستغرق اوقات در فصل خصومات بود و آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم و خلفاء
راشدین و من بعدهم از سلف صالحین اموال خدا را در مسلمانان قسمت می کردند و علماء
و عملاء را نصیب موفر و حصه کافی و بهره وافی ارزانی می داشتند پس قاضی اسلام چون
متورع از اموال حرام و قائم بمصالح حاضر و بادی ایشان باشد لامحاله مستحق مقدار
کفایت از بیت المال ست بچند وجه یکی آنکه مسلم ست دوم آنکه عالم بحق ست سوم
آنکه قاضی ست و آنچه جماعه از قضاة معتاد اخذ اجرت از خصوم بر رقوم ست پس
گو فلان این اجرت هر کسی را که از بیت المال بقدر کفایت می یابد حلال نیست زیرا که وی
اجرت خویش از بیت المال می ستاند پس این اخذ یعنی چه اگرچه دهنده اجرت اظهار
طیبت نفس چرا کند زیرا که موجب این طیبت قاضی بودنش و جریان اعراف بمثل این امور ست
ورنه وی هرگز مسامحت بمال خود نمی کرد و هذا امر لا شک فیه و لا شبهة واگر غیر مکفی
از بیت المال ست پس شرط اصل همین ست که بقدر اجرت طیبت نفس دهند و بستاند
نه زیاده و همچو اجیر باشد و له حکمه لکن ته غیره واجر من بیت مال المسلمین
عبدالله بن زبیر گفته حکم کرد رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم بآنکه هر دو خصم روبروی
حاکم بنشینند رواه ابوداود و صححه الحاکم و گویا این هیئت مشروع لذاتها است
نه از برای مجرد تسویه میان هر دو دست و حکم حاکم منفذ بحجت ظاهرست مصیب باشد یا مخطی

ارشاد است تعلق کند یا ظنی زیرا که مقلد تبعیت حاکم نیست بلکه محکوم به است امام خود است
عالم باید که مجتهد باشد و وی را اجتهاد خود ناچار است خواه مصیب شود یا مخطی و در وجوب
امتثال حکم و عدم جواز مخالفتش مشروط است بآنکه امر و نهی وی موافق کتاب و
سنت بود و چون برخلاف این هر دو نهی بود عدول بسوی رای محض که آثارے
از علم بران نیست کرد چنانکه بسیاری از متعبدین اهل علم را است که باعتبار ما هست خود بعید
علم کتاب و سنت گمان اجتهاد و تجدید خود را زنما اتفاق مے افتد پس نقض حکمش جائز
باشد و امتثالش بر خصم واجب نیست اگر راه بسوی حاکمے عارف علم کتاب و سنت
و قاضے بقرآن و حدیث نمی یابد و دیگر حاکم و دیگر حرجی در نقض حکم حاکم اول نیست زیرا که امر
الهی ما را چنان است که حکم بعدل و حق و بما اراناالله کنیم و این قسم حکم جز در کتاب خدا و
سنت رسول وی صلے الله علیه و آله وسلم نباشد و اگر کسے مسئله چنان باشد که حکم حاکم مجتهد
در آن در کتاب و سنت نیست و وی باجتهاد درای خود کار کرد پس حکمش حجت است و
مخالفتش روا نیست و هیچ حاکم را نقض آن حکم نمے رسد زیرا که شارع مجتهد را در اجتهاد
رای در آنچه حکمش در کتاب و سنت موجود نیست مطلق کرده چنانکه در حدیث معاذ است
فان لم تجد فی کتاب الله ولا فی سنة رسول الله قال اجتهد رأیی و بعض رای کے
اولی از بعض نیست ورنه لازم آید که هیچ شے از احکام مستقر نباشد چه آراء مختلف است
چنانکه معلوم است و حاکم همان کرده که بدان مامور بود یعنے اجتهاد در رای نموده و بر ذمه
وی جز این اجتهاد چیزی دیگر باقی نیست ولکن شرط آنست که در تحقیق و تفحص تقصیرے
از خود راضی نباشد زیرا که اجتهاد درای دلیل است بران و اجتهاد بذل جهد در حادثه
باشد و بیع و شرای حاکم مطلقاً ممنوع نیست زیرا که وے محتاج این چیز با است بلکه خود
قیام معاش جز بخرید و فروخت راست نمی آید و هر فرد بشر چه قاضے و والی و حاکم و چه
جز آن هر چند بعض اشیای حاجت نزد خود داشته باشد لا بد محتاج بعض دیگر بنا بر کثرت

امور از طعام و شراب و ملبوس و فراموشش و مرکوب خدا بود و آری تجارت حاکم با رعایا بر
وجهی که مال دیگران بنا جائز بگردیا آنان را بر خریدن مال خود بنرخ خاطر خواه مجبور سازد
یا تا فروخت شدن مال خود مال تجار را فروختن ندهد ممنوع ست و همچنین اگر معلوم کند
که مردم در اثمان اشیاء نزد بیع و شراء با وی مراعات می کنند و کمتر از نرخ بازار میستانند
تا حاکم دوست ایشان گردد و درین صورت امیر متورع و قاضی متدین و مفتی متشرع را اجتناب
از تولی خرید و فروخت بنفس نفیس خود اولی ست بلکه درین حال استعانت بکسی کند که
این گمان بوی نباشد چه این محابات یا حاکم یا بنا بر رهبت از جورست یا بسبب رغبت
در عدل وے و اول حرام ست و ثانی رشوت یا جعل بر واجب و غالب فعل بسیاری از
سلاطین با رعایا از وادی همین اجتلاب اموال مردم با نواع حیل ست و عمل بر خط قاضی
صحیح ست و خطی که تغییر و تبدیل و اشتباه را در ان راه نباشد معمول به ست در هر شی بدون
فرق میان حدود و جز آن و آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم کتابت بسوی اقطار مفیر موز
بران از قتت و مار و عصمت النفس مرتب می شد تا بانچه دون این امورست چه رسد و
هر که بجواز خط مطلقا انکار و انزا و و مستمش جز تجویز اشتباه و زیادت و نقصان متمسکے نیست و
محل نزاع ازان خارج ست و ادله بر صحت عمل بخطوط و کتابت بسیار اند و اگر دلیلی نمی بود
گر همین امر قرآنی بکتابت کافی می شد و چون کتابت معمول بها نباشد در امر بکتابت
هیچ فائده متصور نیست علامه شوکانی را درین مسئله رسالهٔ مستقله ست که دران تحقیق
ادلهٔ این مسئله کرده و اطلاع ارباب الکمال علی ما فی رسالة الجلال فی الهلال من الاختلال
نامش نهاده والله اعلم

باب در بیان شهادات

مسلم از زید بن خالد جهنی مرفوعا روایت کرده که آیا خبر ندهم شما را به بهترین گواهان آنکه
گواهی می آرد پیش از انکه ازوی پرسند و عمران بن حصین گفته آنحضرت صلی الله علیه

وآله وسلم فرمود بهترین شما قرن من ست باز کسانیکه متصل ایشانند پستر آنانکه نزدیک
باینان باشند توی باشند که گواهی دهند بی طلب وخیانت ورزند وامانت نکنند ونذر نمایند و
وفا نسازند وظاهر شود درایشان فربهی متفق علیه ودر حدیث ابن عمر رضی الله عنه ست
که فرمود آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم جائز نیست شهادت خائن ونه خائنه ونه
صاحب کینه بر برادرش ونه گواهی قانع مر آب ونان از برای اهل بیت رواه احمد
وابو داود ودر روایت ابی هریره باین لفظ ست نزد ابن ماجه وابو داود که شنیدم
رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم را که فرمود جائز نیست شهادت بدوی بر صاحب قریه
وعمر بن خطاب خطبه خواند وگفت مردم گرفتار می شدند در عهد رسول خدا صلی الله علیه
وآله وسلم بر وحی واکنون وحی منقطع شد وما مواخذه شما بر اعمالی کنیم که بر ما ظاهر گردد رواه
البخاری وابو بکره گفت آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم شهادت زور را در اکبر کبائر شمرده
واین متفق علیه ست ومردی را فرمود که آفتاب می بینی گفت آری فرمود بر انچو آفتاب
گواهی ده یا بگذار ودین را ابن عدی از حدیث ابن عباس بسند ضعیف آورده وحاکم در
تصحیحش خطا کرده ومجرد قرابت مانع شهادت قریب از برای قریب نیست خواه این
قریب نزدیک باشد یا دور وانچه مانع ست تهمت ست پس اگر قریب از ان قرابت
که تهمت جالبیتش فراگرفته ودیانتش رادع او از عصبیت نیست ونه حیا مانع اوست پس
شهادت وی مقبول نباشد واگر قضیه بالعکس ست گواهیش جائز وپذیرا باشد پدر بود
یا پسر چه اصل در منع از قبول شهادت تهمت ست پس بر حدیث لا تقبل شهادة ذی
الظنة والحنة مراد بظنه تهمت ست وبحنه عداوت ودلیلی که دال باشد بر منع شهادت
قریب از برای قریب وارد نگشته ومجرد تو هم دلیل مانع ست گوئی الحال در عین ملابست
بعصبیت باشد ودعوی فرق میان بعض مسائل قرابات با اعتبار نه در بعض دیگر تحکم محض ست
وهمچنین رد شهادت شطرنج بازنی مستند ست زیرا که حرمت نبودن وجود شطرنج بنبوده ودر ان

حدیثی از آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم بصحت نرسیده و احادیثی که دلیل بر این باب
روایت کرده همه باطل و واهی است و سخنانی که در باره شطرنج اکالیم و اختلاف است
بنا بر آنکه در ایام ایشان ظاهر گشته و شک نیست که از جنس لهویست که از طاعت خدا
برکنار است ولاسیما مستکثرش متساهل در نماز و مؤخر آن از اوقات صلوات می گردد
و بسیار است که میان اهل او مراء و مخاصمه بر پا می شود و بعداوت و تهییج صدور می گراید
و این معلوم و مشاهد است و علی کل حال نه از اعمال خیر است و نه از اشغال اهل صلاح
و اما آنکه حرام است و ممنوع باشد تا آنکه دلیلی دال بران قائم گردد و لهو علی العموم حرام
نیست زیرا که بر هر آنچه انسان بدان تلهی می کند صادق است کائنا ما کان ورنه تحریم
بسیاری از مباحات لازم گردد آری دمیکه مقصود از شطرنج مقامره باشد حرام
خواهد بود بنا بر قمار نه بنا بر لهو و همچنین شعر و شاعری مانع قبول شهادت نباشد چه شعر
بمنزله کلام است حسن او همچو کلام حسن و قبیح او همچو کلام قبیح باشد و در حدیث آمده که
بعض شعر حکمت است و شک نیست که بعض شعر مشتمل بر مکارم اخلاق باشد و طبع را
بدان انفعال تام دست بهم می دهد و حفظ همچو اشعار قائد بسوی مکارم اخلاق و محاسن
حکم باشد مثل اشعار متضمن مدح کرم و شجاعت و عفت و ذم دنیا و حمد آخرت و بیان
نصائح دلپسند یا الفاظ ارجمند و نحو آن از غرائز خیر و محتوی بر ذم اضداد این امور و همچنین
ابیاتی که مشتمل بر حکم و مصالح دین و دنیا و محرک بذکر الهی و نعت رسالت پناهی باشد
یا ضرب امثال که طبع بسرعت تام منقادش می گردد و یا تصویر صور که اسماع و آذان
شیفته او است چنانکه در تحقیر دنیا و تقلیل کسی که آنرا غایت مرام خود ساخته و تقبیح تکالب
بر تحصیل عاجله و ارشاد بسوی حفظ مروت و حفظ دین بسیاری از نظم دیده باشی که بیت
واحد از آن برچنین مثال و منوال قائم مقام کراریس از غیر اشعار می گردد و شک
نیست که حفظ این نوع انفع مطلوبات فطن است آری اشعاری که مشتمل بر امداح محرمات

همچو هجو و هزل و لواطه و مانند آنست بلکه فحش و دواعی آنست زیرا که لا بد حب کسی بسوی
آن محبوب باشد اگرچه بعید از هدر باشد و بنا بر همین است که در جوهر شعر جید نظم نموده اند دلیل نیست
مراد آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم بیت لان یمتلی جوف احدکم قیحا الخ
واقع آن شعریست که دران تدلیس محصنات و تحسین و تزئین اعراض مسلمین باشد
و بدتر از این آنست که در آن استهانت بامر دین و ترغیب در خروج از شرع مبین بود
چنانکه در بسیاری از شعرای زنادقه اتفاق می افتد و بدتر از این همه اشعار بیان حسن
و امثال او از شعرای بی دین ست و اما اشعاری که مشتمل بر ذکر جمال و تعداد محاسن
و تغزلات فائقه و شکوی بلوی و فراق ست پس ترک اشتغال بدان اولیست اگرچه
خالی از ترقیق طبع و تقویم ذهن و تصفیهٔ فهم و تحدید درک و تلیین فواد نیست و احسن
نظم آنست که در نصرت سنت و رد بدعت باشد چنانکه مولانا آزاد الآبادی رحمه الله در امثال
او و رد و امثال خویش بدان اشتغال کرده و آبروی تازه بشعرای اسلام و ناظمان کرام
بخشیده انزاده ایم بر آنکه ابن عباس گفته رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم حکم کرده است
بیمین و یک شاهد این نزد مسلم و ابوداود و نسائی ست و گفته که سندش جید ست
مثل آن ابوداود و ترمذی از حدیث ابی هریره آورده و ابن حبان تصحیحش کرده
وهو الحق پس حکم بیک شاهد عادل و یمین واجب باشد بیت

قاضی شهر عاشقان باید — که بیک شاهد اقتصار کند

و ثبوت این حکم در سنت صحیحه بوجهی ست که انکارش جز از کسی که سنت را نمی شناسد
نمی آید و جمله رواة آن از صحابه زیاده بر بیست کس اند و بعض را از این احادیث
جوابهاست که همه خارج از دائره انصاف ست و اشهر متمسک بدایشان آنست که
حق تعالی امر باشهاد دو رجل کرده و آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم شاهداک او یمینه
فرموده و لکن مخفی نیست که درین متمسک آنچه منع حجیت باشد نیست نهایت آنکه مفهوم

وال بر عدم قبول شاهد واحد با یمین ست و این مفهوم را با وجود منطوق کہ قضا بیک شاہد و یمین باشد حکم نبود با آنکه این مفهوم مفهوم لقب ست و بخاری و اصول و علمای فحول بدان عمل نمی کنند چنانکه معروف ست زاما شهادت اہل ذمه پس مختص بسفر ست زیرا که مظنهٔ اعواز حال و فقد عدول مسلمین ست و حدیث لا تقبل شهادة ملة علی ملة غیر متصل از برای احتجاج باشد و اگر صحیح گردد مخصص شود بآیہ ان انتم ضربتم فی الارض و اما تحلیف شهود نزد ریبت پس ظاهر آنست که منجمله تثبت مامور به ست و لا سیما نزد فساد زمان و تواثب اکثر مردم بر شهادت زور و بسیار ست کہ بعض متساهلین در شهادت تخرج از یمین فاجره می کنند و بعض بعکس این امر میروند و انچه دال باشد بر منع از تحلیف شهود نیامده و در انطباق استدلال بقوله تعالی فیقسمان بالله بر محل نزاع خلاف ست و اعظم چیزے کہ بدان استعانت بر فرق میان صدق و کذب شهادت نمایند تفریق شهود ست و لا سیما چون حاکم از بعض احوال کہ تواطو بران جائز نیست بپرسد شوکانی گفته و لقد انتفعت بتفریق الشهود و تنویع سؤالهم و قل ما نصح شهادة بعد ذلك و حاکم را تساہل جائز نباشد بلکه بروی اکمال بحث از ہر انچه وسیله کشف حقیقت باشد واجب ست و تفریق شهود از همین وادی ست و خبر دو زن اقوی از خبر یک زن ست و چندانکه عدد بیفزاید قوت خبر افزون گردد و اقتصار بر عدد واحده در انچه مردان را بران اطلاع نباشد بی دلیل ست و در کتاب و سنت انچه دال باشد بر چه از شهادت بر شهادت که در اصطلاح فقها شهادت ارعاء گویند نیامده مگر بعض متاخرین بر جواز ش استدلال بجواز روایت احادیث و غیرها از راوی آنها کرده اند و از آنحضرت صلعم بدان اذن واقع شده چنانکه در حدیث فرب مبلغ اوعی له من سامع و رب حامل فقه الی من هو افقه منه است و اہل اسلام در جمیع اعصار بران اجماع کرده اند و حکم شهادت و روایت یکیست و ہر کہ زعم فرق کند بروی دلیل باشد و مقتضای این استدلال صحت ارعاء در اموال

وحدود شناس ندیدم اشتراط شهادت دو کس بر شهادت یک کس بست ایس جرگ
شهادت را بحکم روایت داشته وی را از التزام این معنے تعنیف نیست وے ایتا
هر دو را منافت گردانیده در قبول اجازت در مال می کرد در غیر آن واگر این التزام
کند دلیلی دال بر جواز نیارد اولاً در فرق بیان اقوال وجز آن ثانیا بیارد دو میتوان
گفت که شهادت بر شهادت داخل زیر عموم ادله داله بر مشروعیت مطلق شهادت است
زیرا که این شهادت است بر آنکه فلانے نزد او بکذا وکذا گواهی داده و در این و در
شهادت بر آنکه وے نزد وی اقرار بکذا یا حکم بکذا کرده فرقی نیست پس چنانکه شاهد را
شهادت باین امر که فلانی نزد او اقرار بکذا وکذا کرده جائز است همچنان او را شهادت
باین معنے که فلانی نزد او شهادت بکذا وکذا داده جائز باشد و متقضا لیش کفایت احد
در ارعاست ولائق حال حاکم نیست آنست که احاله احکام اتا زیر بر اسراف در
قرائن احوال کند بدون فرق بیان تعریف وتنکیر زیرا که این ساحر افراد است اهل
اهل علم مے شناسند و شان نیست که اسیس مقدم بر تاکید است آرے اگر مقر را
المامی بعلم لغت باشد حمل کلامش بر قوانین لغت باید کرد ورنه حملش بر عرف لغت
اهل بلد کافی است ترا بجا اعتبار تعریف وتنکیر محول بر فاهم اسرار لغت عربیت است
که معانی تراکیب الفاظ می داند بخلاف عامه کما شبا جاعم انه

باب در بیان دعاوی وبینات

در حدیث متفق علیه از ابن عباس آمده که آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرمود اگر داده شود
مردم بمجرد دعوی خود مردم دعوی دماء رجال واموال ایشان بکنند ولکن بر مدعی علیه
سوگند است ونزد بیهقی باسناد صحیح باین لفظ است که بینه بر مدعی است ویمین بر کسیکه انکار
کرد وابوهریره گفت آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم بر قومی یمین عرض کرد آنان شتابی کردند

در سوگند خوردن پس امر کرد که میان ایشان قرعه اندازند تا کدام یک از ایشان سوگند خورد یعنی هر کہ قرعه بر نامش بر آید بشئ مدعا وی بستاند رواه البخاری و وجه قرعه آنست که چون هر دو خصم مساوی اند پس ترجیح احد هما علی الآخر بدون مرجح جائز نباشد و آن مرجح قرعه است و این نوعی از تسویه ماموربها میان خصوم ست و فقهاء را بر قسمت شئ متنازع فیه میان دو کس و میکه در دست یکے از آنان یا در دست غیر آنان باشد کلام طویل ست ولیکن آنچه در خور عمل ست همان قرعه ست بنا بر این حدیث صحیح و در حدیث ابوموسی آمده که دو کس خصومت کردند در دابه و هیچ یکے را بینه نبود آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم میان هر دو حکم بنصف نصف کرد اخرجه احمد و ابو داود والنسائی وهذا لفظه و قال اسناده جید ولیکن درین حدیث تقیید بودن شئ در دست هر دو نیست و آنکه در حدیث جابر آمده که دو کس دعوی دابه کردند و آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم حکم از برای کسے کرد که در دست او بود پس سندش ضعیف ست ولیکن استدلال بحدیث کندی ممکن ست چه وی گفت که انها ارضی و فی یدی و آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم از حضرمی فرمود الك بينة وی گفت لا فرمود فلك يمينه و این دال ست بر وجوب حکم از برای صاحب ید و بر خصم او بینه باشد اگر اقامتش کرد حکم بمجرد اقامت واجب گردد بر و بینه ذی ید را حکم نیست و این دلیل ست بر ترجیح بینه خارج و آنکه طبرانی از حدیث ابی هریره آورده که آنحضرت صلعم اسهام کرد میان دو خصم که هر یکے بینه آورده و حکم فرمود برای کسیکه سهم بنامش بر آمده و این حدیث نزد ابوداود از مراسیل ابن مسیب ست پس قوی بر معارضه حدیث تمیم نیست و جمع میان این روایات ممکن ست بحمل بعض بر بودن شئ مدعا در دست احدهما و حمل بعض بر بودنش در دست هر دو یا در دست غیر این هر دو که مقر ست از برای این هر دو ولکن خالی از تکلف نیست و مقام از مواطن اشکال ست و ارجح نزد ما قسمت باشد بجمیع تقادیر چه در صورتیکه آن شئ مدعا در ید احدهما ست پس بینه که اقامتش کرده اولی ست اگرچه در اصل بران بنا شد

چنانکه حدیث علی المدعی البینة و علی المنکر الیمین دلالت دارد بران لکن میان
نبودن بینه بر آن و میان عدم اعتداد بدان ملازمت نیست زیراکه با یک حجت که بینه
بود حجت دیگر را که ثبوت ید ست منضم کرد و باین رهگذر در غایت قوت گردید و بینه
غیر ذی ید اگرچه حجت واحد ست و لکن چون مقتضی مزید اعتبار شهود و عدم استناد
ایشان بسوی مجرد ثبوت ید ست در قوت دو حجت باشد که بدست دیگر ست و اگر آن
شی مدعا در دست همگنان یا در دست غیر هما ست و آن غیر مقر از برای این هر دو ست
یا هیچ یکی را ازان هر دو بران دست نیست پس ظاهر ست ابو امامه حارثی گفته
آنحضرت فرمود هر که قطع کند حق مرد مسلمان بسوگند خود واجب گرداند او تعالی از برای
او آتش دوزخ را و حرام کند بر وی جنت را مردی گفت اگرچه شی یسیر باشد ای رسول خدا
فرمود و اگرچه شاخی از اراک باشد رواه مسلم و حدیث دلیل ست بر شدت وعید بر
حلف از برای اخذ حق غیر و لکن این ایجاب نار و تحریم جنت مقید باشد بعدم توبه و
بعدم تخلص از حقی که بباطل آنرا گرفته چه مراد یمین درینجا اگرچه مطلق وارد شده یمین فاجره
ست بقرینه حدیث اشعث و لفظ وی این ست که آنحضرت گفته هر که حلف کرد بر یمین
و قطع کرد بدان مال مرد مسلمان و وی دران یمین فاجر ست پیش آید خدا را و خدا بر وی خشمناک باشد
متفق علیه و فرمود هر که حلف کرد بر منبر من که این ست یمین آثمه وی گرفت جای نشست
خود از نار روایت کرده اند احمد و ابو داود و نسائی از حدیث جابر مرفوعا روایت کرده اند و ابن حبان
تصحیحش گفته و حدیث دلیل ست بر عظمت اثم حالف بر منبر نبوی بکذب و علما را در تغلیظ
حلف بمکان و زمان اختلاف ست و در حدیث دلالت بر هیچ یکی ازین دو قول نیست
و ابو هریره گفته فرمود آنحضرت سه کس اند که کلام نکند خدای تعالی با ایشان. و در قیامت نه نظر نماید بسوی
ایشان و پاک نکند و ایشانرا عذاب الیم باشد یکی مردی که بر فضل آب در صحرا است و آن آب را
از ابن السبیل منع میکند دیگر مردیکه فروخت کالا را بدست دیگری بعد از عصر و سوگند خورد

کردی این سلعه را بکذا وکذا گرفته است وخریدار تصدیقش کرد حالانکه آن کالا بغیر
این قیمت ست و مردیکه بیعت کرد با امام واین بیعت نکرد مگر از برای دنیا اگر امام اورا
از ان دنیا چیزی بخشید وفا به بیعت کرد واگر نبخشید وفا نکرد واین متفق علیه ست و
در منتقی گفته رواه الجماعة الا الترمذی وجابر گفته دو کس اختصام کردند در ناقه
وهر یکی گفت نتجت عندی آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم حکم از برای کسی
فرمود که ناقه بدست اوست واین حدیث دلیل ست بر آنکه ید مرجح شهادت موافقه
خود ست وسخن برین حدیث گذشته ومخرج او شافعی وبیهقی ودارقطنی ست وسندش
ضعیف ست وابن عمر گفته رد کرد آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم یمین را بر طالب
حق وسندش نزد دارقطنی ضعیف ست ولکن از طریق دیگر هم آمده ودران این ست
که مطلوب اولی بیمین ست اگر نکول کند طالب حلف نماید ومؤید اوست آنچه از
جماعتی از صحابه بدون انکار واقع شده واین همه صالح تخصیص قول بافاده حصر
همچو حدیث شاهداك او یمینه ونحو آن اگرچه نزد تحقیق مفید حصر نیست والزام
یمین بمدعی بعد از اقامت بینه کامله محتاج دلیل ست ولاسیما این یمین بر مدعی واجب
نیست بلکه واجب بر خصم اوست که مدعی علیه منکر ست واز وجوبش بر منکر با شاهد واحد
وجوبش بر وی با دو شاهد یا زیاده لازم نمی آید زیرا که یمین مذکور با یک گواه قائم مقام
گواه دیگر ست بنا بر آنکه شاهد واحد مناط تنها حکم نیست وآنحضرت صلی الله علیه وآله
وسلم شاهداك او یمینه فرموده وشاهداك ویمینه نگفته همچنین قبول بینه بعد از
یمین محتاج دلیل ست زیرا که بر هر که یمین واجب بود ویمین کرد ویمین مناط شرعی ست
پس قبول مناط دیگر که بینه باشد مفتقر بسوی برهان ست وحاکمی که ثابت وعارف بمسالک
حکم ومدارک دلیل ست اورا لائق ست که از مدعی نزد طلب او برای یمین بگوید که ترا
بینه هست چنانکه آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم حضرمی را گفته الک بینة امر بآوردنش

کند و اینکه آنچه بسوی نسبت کرده قبل از بیان بینه و بعد از ادای بینه خصم او را سوگند دهند
بعد از آن اگر وی گواه دارد هرگز نپذیرند لهذا آنچه آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم بخصمی
گفت لیس لك الا ذلك همان بگیرید احتجاج آنچه از صحابه در مثل این را ظن وقوع شده
غیر مفید است زیرا که مقام از مسائل اجتهاد است و در اجتهاد احدے بر احدی حجت
نیست آری اگر ثابت شود که یمین خصم فاجره است و این انکشاف معلوم بوده مظنون
به تعبیر بسوی آن واجب گردد زیرا که احمد و نسائی و حاکم از حدیث ابن عباس آورده اند
که دو مرد اختصام کردند بسوی رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم در چیزے مدعی را
فرمودند اقامت کن وی اقامت نکرد دیگری را فرمودند حلف کن پس سوگند خورد بخدا
که جز او خدا دیگر نیست که این شے نزد من نیست جبرئیل علیه السلام نازل شد و گفت
وی کاذب است آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم حالف را فرمودند بلی قد فعلت و لکن
الله قد غفر لك باخلاص قولك لا اله الا هو بعد ازان امر بایفای حق خصم وے
کرد و این حدیث را کدام علت نیست اگرچه بعض اهل حدیث زعم کرده اند بلکه مناط
در ینجا رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم الزام خصم بایفاے حق بعد از حلف باخبار جبرئیل
علیه السلام کرد و این خبر مفید علم یقینی است پس چون حاکم را آنچه مفید علم بکذب یمین
باشد حاصل گردد و بران عمل کند و اگر حاصل همین ظن بکذب است فقط چنانکه شهادت
دو شاهد مفید اوست پس عمل بدان جائز نباشد زیرا که ترجیح مظنون بر مظنون بمناط
بر مناط بدون دلیل است و مفید علم بکذب یمین چند چیز است از انجمله یکے علم حاکم بثبوت
چیزی است که حالف بر نفی آن حلف کرده بشاهد یا باقرار حالف که وی سوگند دروغ
خورده است یا بشهادت که ضرورة مفید علم باشد یا استدلال از جهة تواتر و آنچه مقارب
اوست عائشه رضی الله عنها گفت در آمد رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم روزی بر من
شادمان می درخشید اساریر چهره او و فرمودند که مجزز مدلجی نظر بسوی زید بن حارثه کرد

وگفت هذه اقدام بعض ناس بعض متفق علیه رحدیث دلیل ست بر اعتبار قیافه در ثبوت نسب و همین ست مذهب مالک و شافعی و جماهیر علما، و وجه دلالت تقریر نبویست و تقریر یکی از اقسام سنت ست و حنفیه بآن رفته اند که عمل بر قیافه نیست و دعوی نسخ مجرد دعوی بلا برهان ست و نیست معارضه میان این حدیث و حدیث قرعه زیرا که هر واحد از هردو مشتمل بر طریقه شرعیه ست هر کدام که واقع شود الحاق بدان حاصل ست و اگر هردو متعارض شوند پس خود هیچ اشکال نزد اتفاق نیست نزد اختلاف اعتبار بارک ست

کتاب العتق

در حدیث متفق علیه از ابو هریره آمده که آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم ارشاد کرد هر مرد مسلمان که مرد مسلمان را آزاد کرد برهاند او تعالی در برابر هر عضوی از وی عضوی از معتق از نار و لفظ ترمذی از ابی امامه که آنرا صحیح گفته این ست که هر که آزاد کرد دو زن مسلمان را باشند این هردو فکاک او از نار و نزد ابو داود ست از حدیث کعب بن مرة بسند صحیح هر زن مسلمان که آزاد کرد زن مسلمان را باشد فکاک او از نار و ابوذر گفت آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم را پرسیدم کدام عمل افضل ست فرمود ایمان بخدا و جهاد در راه او گفتم کدام رقاب افضل ست گفت آنکه ثمن گران دارد و نزد کسان خود انفس ست متفق علیه و در حدیث ابن عمر ست که فرمود آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم هر که آزاد کرد حصه خود را که در بنده بود و را مال ست که به بهای عبد میرسد قیمت کرده شود بنده قیمت عدل و داده شوند شرکا حصص خود و عبد بر وی آزاد گردد و در نه آزاد شد از بنده آنچه آزاد شد یعنی در بقیه حصص عبد ماند متفق علیه و هم شیخین از ابی هریره آورده اند که ورنه قیمت کرده شود بنده بر وی و طلب سعایت نموده آید بدون مشقت بر عبد و گفته اند که سعایت مدرج ست و هم ممکن ست که مراد آن باشد که آزاد شد از بنده آنچه آزاد شد بسرایت و نیست غرم بر معتق

باشد و احسان را ابوهریره گفت آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم فرمود پاداش نمی دهد هیچ فرزند
پدر را مگر آنکه او را مملوک یابد پس آزاد کند رواه مسلم و سمره بن جندب روایت کرده که آنحضرت
صلی الله علیه و آله وسلم فرمود هر که مالک ذی رحم محرم شد آن آزاد است روایت کرده احمد
و اهل سنن است ولکن جمعی از حفاظ ترجیح وقفش کرده اند و جمیع اخبار وارده در عتق ذی رحم
خالی از مقال نیست ولکن مجموعش انتهاض از برای استدلال می تواند شد و در لفظی [illegible]
فیعتقه نزد مسلم آمده و اعتاق در اینجا اگرچه ظاهر در انشاء عتاق بعد از شراء است ولکن مستلزم
آن نیست که شراء بنفسه سبب نباشد و عمران بن حصین گفت مردی شش مملوک خود را نزد
مرگ خود آزاد ساخت و او را مالی غیر ازین ممالیک نبود آنحضرت صلی الله علیه و سلم ایشان را طلبیده
جزء کرد و قرعه انداخت دو را آزاد کرد و چهار را در رق گذاشت و آن مرد را که مبتدا آزاد
کرده بود سخن سخت گفت روایت نزد مسلم است و این حدیث دلیل است بر آنکه حکم تبرع در
مرض حکم وصیت است نافذ می شود از ثلث بجهت اتفاق در شد بمال و حدیث حجت است بر
ابوحنیفه و من وافقه که قائل اند بعتق جمیع و سفینه مولای آنحضرت از نفس خود حکایت کرد
که من مملوک ام سلمه بودم وی گفت آزادت می کنم باین شرط که خدمت رسول خدا صلی الله
علیه و آله وسلم کنی تا زنده باشی روایت کرده احمد و ابو داود و النسائی و الحاکم و این
حدیث دلیل است بر صحت اشتراط خدمت بر عبد معتق و صحت تعلیق عتق بشرط و وجه
دلالت آنست که آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم را علم بدان حاصل شد و آن را مقرر
داشته و عائشه رضی الله عنها گفت رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم فرمود ولا از برای معتق است
متفق علیه فی حدیث طویل و ابن عمر گفت آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم فرمود
ولا لحمه ایست مثل لحمه النسب نه فروخته شود و نه هبه کرده آید صححه ابن حبان و الحاکم و اصله
فی الصحیحین بغیر هذا اللفظ

باب در بیان مدبر و مکاتب و ام ولد

جابر گوید مردی از انصار غلامی را از پس پشت آزاد کرد و جز وی او را مالی نبود این خبر را
با آنحضرت صلعم رسید فرمود که می خرد او را از من نعیم بن عبداللہ او را بهشت صد درہم خرید کرد
متفق علیہ و در لفظی از بخاری چنین ست که پس محتاج شد آن مرد و در روایتے از
نسائی آمده بود بر آن مرد دین پس بفروخت آنرا بہمان ہشت صد درہم و آنحضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم این دراہم بوی داد و گفت دین خود را ادا کن حدیث دلیل ست بر مشروعیت
تدبیر مطلقا و بر بیع مدبر با حاجت و خبر دال بر منع از بیع اگر بصحت رسد جمع ممکن ست ولیکن
صحیح نشده و قائل بجواز و انفعه در موقف منع ست و بر مدعی عدم جواز بیان مانع از آنست
اگر گوید مانع عتق ست گوئیم ناجز ست و اما معلق بودن مشروط بشرط غیر واقع پس ممنوع ست
و در حدیث عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده از آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آمده که مکاتب
عبد ست مادامیکه بروی از مکاتبتش درہمے باقی ست اخرجه ابو داود باسناد
حسن واصله عند احمد والثلاثة و ام سلمه گفته رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
فرمود چون یکے را از شما اے زنان مکاتب باشد و نزد آن مکاتب مال بود که بدل کتابت ادا
می تواند کرد پس باید که از وی در پرده شود رواه احمد والاربعة وصححه الترمذی
حدیث دلیل ست بر دو مسئلہ یکی آنکه مکاتب را چون مال بقدر کتابت باشد وی
در حکم احرار ست سیده را از ان مملوک در پرده می باید بود گو تمام مال ہنوز تسلیم نکرده دوم
آنکه مملوک را نظر بمالکه روا ست مادام که او را مکاتب نکرده ست و مال کتابت را نمی یابد ابن
عباس گفته آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرمود دیت داده می شود مکاتب بقدر آزادگی
دیت حر و بقدر رق دیت عبد رواه احمد وابو داود والنسائی یعنی اگر مکاتبے که
نصف مال کتابت داده است کشته شود قاتلش نیمه دیتش بحساب حر و نیمه بحساب بنده
بمولای او بدهد و عمرو بن حارث که برادر جویریه ام المومنین ست گفته نگذاشت آنحضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وصحبه وسلم نزد موت خود درہمی و نه دینارے و نه بنده و نه داد مگر بغله بیضا که دلدل

نام برداشت وسلاح وزمینے که آنرا صدقه ساخته بود رواه البخاری واین حدیث
دلیل است بر تنزه جناب مقدس او از انداس دنیا وخلو قلب وقالب از اشتغال
باین شیء مسرا و در حدیث ابن عباس است نزد احمد وابن ماجه وحاکم باسناد ضعیف
مرفوعاً هر زن که بزاید از سید خود وی آزاد است بعد از مرگ وے واین دلیل است بر
حریت ام ولد بعد از مرگ سید، وبرین است دال حدیث متقدم که نه بنده گذاشت نه داد
واین مسئله طویل الذیل است ابن کثیر نسخه مستقل دران جمع کرده وجمله اقوال دران هشت
قول است وشک نیست که حکم بعتق ام ولد مستلزم عدم جواز بیع اوست پس اگر این حادثه
که مقتضی حریت اوست بولادت از سید است بصحت رسد دلیل باشد بر عدم جواز بیع او
ولکن جماعتی از حفاظ ترجیح وقف بر عمر رضی الله عنه کرده اند واحوط نزد ما اجتناب از
بیع اوست زیرا که اقل احوالش آنست که از امور مشتبه باشد ومؤمنین وقاف اند نزد شبهات
چنانکه صادق مصدوق صلعم بدان اخبار فرموده ودر حدیث سهل بن حنیف آمده که رسول خدا
صلی الله علیه وآله وسلم فرموده هرکه اعانت کند مجاهد را در راه خدا یا غارم یعنی قرضدار را
در عسرت وی یا مکاتب را در رقبه او سایه دهد او را حق تعالی روزیکه جز سایه اش سایه
دیگر نباشد اخرجه احمد وصححه الحاکم تا اینجا ادله احکام از کتاب بلوغ المرام باتمام اول
مضامین وبل الغمام حاشیه شفاء الاوام انصرام یافت اکنون ابواب کتاب الجامع از
بلوغ المرام بتمامی آید وبالله التوفیق وهو المستعان

کتاب الجامع

درین کتاب ابواب ادب وبر وصله وزهد وورع وترهیب از مساوے اخلاق
وترغیب در مکارم عادات ذکر کرده عاقبه کوه ست تا خاتمه جمله امور بر حسنی باشد

باب در بیان ادب

مسلم از ابوہریرہ روایت کردہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود مسلمان را بر مسلمان
شش حق ست چون ملاقاتش کنے بر وی سلام کن وچون ترا بخواند یعنے از برائے
طعام اجابتش کن وچون نصیحت خواہد اندرز کن وچون عطسہ زند والحمد للہ گوید جوابش دہ
یعنی یرحمک اللہ بگو وچون بیمار گردد عیادتش نما وچون بمیرد ہمراہ جنازہ اش برو ودر
حدیث ابی ہریرہ ست مرفوعاً نظر کنید بکسیکہ اسفل از شماست ودر تبہ ونہ بینید بکسیکہ
بالا از شماست کہ این نظر اجدر بآنست کہ از درا دراحتقار نعمت خدا بر خود کنید متفق
علیہ واللفظ لمسلم ونواس ابن سمعان گفتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سا از بر واثم یعنی
نیکی وبدی پرسیدم فرمود بر خوش خوئیست واثم آنست کہ در سینۂ تو بافد وناخوش دارے
اطلاع مردم بران اخرجہ مسلم واہم زاد مسلم ست از حدیث ابن مسعود مرفوعاً چون شما سہ کس
باشید دو کس بایکدیگر بدون آن سوم سرگوشے نکنند تا آنکہ بمردم بیامیزند زیرا کہ این تناجی
اندوہگین می سازد آن دیگر را وابن عمر گفتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود مرد مرد دیگر را
از مجلس او بر خیزانیدہ خود ش در انجا نشیند ولکن فسحت ووسعت کنید متفق علیہ وفرمود
چون یکے از شما طعام خورد دست خود پاک نسازد تا آنکہ بلیسد یا بلیساند دیگرے را وابن نیز
متفق علیہ ست از حدیث ابن عباس وابو ہریرہ گفتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود
سلام کند صغیر بر کبیر وقلیل بر کثیر ودر روایتے از مسلم وسوار بر ماشے ودر حدیث علی ست مرفوعاً
کافی ست از جماعت چون بگذرد آنکہ سلام کند یکے از آنان ومجزی ست از جماعت آنکہ
جواب سلام گوید یکے از آنان ومجزیست از جماعت آنکہ جواب سلام گوید یکے از آنان
رواہ احمد والبیہقی وفرمود ابتدا نکنید یہود ونصاری را بالسلام وچون ملاقی شوید
ایشان را در راہ مضطر گردانید بسوی اضیق مکان واین نزد مسلم ست از حدیث علی واین
سنت از عمر دراز منسی گشتہ تا آنکہ امروز قضیہ بالعکس شدہ واز تبعات ترک این سنت ست
کہ زمام حکومت بلاد اسلام درین زمان بدست اہل کتاب ست وفرمود چون عطسہ زند

یکی از شما الحمد لله بگوید و برادر وی یا رفیق او یرحمک الله گوید و وی در جوابش یهدیکم الله
و یصلح بالکم فرماید اخرجه البخاری عن علی و هم از علی ست نزد مسلم مرفوعاً یا شما
یکی از شما استاده و چون نعل پوشد ابتدا بپای راست کند و چون بکشد ابتدا بپای
چپ نماید و باید که پای اول در نعل و آخر در نزع باشد و این متفق علیه ست از حدیث
علی و هم وی رضی الله عنه گفته که رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم فرمود نرود یکی از
شما در یک نعل یا هر دو بپوشد یا هر دو را خلع کند متفق علیه و در حدیث ابن عمر ست مرفوعاً
نمی بیند خدا بسوی کسیکه می کشد جامه خود را بناز و فرمود چون بخورد یکی از شما و بنوشد
بدست راست بخورد و بنوشد زیرا که شیطان بدست چپ می خورد و می نوشد اول
متفق علیه ست و ثانی نزد مسلم و عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده آورده که آنحضرت صلی الله
علیه و آله وسلم فرمود بخورید و بیاشامید و بپوشید در غیر سرف و مخیلة اخرجه احمد و ابو داود
و علقه البخاری

باب در بیان بر و صله

ابوهریره گفته آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم فرمود هر که دوست دارد که فراخی کرده شود
در رزق وی و تاخیر کرده شود در اثر یعنی اجل وی باید که صله رحم کند اخرجه البخاری
و فرمود نمی درآید بجنت قاطع رحم متفق علیه من حدیث جبیر بن مطعم و فرمود
حرام کرده است خدا بر شما عقوق امهات و زنده در گور کردن دختران و منع و هات یعنی
بخل و گدائی کردن و مکروه داشته است قال و قیل و کثرت سؤال و اضاعت مال و
این متفق علیه ست از حدیث مغیره بن شعبه و کراهت در لسان شارع مطلق می شود بر تحریم
پس ممکن است که نیز حرام باشد و عمرو بن العاص از آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم آورده که رضای
خدا در رضای والدین ست و سخط یعنی ناخوشنودی خدا در خشم مادر و پدر ست اخرجه الترمذی
و صححه ابن حبان و الحاکم و انس گفته آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم فرمود سوگند که بکسیکه

جان من بدست اوست ایمان نمی آرد بنده تا آنکه دوست دارد آنچه برای همسایه یا برادر
خود آنچه دوست می دارد از برای جان خود و این متفق علیه ست و در حدیث ابن مسعود
آمده که پرسیدم رسول خدا صلعم را کدام گناه اعظم ست فرمود آنکه ند مقرر کنی برای خدا با آنکه
وی ترا آفریده گفتم باز کدام گناه بزرگ ست فرمود آنکه فرزندت را بکشی
از ترس آنکه با تو بخورد گفتم باز کدام گناه فرمود آنکه زنا کنی با زن همسایه اخرجه
الشیخان متفقاً و هم در حدیث متفق علیه ست از ابن عمرو بن
العاص مرفوعاً که از کبائر ست دشنام دادن مرد مادر و پدر خود گفته شد رجل
والدین را سب می کند فرمود آری دشنام می دهد پدر یکی را پس وی پدر او را دشنام
می دهد و سب می کند مادر او را پس وی سب مادر این کس می نماید بیت

دهن خویش بدشنام میالا صائب   کین زر قلب بهر کس که دهی باز دهد

و در حدیث متفق علیه از ابی ایوب انصاری ست مرفوعاً حلال نیست مسلمان را که ترک
دهد برادر خود را زیاده بر سه شب ملاقی می شوند هر دو و اعراض می کند این و آن یعنی از
یکدیگر و بهتر هر دو کسی ست که ابتدا بسلام کند و جابر گفته رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم فرمود
هر معروف صدقه است اخرجه البخاری و لفظ ابی ذر این ست حقیر مدار از معروف
هیچ شیئے اگرچه ملاقی شوی برادر خود را بروی کشاده و فرمود چون بپزی شوربا بسیار کن آب
آن را و باز پرس نما همسایگان را اخرجهما مسلم و در حدیث ابوهریره ست مرفوعاً هر که
دور کند از مسلمان کربتے را از کرب دور کند خدا ازوی کربتے را از کرب روز قیامت مراد
بکربت سختی ست و هر که آسانی کند بر تنگدست آسان سازد خدا بر وی در دنیا و آخرت
و هر که پرده پوشد مسلمانی را در دنیا بپوشد خدا پرده او در دنیا و آخرت و خدا در مدد بنده ست
مادام که بنده در مدد برادر خود باشد اخرجه مسلم و فرمود هر که دلالت کرد بر خیر او را مثل اجر
فاعل باشد اخرجه مسلم عن ابن مسعود و ابن عمر مرفوعاً گفته هر که پناه خواهد شما را بخدا

او را پناه دهید و هر که سؤال کند شما را بخدا او را چیزی بدهید و هر که نکوئی کند با شما جزای
احسانش بکنید و اگر نیابید دعایش دهید اخرجه البیهقی و تحقیقت ادای امر وجوب ست

باب در بیان زهد و ورع

نعمان بن بشیر گفته آنحضرت را شنیدم می فرمود حلال هویداست و حرام هویداست و میان این
هر دو مشتبهات ست که بسیاری از مردم آن را نمی دانند هر که از آن شبهات پرهیز کرد
دین خود را بری نگاه داشت و هر که دران افتاد در حرام افتاد همچو چراننده که
گرد چراگاه می چراند نزدیک ست که دران افتد آگاه باشید که هر پادشاه را حمی ست
و حمای خدا محارم او سبحانه ست و در تن آدمی پاره گوشت ست چون نیک شود همه تن
صالح گردد و چون تباه گردد همه تن فاسد گردد آگاه باشید که آن پاره گوشت دل ست
متفق علیه و این حدیث اصل عظیم و قاعده کبیره است و درین ستاره ستو کافی شرح مستقل
نوشته و بغایت افاده پرداخته و نعمان نزد روایت این حدیث هر دو انگشت خود
بگوش نهاد ساخته مقصود تاکید شنیدنش از آنحضرت صلعم ست **بیت**

حرف از زبان دوست شنیدن چه خوش بود   یا از زبان آنکه شنید از زبان دوست

و در حدیث ابوهریره ست نزد بخاری مرفوعاً هلاک شد بنده دینار و درهم و جامه اگر داده شد
خوشنود گشت و اگر نداده شد خوشنود نشد

گفت چشم تنگ دنیادار را   یا قناعت پر کند یا خاک گور

و ظاهر ست که آخر دینار نار ست و آخر درهم هم و چون این هر دو با جامه جمع شد
هلاک نقد وقت آمد خنک کسی ست که در همه حال خوشنود ست کما قیل

نه شادی داد سامانی نه غم آورد نقصانی   به پیش همت ما هر چه آمد بود مهمانی

ابن عمر گفته گرفت رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم هر دو دوش من و فرمود باش در دنیا
گویا تو غریب خانمانی یا راه گذری چه هر که مسکن و وطن ندارد یا بر سر راه ست وی دل

بچیزی نمی بند و ابن عمر می گفت چون شام کنے منتظر بامداد مباش و چون صبح کنے نگران شام مباش ۵

بر ہستی خود نہ اعتماد سے مکن نے بہر کسے قصد فساد ی سے کن
چندے اگرت زمانہ اینجا دارد خاکی شو و انتظار بادے مے کن

وگفت بگیر از صحت خود برای سقم خویش و از حیات خویش برای موت خود اخرجه البخاری

برگ عیشے بگور خویش فرست کس نیارد زپس تو پیش فرست

وہم در حدیث ابن عمر ست نزد ابو داود و ابن حبان صحیحش گفته که آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرمود ہر کہ مانا شد بقومی وے سعد و در ان قوم ست و این حدیث محتمل بسط طویل ست و اصلی ست از اصول عظیمهٔ دین کتاب اقتضاء الصراط المستقیم که تالیف شیخ الاسلام ابن تیمیه رحمه الله تعالی ست گویا شرح ہمین حدیث من تشبه بقوم فهو منهم ست و ابن عباس گفته در پس آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم بودم یک روز فرمود ای غلام نگاه دار خدا را نگاهدارد ترا نگاهش دار یابی او سبحانه را روبروی خود و چون خواہے از خدا بخواه ۵

از خدا خواہم و از غیر نخواہم بخدا کہ نیم بندہ غیر و بخدا ے دگر ست

و چون مدد خواہی مدد بخدا خواه اخرجه الترمذی و قال حسن صحیح و نزد ابن ماجه وغیره بسند حسن از سہل بن سعد آمده که مردے نزد آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم آمد و گفت ای رسول خدا صلعم راه نما مرا بر کاری که چون بکنم دوست دارد مرا خدا فرمود بے رغبتی و زہد کن در دنیا دوست گیرد ترا خدا و زہد کن در انچه نزد مردم ست دوست دارند ترا مردم معلوم شد که بی نیازے از دنیا و از مال و سامان مردم سبب محبت الہی و دوستے مردم ست ۵ بی نیازی ہستی دار د که بیان و اقف اند ما ہم از دست رد خود چنبر ہا بخشیده ایم

و سعد بن ابی وقاص از آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم شنیده که می فرمود خدا دوست میدارد بندهٔ پرہیزگار آسوده حال گوشه گزین را اخرجه مسلم ۵

مرا بیگانگی از خلق با حق آشنا کرده است بنه بطبع من لیس کم باختن بسیار زیاد زند
و در حدیث مرفوع ابوهریره است نزد ترمذی بسند حسن که از حسن اسلام مرد است
ترک آنچه مالا یعنی و این حدیث تنها آن چهار حدیث است که در دین و دنیا انسان را
کافی است و شرح درازی می خواهد این مختصر آن را بر نمی تابد و مقدام بن معدیکرب گفت
آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرمود پر نکرد فرزند آدم هیچ آوند بدتر از شکم یعنی شکم
بدترین آوندها است که پر کرده شود و از سیر شدنش شرها و بیماری زاید و انس گفت
آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرمود هر بنی آدم بسیار خطا کار است و بهترین خطا کاران
توبه کنندگان اند اخرجه الترمذی وابن ماجة و سندش قوی است و هم در حدیث
انس است که فرمود رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم خاموشی حکمت است و قلیل فاعل
آن و این نزد بیهقی است در شعب بسند ضعیف و صحیح آنست که قول لقمان حکیم است

باب در ترهیب از مساوی اخلاق

ابوهریره گفت آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرمود دور دارید خود را از حسد زیرا که حسد حسنات
را چنان می خورد که آتش هیزم را و این را ابوداود اخراج کرده و ابن ماجه از حدیث انس
نحو آن آورده و هم ابوهریره گفت که رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم فرمود نیست پهلوان آنکه
مردم را بر زمین اندازد و شدید کسی است که نزد غضب مالک جان خود باشد متفق علیه
و هم در حدیث متفق علیه است مرفوعا از ابن عمر ظلم ظلمتها است روز قیامت و لفظ مسلم از
جابر مرفوعا چنین است که بپرهیزید ستم را که ستم تاریکیها است روز قیامت و بپرهیزید بخل را
که این بخل هلاک کرده کسی را که پیش از شما بودند و امام احمد بسند حسن از محمود بن لبید مرفوعا آورده
نمود که مخوف ترین آنچه می ترسم بر شما شرک کوچک است یعنی ریا

کلید در دوزخ است آن نماز　　که در چشم مردم گزاری دراز

و در حدیث ابی هریره از آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم آمده که نشان منافق سه چیز است

چون سخن گوید دروغ گوید وچون وعده کند خلاف نماید وچون امانت نهاده شود خیانت
کند متفق علیه ونزد شیخین از حدیث ابن عمر این قدر زیاده آمده که چون مخاصمت
کند فجور نماید وهم در حدیث متفق علیه است از ابن مسعود مرفوعاً که دشنام کردن مسلمان
فسوق است وکشتن او کفر وابوهریره از آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم آورده که دور
دارید خود را از گمان بد زیرا که گمان اکذب حدیث ست متفق علیه ودر صحیحین ست
متفقاً از معقل بن یسار گفت شنیدم رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم را می فرمود
نیست هیچ بنده که استرعا کند او را خدا رعیتی را میرد روزیکه بمیرد واو خائن ست
مگر آنکه حرام کند خدا بروی جنت را ومسلم از عائشه روایت کرده که آنحضرت صلی الله علیه وآله
وسلم فرمود ای خدا هرکه والی چیزے شد از امت من وشاق آمد برایشان دشوارے
کن بروی وفرمود چون قتال کند یکے از شما باید که بپرهیزد از روی متفق علیه من حدیث
ابی هریرة یعنی بر روی نزند وهم در حدیث وے رضی الله عنه است که مردی گفت
ای رسول خدا صلعم وصیت کن مرا فرمود خشم مگیر آن مرد مکرر همین سوال کرد هر بار لا تغضب
فرمود این نزد بخاری ست واز روایت خولة انصاریه نزد بخارے مرفوعاً آمده که مردم
خوض می کنند در مال خدا بغیر حق ایشان را نار باشد روز قیامت ودر مسلم ست از ابی ذر
از آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم در آنچه روایتش از پروردگار خویش می فرماید که ای
بندگان من حرام کرده ام من ظلم را بر جان خود وحرام ساختم ستم را میان شما پس
ظلم مکنید بر یکدیگر وابوهریره گفت آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم گفت می دانید که غیبت
چیست گفتند خدا ورسول وے داناتر اند فرمود ذکر کردن تو برادرت را بآنچه ناخوشش می آرد
گفتند اگر باشد در برادر من آنچه می گویم فرمود اگر هست در وے آنچه می گوئی غیبت کردی
او را واگر نیست بهتان بستی بروی اخرجه مسلم وهم در حدیث ابی هریره ست مرفوعاً حسد
مکنید ونه تناجش ونه دشمنی کنید ونه غیبت کنید در پس پشت ونه بیع کند بعض شما بر بیع بعض

وباشید بندگان خدا برادر یکدیگر مسلم برادر مسلم است ستم نمی کند او را و خذلان نمی کند و ترک
نمی نماید او را و حقیر نمی شمرد او را تقوی اینجاست و اشاره کرد بسوی سینه سه بار بس است
آدمی را از شر آنکه حقیر پندارد برادر مسلمان را تمام مسلم بر مسلم حرام است خونش و مالش
و آبروی او و این نیز نزد مسلم است و ترمذی از حدیث قطبة بن مالک روایت کرده
و حاکم صحیحش گفته که بود رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم می گفت اللهم جنبنی منکرات
الاخلاق والاعمال والاهواء والادواء بار خدایا یکسو دار مرا از ناشناخته
خوها و کردارها و خواهشها و بیماریها و ابن عباس گفته آنحضرت صلی الله علیه وآله
وسلم فرمود جدال مکن یعنی خصومت مکن برادر خود را و مزاح مکن او را و پیمان مکن او را که خلافش
کنی و این را ترمذی بسندی آورده که در آن ضعف است و هم نزد ترمذی است از
حدیث ابی سعید خدری مرفوعا دو خصلت است که جمع نمی شود در مومن یکی بخل و دیگر
خلق بد و سندش ضعیف است و مسلم راست از حدیث ابوهریره مرفوعا دو دشنام
دهنده هر چه گویند گناهش بر بادی است تا آنجا که مظلوم تجاوز نکرده و ابوصرمه گفته رسول خدا
صلی الله علیه وآله وسلم فرمود هر که گزند رساند گزند رساند او را خدا و هر که دشمنی کرد مسلمان را
دشمنی کند بروی خدا تعالی اخرجه ابو داود والترمذی وحسنه و گفت
ابوالدرداء فرمود رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم او تعالی دشمن می دارد فاحش بیهوده گو
را و این را ترمذی تصحیح کرده و نزد او است از حدیث ابن مسعود مرفوعا که مومن طعن کننده
نباشد و نه لعنت کننده و نه فحش گوینده و نه بدزبان و این را تحسین کرده و حاکم تصحیحش
پرداخته لیکن راجح نزد دارقطنی وقف اوست و در حدیث عائشه مرفوعا آمده دشنام
مدهید مردگان را که رسیدند بآنچه پیش فرستادند اخرجه البخاری و فرموده داخل جنت
نمی شود سخن چین و این متفق علیه است و انس گفته آنحضرت فرمود هر که باز داشت خشم خود را
باز دارد خدا از وی عذاب خود را و این را طبرانی در اوسط اخراج کرده و آنرا شاهدیست

از حدیث ابن عمر نزد ابن ابی الدنیا و ابوبکر صدیق رضی الله عنه گفته آنحضرت صلی الله
علیه و آله و سلم فرمود نمی درآید به بهشت مرد فریبنده و نه بخیل و نه بدخلق و این حدیث
را ترمذی در حدیث ساخته اخراج کرده و در سندش ضعف است و فرمود کسیکه گوش نهد
سخن قومی و حال آنکه قوم ناخوش دارند ریخته شود در سرب در گوش او آنک روز قیامت
اخرجه البخاری عن ابن عباس و در حدیث انس است مرفوعا خوشی باد کسی را که
باز داشت عیب او از عیبهای مردم و سندش نزد بزار حسن است و ابن عمر گوید آنحضرت
صلی الله علیه و آله و سلم فرمود هر که بزرگ شد در نفس خود یعنی خود را معظم گرفت ملاقی شود خدا
را از وی سبحانه بروی خشمناک باشد اخرجه الحاکم و رجال سندش ثقات اند و نزد
ترمذی است و گفته که حسن است از سهل بن سعد مرفوعا شتابی در کارها از طرف شیطانست
و فرمود نحوست بدخلقی است و این نزد احمد است از عائشه رض و در سندش ضعفی است و ابو الدردا
گفته آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم فرماید لعنت کنندگان نه شفیع باشند روز قیامت
و نه شهید اخرجه مسلم و لعنت در این است شیوه طائفه رفض است اعاذنا الله
منها و در حدیث معاذ بن جبل است مرفوعا هر که عار دهد برادر خود را بگناهی نمیرد تا آنکه
خودش بکند ترمذی این را حسن گفته لیکن سندش منقطع است و بهز بن حکیم عن ابیه عن
جده روایت کرده که رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم فرمود وای است کسی را که سخن
گوید و دروغ گوید تا قوم را بدان سخن بخنداند وای است او را باز وای است او را اخرجه
اهل السنن و اسنادش قوی است مراد مسخرگی پیشگان اند و در حدیث انس مرفوعا
آمده که کفاره کسی که غیبتش کرده آنست که برایش آمرزش خواهد رواه الحارث بن
اسامة باسناد ضعیف و فرمود دشمن ترین مردمان نزد خدا الد الخصم یعنی مرد سخت
خصومت است اخرجه مسلم

باب در ترغیب بمکارم اخلاق

فرمود رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم بر شما ست راست گفتاری زیرا که صدق راه
می نماید به نیکوکاری و نیکوکاری راه می نماید بسوی بهشت و همیشه آدمی راست
می گوید و تحری صدق می کند تا آنکه نزد خدا صدیق نوشته می شود یعنی بسیار راست گو
و دور دارید خود را از دروغ زیرا که کذب راه می نماید بسوی فجور و فجور هادی ست
بسوی نار و لا یزال آدمی دروغ می گوید و تحری و قصد کذب می نماید تا آنکه نوشته میشود
نزد خدا کذاب متفق علیه من حدیث ابن مسعود و هم در صحیحین ست متفقا از
ابی هریره مرفوعا دور دارید خود را از ظن زیرا که ظن اکذب حدیث و دروغ ترین سخنها ست
و فرمود بپرهیزید خود را از نشستن در راهها گفتند ای رسول خدا صلعم چاره نیست ما را
از نشستن گاهها که سخن کنیم آنجا فرمود چون باز نمی مانید بارے حق راه بجا آرید گفتند حق
چیست فرمود چشم پوشیدن و باز ماندن از ایذا رسانی و جواب سلام دادن و امر بمعروف
و نهی از منکر کردن متفق علیه و لنعم ما قیل ع

به پیر میکده گفتم که چیست راه نجات — بخواست جام می و گفت عیب پوشیدن

معاویه گفت آنحضرت فرمود هر که خدا باو ارادهٔ خیر می فرماید او را در دین فقیه می گرداند متفق
علیه مراد بفقه درین حدیث و دیگر احادیث که در معنی این حدیث ست باتفاق اهل علم
و فقه فهم کتاب و سنت و درک ادله و تتبع ملت ست نه فقه مصطلح علمای فروع و مسائل
رای و در سلف مر زاهد در دنیا و راغب در آخرت را که عامل بر کتاب و حدیث و عالم
بقرآن و سنت می بود فقیه می گفتند و امروز فقیه عبارت از کسی ست که متشدق و ثرثار و
متفیهق و مهذار باشد و فتاوای بسیار از اقوال و آرای اهل روزگار نزد وی مهیا
موجود بود و مردم را بدان قضا و افتا کند فانا لله و انا الیه راجعون ابوالدرداء گفته
فرمود رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم هیچ شئے در ترازو گران تر از حسن خلق نیست و این
نزد ابوداود ست و ترمذی تصحیح کرده و در حدیث ابن عمر ست مرفوعا که حیا شعبه از ایمان ست

متفق علیه وفرمود از آنچه مردم از کلام نبوت اولی دریافته اند این سخن ست که چون
شرم نکردی هرچه خواهی بکن اخرجه البخاری و درحدیث ابو هریره است نزد مسلم
مرفوعا مومن قوی بهتر و احب ست بسوی خدا از مومن ضعیف و در هر مسلمان خیرست
حرص کن برآنچه ترا سود دهد و مدد از خدا جو و عاجز مشو و چون مصیبتی رسد بتو مگو اگر چنین
می کردم چنان می بود ولکن بگو که قدر الله وما شاء فعل یعنی خدا همچنین مقدر کرد و
آنچه خواست نمود زیرا که حرف لو یعنی کاش عمل شیطان می کشاید و عیاض بن حمار گفته
آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرمود او تعالی وحی فرستاده است بسوی من که فروتنی
کنید شما تا آنکه یعنی نکند احدی بر احدی و نازش نماید هیچ یکی بر هیچ یکی اخرجه مسلم
و درحدیث ابی الدرداست مرفوعا هر که باز دارد آبروی برادر خود در پس پشت او
برگرداند خدا از روی او آتش دوزخ را روز قیامت اخرجه الترمذی وحسنه و نزد
احمد از حدیث اسما بنت یزید بخوان آمده و گفت ابو هریره که فرمود رسول خدا صلی الله
علیه وآله وسلم نکرد هیچ صدقه از مال چیزی را نیفزود و خدا بنده را بعفو یعنی از جرم و
تقصیر دیگری مگر عزت و لو اضع نکرد احدی از برای خدا مگر بلند کرد او را خدای تعالی
اخرجه مسلم و عبد الله بن سلام گفته آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرمود ای مردم
فاش کنید سلام و بخورانید طعام و بپیوندید ارحام و نماز گزارید بشب و مردم در خواب اند
در آئید بجنت بسلام ترمذی گفته این حدیث صحیح ست و تمیم داری گوید رسول خدا صلی الله
علیه وآله وسلم فرمود دین نصیحت ست سه بار گفت این را گفتیم از برای کیست ای
رسول خدا صلعم فرمود خدا را و کتاب او را و رسول را و ائمه مسلمین و عامه ایشان را اخرجه
مسلم و فرمود اکثر چیزی که در بهشت در آرد تقوی الله و حسن خلق ست اخرجه
الترمذی وصححه الحاکم عن ابی هریرة و هم در حدیث مرفوع او ست نزد ابو یعلی
شما نمی توانید گنجید مردم را بمالهای خود ولکن باید که بگنجد آنان را از شما بسط وجه و حسن خلق

حاکم گفته این حدیث صحیح ست و گفته ابو داؤد باسناد حسن از ابو هریره مرفوعا این ست
مومن آئینه برادر مومن خود ست یعنی وی را از عیب او آگاه می سازد و در آنجا ابن عمر آمده که
آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم فرمود مومنی که با مردم می آمیزد و بر ایذای شان صبر
می کند بهتر از کسی ست که مخالطه مردم و صابر بر ایذای شان نیست و این را ابن ماجه
باسناد حسن اخراج کرده و این حدیث نزد ترمذی نیز هست لیکن نام صحابی نبرده
و احمد از ابن مسعود آورده گفت رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم اللهم احسنت
خلقی فحسن خلقی و در مشکوة این حدیث را از عائشه رضی الله عنها روایت نموده
و ابن حبان گفته صحیح ست

باب در بیان ذکر و دعا

گفت ابو هریره گفت رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم حق تعالی می فرماید من با بنده
خویشم تا ذکر من می کند و بجنبد لبش بیاد من بجنبند و این نزد ابن ماجه ست و ابن حبان
تصحیحش کرده و بخاری تعلیقا آورده و در حدیث معاذ بن جبل ست مرفوعا نکرد ابن آدم
هیچ عملی که نجات دهنده تر باشد او را از عذاب خدا از ذکر خدا اخرجه ابن ابی شیبة
والطبرانی و اسنادش حسن ست و مسلم از ابو هریره مرفوعا روایت نموده نه نشست
قومی در بزمی که ذکر خدا می کنند در آن مگر گرد آمدند گرفتند آن قوم را ملائکه و پوشید آنان را
رحمت و لمسلم ابو هریره نزد ترمذی این ست نه نشست قومی بمقعدے که ذکر خدا اندران
نکردند و درود نفرستادند مگر باشد حسرت بر ایشان روز قیامت و این حدیث حسن ست
و در حدیث ابو ایوب ست نزد شیخین متفقا مرفوعا هر که گفت لا اله الا الله وحده لا شریک
له ده بار وی همچو کسی ست که چهار نفس را از اولاد اسمعیل آزاد کرده و ابو هریره گفت فرمود آنحضرت
صلی الله علیه و آله وسلم هر که سبحان الله وبحمده صد بار گفت افگنده شد خطایای او اگرچه
باشد همچو کف دریا یعنی در کثرت و این متفق علیه ست و مسلم از حدیث جویریه آورده گفت

آنحضرت مرا گفتم بعد از تو چهار کلمه اگر وزن کرده شوند با آنچه گفتی تو از این روز برابر آیند
بدان سبحان الله وبحمده عدد خلقه ورضا نفسه وزنة عرشه ومداد كلماته
و ابو سعید خدری مرفوعاً آورده که باقیات صالحات این ست لا اله الا الله و
سبحان الله والله اکبر والحمد لله ولا حول ولا قوة الا بالله اخرجه النسائی
وصححه ابن حبان والحاكم و احادیث در فضائل این کلمات جمعاً و فرادی بسیار
آمده و در حدیث سمرة بن جندب ست که آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم فرموده دوست‌ترین
سخنها نزد خدا چهار سخن ست زیان نمی کند ترا بهر چه ازان آغاز کنی سبحان الله والحمد
لله ولا اله الا الله والله اکبر این نزد مسلم ست و در حدیث متفق علیه مرفوع بروایت
ابی موسی اشعری ست که گفت مرا رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم ای عبد الله بن قیس
راه ننمایم ترا بگنجی از گنجهای بهشت لا حول ولا قوة الا بالله و نسائی ولا ملجأ من الله
الا الیه هم زیاده کرده و در حدیث نعمان بن بشیر آمده مرفوعاً که دعا عبادت است
اخرجه الاربعة وصححه الترمذی وله من حدیث انس الدعاء مخ العبادة ست و
نزد وی از حدیث ابی هریره باین لفظ مرفوعاً آمده نیست چیزی اکرم بر خدا از دعا و این را
ابن حبان و حاکم صحیح گفته اند و ازینجا ثابت شد که دعای غیر الله از انبیاء و اصنام و صلحاء و
شیاطین و کواکب عبادت غیر الله ست پس شرک باشد زیرا که معبود بحق جز حق سبحانه دیگری
نیست و از آنست گفته آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم فرماید رد کرده نمی شود دعا میان
اذان و اقامت اخرجه النسائی وغیره وصححه ابن حبان وغیره و در مواضع اجابت
دعا از حصن حصین یک جا ذکر کرده این یکی از آنهاست و در حدیث سلمان ست که گفت
رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم رب شما شرمناک و کریم ست شرم دارد از بنده خود
چون هر دو دست بردارد ازانکه تهی برگرداند اخرجه الاربعة الا النسائی وصححه
الحاکم و عمر گفته بود آنحضرت چون دراز میکرد هر دو دست خود در دعا بر نمی گردانید آنها را

تا آنکه مسح ریش خود را آن بر روی فرمود واخرجه الترمذی و حدیث را شاهد است
از احادیث ابن عباس نزد ابو داود و مجموع تقتضی است که حسن باشد
بر داشتن و شمار و سوزش بر روی بدست از آداب دعاست و فرمود اولی مردم بمن
روز قیامت اکثر ایشان در درود بر من است اخرجه الترمذی و صححه ابن حبان
درین حدیث بشارت عظیم است از برای کسانیکه اکثر الصلوة اند بر رسول خدا صلی الله
علیه وآله وسلم و درین است ابن مسعود در زمره اهل علم مختص باهل حدیث است وفیهم
اولی الناس به صلی الله علیه وآله وسلم

درود برآن و مونس جان ست نام یار ... یک دم نرود که کرنه ستود ...
و شداد بن اوس گفته آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرمود سید الاستغفار این است
که بگوید اللهم انت ربی لا اله الا انت خلقتنی وانا عبدک وانا علی عهدک
ووعدک ما استطعت اعوذ بک من شر ما صنعت ابوء لک بنعمتک علی
وابوء بذنبی فاغفرلی فانه لا یغفر الذنوب الا انت اخرجه البخاری
و در حدیث ابن عمر است که نبود رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم که ترک فرماید این کلمات
را وقتیکه شام کند و صبح کند اللهم انی اسألک العافیة فی دینی ودنیای
واهلی ومالی اللهم استر عورتی وآمن روعاتی اللهم احفظنی من
بین یدی ومن خلفی وعن یمینی وعن شمالی ومن فوقی واعوذ بعظمتک
ان اغتال من تحتی اخرجه النسائی وابن ماجة وصححه الحاکم ومسلم
از حدیث ابن عمر آورده که گفت رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم اللهم انی اعوذ بک
من زوال نعمتک وتحول عافیتک وفجاءة نقمتک وجمیع سخطک وهم در حدیث
ابن عمر است نزد نسائی وصححه الحاکم که فرمود آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم اللهم انی
اعوذ بک من غلبة الدین وغلبة العدو وشماتة الاعداء و در حدیث دیگر شنید

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مردی را می گفت اللھم انی اسألك بانی اشھد
أنك انت الله لا اله الا انت الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن له
کفوا احد فرمود تحقیق خواست خدا را بنامی که چون سؤال کرده شود بدان بدھد ورا
وچون خوانده شود بدان بپذیرد اخرجه الاربعة وصححه ابن حبان وھم نزد
اربعہ ست از ابوھریرہ که چون صبح می کرد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم می گفت اللھم
بك اصبحنا وبك امسینا وبك نحیی وبك نموت والیك النشور وچون شام
می کرد ھمچنین می گفت مگر آنکه بجاے الیك النشور ھنگام شب الیك المصیر می گفت
وانس گفته اکثر دعای آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم این بود ربنا آتنا فی الدنیا
حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار متفق علیه و ابوموسی اشعری
گفته آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم این دعا میگفت اللھم اغفر خطیئتی واسرافی
فی امری وما انت اعلم به منی اللھم اغفر لی جدی وھزلی وخطائی و
عمدی وکل ذلك عندی اللھم اغفر لی ما قدمت وما اخرت وما اسررت
وما اعلنت وما انت اعلم به منی انت المقدم وانت المؤخر وانت علی کل
شیٔ قدیر متفق علیه و مسلم از حدیث ابوھریرہ آوردہ که می گفت رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اللھم اصلح لی دینی الذی ھو عصمة امری واصلح لی دنیای
التی فیھا معاشی واصلح لی آخرتی التی الیھا معادی واجعل الحیاة زیادة
لی فی کل خیر واجعل الموت راحة لی من کل شر و انس گفته آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم میگفت اللھم انفعنی بما علمتنی وعلمنی ما ینفعنی رواہ النسائی
والحاکم ونزد ترمذی از حدیث ابی ھریرہ نحو آن آمدہ ودر آخرش گفته وزد فی علما
الحمد لله علی کل حال واعوذ بالله من حال اھل النار واسنادش حسن ست و
عائشه رضی اللہ عنھا را این دعا آموخت اللھم انی اسألك من الخیر کله عاجله

واجله ما علمت منه و ما لم اعلم واعوذ بك من الشر كله عاجله وآجله
ما علمت منه و ما لم اعلم اللهم اني اسألك من الخير ما سألك عبدك
ونبيك واعوذ بك من شر ما استعاذ به عبدك ونبيك اللهم اني اسألك الجنة وما قرب اليها
من قول او عمل واعوذ بك من النار وما قرب اليها من قول او عمل واسألك ان تجعل كل قضاء قضيته
لي خيرا واين نزد ابن ماجه ست و ابن حبان و حاکم تصحیحش کرده است اذکار و ادعیه در
ادعیه نبویه علی صاحبها الصلوة والتحیة کتب مستقله تالیف یافته از انجمله حصن حصین جزری ست
و اذکار نووی و کتاب سلاح المؤمن و کتاب فرزند سلام جزاه آن و این کتب جامع غالب
ادعیه ست که باسانید صحیحه و حسنه ثابت گشته و روایات ضعیفه هم دارد و این کتب را
شروح ست که دران اعتناء بتنقیح رجال سند و صحت و ضعف متن رفته از انجمله
تحفة الذاکرین شرح عدة الحصن الحصین از علامه شوکانی رحمه الله و بعض اهل علم از ان
کتب انتخاب دعوات صحیحه و حسنه کرده اند از انجمله ست کتاب حزب اعظم و حزب مقبول
و چون الفاظ نبویه و عبارات محمدیه را تاثیری دیگرست لهذا درین مختصر درین باب
بترجمه ادعیه پرداخته نشد و تتبع دواوین سنت شاهد ست که هیچ خیر دنیا و آخرت
نیست مگر آنکه رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم آن را از خدای تعالی خواسته و هیچ آفت
و شر در دارین نیست مگر آنکه از ان بخدای تعالی پناه جسته پس چنانکه در عبادات و معاملات
اقتصار بر ماورد خوب ست تا زیادتی بر دین کامل و نقصانی در اتمام نعمت با وجود نبی پیدا نشود
نزد ما داعی خیر و طالب نجات را کوتاه ساختن دعوات خویش بر ادعیه ماثوره و چشم بستن
از ادعیه ساخته و پرداخته مشائخ و غیرهم خیلی مستحسن است و فی ذلك فلیتنافس المتنافسون
و علیها فلیقتصر المقتصر و در صحیحین از ابو هریره رضی الله عنه روایت کرده اند
که گفت فرمود رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم دو کلمه است که دوست باشد خدا را و گران است
در ترازو یکی سبحان الله وبحمده و دیگر سبحان الله العلی العظیم و مسلم از حدیث ابوذر

رضی اللہ عنہ آوردہ کہ وی پرسید از آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ کدام کلام فاضلتر است فرمود کلامی کہ برگزیدہ و اختیار کردہ است او تعالی از برای ملائکہ خود و آن کلام این ست سبحان اللہ وبحمدہ

خاتمة الطبع ریختۂ خامۂ جامع فضائل معنوی و صوری حکیم مولوی محمد احسن حاجی فوری عافاہ اللہ تعالی

کیاسے بی ہمتار استایش کہ دین اسلام را اصدق ملل و ملت محمدیہ را احق نحل گردانید و پیغمبر آخر الزمان را نیایش کہ مضمون حدیث العلم ثلثة اٰية محكمة وسنة قائمة وفريضة عادلة چنانکہ باید و شاید در درون اہل علم فشانید و آل و صحب راکورنش کہ فرگفتہاے دین را آنچنانکہ شنیدند بی کم و کاست بدور افتادگان رسانیدند سپس گوشہا اسلامیان را مژدہ شنیدن و چشم ایمانیان را نوید دیدن باد کہ درین عہد سعادت مہد علیا حضرت عالیہ نہمت ملکۂ ملکی صفات مالکۂ قدسی سمات برتاج فیوض اتم و اعم تاریخ جہان جود و کرم کشور ہند فضائل را تاج مکلل حلۂ مالوف فضائل را طراز اول جناب معلی القاب نواب شاہجہان بیگم رئیس دلاور اعظم طبقۂ علیای ہند کرون آف انڈیا دام اقبالہا کہ زمانہ بوجود باجود ش بر خویش نازان و زمانیان بربط بارگاہ بلند پایگاہش بابخت سبز ہمزبان این نامۂ نامی و گرامی صحیفۂ نامی دلپذیر ہدیۃ المجادی من جنان ہدی الہادی کہ گلہاے احکامش ہمہ از ریاض کتاب و سنت دمیدہ و گلشن بہار مسائلش از صحبت خار و خس صحرای رای رہیدہ بحرکت ارادی کاکاسہ حقائق سالک حدیقۂ نوبہار فضل و ہنر ثانی اثنین بدر والا گہر بحر سیادت و سعادت را آب آفتاب شرافت و فضیلت را تاب یگانۂ دہر و فرزانۂ عصر سرمایۂ عزت و تفاخر جناب ابو الخیر میر نور الحسن خان بہادر مہین پور نواب مستطاب معلی القاب عالیجاہ امیر الملک

دام مجدہم بفرمایش اورنگ زیب ایوان دین پروری کشورستان عالم حق گستری خادم سنت سنیہ سہلا بیضا ملزوم صحابہ شریعہ صادقہ سرا پا نقاوت وقدر رونق گلشن آلکہ را دین پرور نواب محمد احمد خان بہادر ولیعہد جناب عالی قباب نواب مہابت خان بہادر رئیس جوناگدہ حفظہما اللہ تعالی از محن لیالی بر منصہ شہود جلوہ گری کرد و بحسن ادای تالیف ولطف تحقیق دلبری نمود با این ہمہ ایجاز عبارت وقصر اشارات جامع جمیع ابواب عبادات ومعاملات با زیادت احکام اخلاق وآداب آمد ... ع

یا نعمة حمتها الفاظها تتعلب لا تستقل اجمالها الکتب الطیب

درین گرامی نسخہ مسئلہ نبینی کہ شاہدی عدل از کتاب وسنت ہمراہ نداشتہ باشد و حکمی گوش نکنی کہ با شاہد نصوص حدیثیہ ہمدوش نبود کتابیست وکدام کتاب کہ غایت اتباع در جار روانگہ عالم افگند وو اصول قال وقیل را از بیخ بر کند ومتفرعان را سرمایہ ہزار دولت ست ومحصلان را مفتاح باب دلیل وحجت زمرۂ اتباع را دستاویزی سجل از برای عمل بحدیث ست وکاروان سنت را بنا بر قطع مہاوی راہ سیری معلیہ حقیقت آب بابش گویی روح الروح اوراق صحیحہ ست وخمل خصلتش ورانی کہ عصارۂ درایت صریحہ ممکن نیست کہ ما نایش در مؤلفات فقہای زمان می توان یافت و دشوارست کہ

تار و پود رای ست وفا بر نہج آن در کارگاہ آگہی ی توان یافت ع

تو فتنۂ زمانہ شدی ورنہ روزگار بودہ است پیش ازین قدری آرمیدہ تر

خلقی براہ منتظر جان سپردن اند ای شہسوار حسن عنان را کشیدہ تر

وبا جملہ چون این دستگرکا شانۂ دین وخانہ برانداز تقلید مجتہدین تصحیح سرا پا تنقیح معدن کرامت در مطبع امین دار الطباعہ محقق دلپسند مدقق ارجمند شمرۂ شجرۂ نبویہ شجرۂ ثمرۂ مصطفویہ دانشمند کارآگاہ مولوی سید ذو الفقار احمد سلمہ اللہ الاحد با شرکت نظر حسن یکتا زمیدان فضائل حاوی ہرگونہ مزایا و فواضل عارف کامل مدقق مولانا محمد عبد الحق عافاہ اللہ وبلغہ الی ما تمناہ بزم آرای

توحید بیان خدا دوست و رہنمای طالبان سراپا مغز بی پوست آمد نگارش خامۂ گہربار یگانہ رقم طرازان دیار نبض شناس قلم و در نقش انگیزی علم محمد عبدالرحیم لکھنوی اسعدہ اللہ تعالی فی الدارین رونق دیگرش ارزانی داشت و ادارت رفعت نشان شریعت عنوان مدیر مطبعۂ صدیقیۂ علیۂ بھوپال محمیہ مولوی محمد بدیع الزمان حسن لی اندازہ آتش بخشید و در ماہ محرم سنہ ۱۳۰۵ ہجریہ از قالب طبع مطبوع بیرون خرامید مطبوع طبع سخنیان پاک اعتقاد گردید لله الحمد ہر آن چیز کہ خاطر می خواست آمد آخر زپس پردۂ تقدیر پدید ❊

برآمدن از کارخانۂ چھاپہ اول ہمین بود در جستن سخن سنجان از برای نظم ختم طبع و تاریخ اتمام ہمین نخستین ناشر نثری نثار و شاعر شعری شعار ناظم پایۂ تخت ریاست و منشی ایوان ایالت افتخار الشعرا حافظ خان محمد خان متخلص بشہیر نغمۂ تازہ در طنبور شیرین بیانی و سخن سرائی دمید و این گوہر شاہوار از بحر طبع زخار بساحل گفتار رسانید و ثانیاً حائز شرائف خصال معدن ہر گونہ فضل و کمال جامع مزایای نشاتین حافظ حکیم مولوی سید محمد اعظم حسین فرزند دلبند سید محمد زکی بن حکیم مرحوم خادم حسین متوطن جال بلدۂ محمیۂ بھوپال سلمہ اللہ المتعال از جای برخاست و باین تاریخ سحر آئین خاطر ناظرین از غم و غصۂ دہر پیراست

قال الشہیر سلمہ اللہ القدیر

طالع دانش و اقبال کہ لکش دائم	آنکہ از وی بگمانند کہ نور الحسن است
سرو از گلشن امید امیر الملکیت	تو گل تازہ بہار چمن پنجتن است
اندرین عصر کہ باشد ہمہ شایستۂ او	لعبش فضل و ہنر بازی او علم و فن است
لیک در نظم باین فضل بود شاگردم	مایۂ خوشئی دخرد مباہات من است
پارسی یافتہ ہمچا د زبان شیراز	تا زلیش گر ہمہ لطف لسان یمن است
اتباطا عدد در طبع جہان از ذوقش	جان عالم ہوادار سے او مرجمن ست

گر بپرسند که جنبش بچه سان دل ماست — همچنین اندر سر و سر بر تن و جان در بدن ست

در فور دیده به تجلت همه اسفار علوم — اندرین نسخه که منزلی بلبل نغمه زن ست

گر ببینند مرسند تحقیق اقلش — همه در منصب تحقیق محقق سخن ست

بوالعجب پیکر هر لفظ تراشد شیرین — قلمش تیشهٔ اقبال کف کوهکن ست

پیش هر کس که از دیده حریر گفتار — هر قماشش سخن نرم بیابان خشن ست

الله الله چه جمیل کتابے بنوشت — طرفه هنگامه پسند سخن خویشتن ست

نو سوادی که مسمی ست بعرف ابجاد — مردم دیدهٔ صاحب نظرانش وطن ست

حاوی فقه قدیم آمده این تازه سواد — وضع این ساغر نو بهر شراب کهن ست

هیچ باغیست که گلهاے افادت دارد — یا چراغیست که روشنگر هر انجمن ست

هیچ کس نقد احادیث ندیدست بخواب — آنکه امروز ازین تبصره بر هر دهن ست

چه طریقے که پسندیدهٔ یزدان باشد — جز برین راه تردد روشش اهرمن ست

نتوان گفت بیانش که سحابی ست مطیر — یا توان گفت که دریاے کرم موج زن ست

گل زمانان خسرو طرهٔ دستار قبول — در تهه سطح زمین مستند هر زمن ست

باغبان قلمش طرفه بهاری آراست — لفظ گل حرف بو و غنچه کتابش چمن ست

سرکن آهنگ دعا تن بزن از مدح شهیر — چه توان کرد که میدان ثنایش [illegible] ست

این مؤلف همه با جاه سلامت باشد — از من آمین و قبولش ز گواهی ذو المنن ست

قال الاعظم سلمہ اللہ تعالی

مرا بقطرگی خود قناعت ارزانی — سپرده با دل سیلاب زحمت عمانی

اگر کند گل عیشے هوس فرو ریزم — خسک به پیرهن دل ز دامن افشانی

نداده ایم تلخی که پیش آن وارد — فضلهٔ دیدهٔ مور التماع میدانی

رسیده ایم ز جاے که نخجیر اعجا — ستوده ایم در و دشت را به بستانی

بہی بشارت بنگاه خاطرم آمد
نہفتہ بار بلنجی متاع ایمانے

چنان بہ پیچ وخم زلف باختم خود را
کہ جمع دل نکنم فرق از پریشانی

ز دست زلف منم داد خواه تر کسے
کہ بیگناه کشندش بہ بند زندانے

فغان ز ذوق کلاش کہ چون ہد دشنام
زمن جواب نیاید جز آفرین خوانی

فغان زیاس کہ گاہی بکشت ما شبنم
اگر فتاد شرریم جوش بارانے

رسید وقت کہ شد چشم ما زگریہ علم
چو طبع سید عالی گہر بعاسے

بہینہ سید نور الحسن کہ فتوی شرع
حلال کرد مرا ورا شراب روحانے

خجستہ پور ولی نعمتی کہ بر خوانش
فلک زبال ہمای کند مگس رانے

گر از بہار بسیط زمین شود گلشن
بخلد خلق وسیعش کند خیابانے

زنسبتش فلک پیر نقشبندی را
بدلق بست طراز قبای سلطانے

کشید محمل خود را بوادیی کہ خضر
بناقہ رانی رہبر و کند حدی خوانے

کلیم بر دسوے ایمنش تماشائے
خلیل خواند بخوان خودشش بمہمانی

اگر بدرک معانی نظر گماشت بلفظ
ز قعر چاه برآورد ماه کنعانے

گرش بجست دراری بدان شجر ماند
کہ صد ثمر بزمین افگند چو جنبانے

سخن چو گوکبہ آراشود از و آید
بسر شکستن طرف کلاه خاقانے

اگر نشست بعزم رقم توان گفتن
کہ خاست باد بہاری بہ لالہ رویانے

بفن شعر زعمان برون کشد گوہر
بجست علم برآرد جواہر کانے

بہم مسائل شتی بیک کتاب آورد
بکار بردبیٔ لالہ زار نعمانے

کشید دام بصحرا اگر کہ ناگاہان
دران فتاد دو صد آہوی بیابانے

اگر بہ بیش چراغ از ہوا فرو د آورد
ہزار خیل پریزاد از پری خوانے

پس از درس بر آثار منزلی گوئی
ز سر نہاد اساس بلند ایوانے

ازان تتقاق صد رنگ کز چمن آورد — بزم چید بهم دسته‌های ریحانی
فروع را باصول حدیث محکم کرد — بهم کشید لآلی بسلک مرجانی
سیاک شناخت بسای که هر قدم افروخت — ثواب رهبری گمرهان خند لاثانی
پی پژوها داشت رطب بر داشت — ز نخل نار حدیث رسول ربانی
بچشم مردم بینا سواد الفاظش — نظر فروز تر از سرمهٔ صفاهانی
نگار معنی روشن بپردهٔ الفاظ — بزلف هشت نقابی بروی نورانی

سخن دراز نو شعش ز دیگران گو باش
ز من مظاهر حلمی بسال آن خوانی
۱۲۹۶

بجیع مانه فضل و نشر فیض عمیم — همیشه باد به بستانی و بهار زمانی
مینے سراف ۱۲

پس از انطباع اول هجوم تمناے طلاب و از هم ربودن اولے الالباب بجائی رسید که با همه فراوانی نسخهاے کتاب در اندک فرصت کارش به نایابی کشید نظر آرزو در واسے ستغیدانی که با یک جهان اشتیاق هنوزش نیافته اند و خاطر خواه وردی نظر افروزش تدبیدا شارت فیض اشاعت رفت تا نقش مراد آرزومندان بار دیگر کرسے نشین گردد و آب و رنگ تازه که طبع اول بر روی کار نداشت در طبع ثانے افزوده آید سر رخط فرمان نهاده شد و داد کامروائے کامجویان را داده همین که بعد آرائش و پیرایش بقالب طبع جدید ریخته شد و نقش هر گونه تصحیح و تنقیح بر روی لوح و صفحه انگیخته مولوی حکیم سید اعظم حسین ستبلوی باهتمام خامه پرداز سے از جای نجاست و تاریخ طبع ثانی بدین نظم دلکش آراسته

قطعهٔ تاریخ طبع ثانے

زهی کتاب که کلک دو رقم بهم بالد — که تا تحقق به کلکبر سکی و لیشت شادے
مشام پرورد اعلام عرف جادی نام — بسیر خلد جهان را بوی خود بادے
نگر بدین الفاظ آنچنان در باب — کنا بوے بجرا در بهشت سر بادی

گهی کہ پی بمعانی بری ہمان بہ کیر | گر تشنه بودی وناگه بکوثر افتادی

قیاس را که بویرانه برد سرگردان | رسید خضر و نشان داد در آبادی

بجمع چنو فروشی که ستش اصلاح ست | بکنا ربر دمولف کمال نقادی

بنای کار تفقه نهاد بر تحقیق | نکرد جادهٔ تقلید سر آزادے

خجسته سید نور الحسن که فضلش کرد | علم بخانی و میری سمر باستادی

نکرد ده زه بکمان و نرفته گه به کمین | شکار آهوی معنے کند زهر وادی

کمال وهبی او را بمشق نتوان یافت | که کیمیا نتوان ساختن ز حدادی

همین که طبع شگرفان علم ے بالد | بطبع تازهٔ این نامه از ره شادی

نگوی نامه که ساقی بنور بادهٔ علم | چو آفتاب بیفروخت شمع در نادی

دماغ فکر معطر ز مصرع سال ست
رسیده تازه شمیمی ز گلشن جادے
۱ ۱۳ ۵

صحت نامہ تقاریظ اول عرف ایجادی

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۱۰	۱۲	حکابت	حکایت	۱۲	۱۵	براستیح	ارستیح
۵	۱۸	خامہ آتش	خامۂ آتش	۱۳	۴	صدات	صداقت
〃	۱۹	دربہت	ونہمت				

صحت نامہ کتاب

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۲	۱۰	دروارده	وارده در	۲۸	۵	مردیہ	مردیہ
۶	۷	عبار	عماد	〃	۲	باجزای	باجرای
۱۱	۴	مایوسں	پاپوشں	۲۹	۹	ار	از
۱۲	۸	کریۂ	کریمہ	〃	۱۰	ابتداد	استداد
۱۳	۵	اخطاء	احطأ	〃	۱۲	بور	بود
۱۶	۱	کردہ	کرد وامد	۳۰	۱۵	دور	ودر
۱۸	۸	فنار	مہار	〃	۱۹	حلاب	علاب
۲۰	۱۶	تعنف	تکلف	۳۲	۷	برودتم	بربوتم
۲۱	۴	ہزاد	ہزار	۳۸	۴	ایام	امام
۲۵	۱۳	ان	ں	〃	۱۰	دوایتی	روایتی
۲۶	〃	ذاللیل	ذواللیل	۳۹	۴	محتکہ	محتلمہ
۲۷	۱۴	برآرد	بروارد	〃	۷	باعت	باعث

صفحه	سطر	خطا	صواب
۴۰	۱	ارجود	ارزد
〃	۱۷	بگذرا	بگزار
۴۳	۱۱	لشده	نشده
〃	۱۳	عزبمت	عزیمت
۴۴	۷	اعنناء	اعتناء
〃	۱۶	پس باہمراہیان یک رکعت بگذارد وخود بشان ایستادہ ماند	×
۴۷	۱۷	راعبین	راغبین
۴۸	۱۱	الاّ	اِلاّ
۴۹	۱۳	رخز	خز
۵۰	۲	نرد	نزد
〃	۶	حل	حلّ
〃	۲۱	دیگر	دیگری
۵۳	۲	تقریطا	تقریظا
〃	۲۰	تقار	نوِّسار
〃	۲۱	لفس	نفس
۵۵	۴	نغی	نفی
〃	۹	مشترک	مشرک
〃	۱۰	نبوت	ثبوت
۵۵	۲۱	عاقہ	تأفہ
۵۶	۱۲	برسراغ	باسراع
۵۹	۱۱	اکار	بکار
〃	۱۲	عمن	عین
۶۰	۱۵	علم	علم او
۶۱	۱۷	بردی	بروی
۶۲	۴	اہل	ابل
〃	۸	محاص	مخاض
〃	۱۴	گرفتہ	کوفتہ
〃	۱۵	حستہ	حقہ
۶۳	۱۰	اہل	ابل
۷۵	۱	مسلمانی	مسلمانی برہنہ
۷۷	۴	بمومات	بعمومات
〃	۱۹	روت	رویت
۷۹	۱۵	گفارہ	کفارہ
۸۰	۱	بی	ابی
〃	۷	بطیفونہ	یطیفونہ
۸۲	۴	یتی	یثی
〃	۲۰	فتاوہ	قتادہ
۸۵	۸	الك	انك

تتمہ

صواب	خطا	سطر	صفحہ		صواب	خطا	سطر	صفحہ
نمی	بمی	11	103		بقصد	تقصد	16	95
مستطیع شود	مستطیع چہ	14	〃		بتر	تر	1	96
اثنین	انیین	8	105		مرقوسا	مرقوما	8	〃
انتظار	انسطار	7	117		حلل	حل	4	97
استماع	انتماع	3	119		اتم	اثم	7	91
الكون	كون	〃	〃		بیابد	بیاید	8	〃
لامس	لامص	18	〃		الخلیفہ	انخلیفہ	14	〃
محارم	محورم	21	〃		تعبۂ	شنبۂ	13	93
ارادہ	ارادة	6	11		در تبوت عشرو حیث	در توت عشر و حیث	19	96
تشدد	تشدد	15	〃		دوام	دوار	20	〃
وبیہ	وطبیہ	21	〃		ح نیند	ح میہ	4	〃
[illegible]	ہے	1	111		ادہاب	ادباب	2	97
مجراوات	مجراقات	2	〃		اتبات	اتباث	8	〃
احوات	اجوات	3	〃		امیدر	امیہ	10	〃
الحفاظ العلی	الحعاط العلی	11	〃		آنا	آا	12	〃
شع	سع	13	〃		ووسم	وادسم	3	1
ابران	عبال	18	〃		دسلت	نسلك	15	〃
علمہ	جلیہ	〃	〃		نیز	نیر	1	103
اجماع	اسماع	19	〃		ماذول	مادول	10	〃
اہم	ہم	20	〃		بایں	اس	15	〃

صفحه	سطر	خطا	صواب
۱۱۲	۲	غبلان	غیلان
۱۱۴	۱	بدن	بزن
//	۷	یکی	یکی
//	۱۳	بوست	پوست
//	۱۶	ییکنا	بیهنا
۱۱۵	۷	آوردد	آورده
۱۱۶	۱۴	روج	زوج
۱۱۹	۱۶	بنظلیقه	بتظلیقة
//	۲۱	ین	بن
۱۲۰	۱۲	مدی	هدي
۱۲۱	۱۵	یاین	باین
۱۲۲	۷	موجونست	موجوست
۱۲۶	۱	به ینید	به بینید
۱۲۶	۱۴	دیر	دہر
۱۲۹	۱۳	بصحبت	بصحت
//	۱۷	تقرق	تفرق
//	۱۸	تجریم	بتحریم
۱۳۰	۱۰	ترد	نزد
۱۳۲	۷	قونه	قی ته
۱۳۳	۴	۱۵	ذا ۱۱
۱۳۵	۱۰	سیر	پیر
//	۱۱	عقبه	عتبه
//	۱۵	مود	نمود
//	۱۸	براد	برادر
۱۳۶	۹	وایم	ایم
//	۱	بستتر	بستر
۱۳۷	۱۱	جاه افتاده	جاه افتاده بود
۱۳۸	۱۲	محل	نخل
//	۱۵	اذکس	آوکس
۱۳۹	سه	رکیان	رکیان
//	۷	حطبه	خطبه
۱۴۲	۷	انکه در	آنکه بر
۱۴۳	۱۴	التسیة	النسیة
۱۴۶	۲	فرش	قرش
//	۱۸	فضه	فصه
۱۴۷	۳	یتاب	نتاب
۱۴۸	۱۰	درو	درد
۱۵۰	۲۰	راامر	امر
۱۵۲	۱۷	جزافیست	جزافست
۱۵۴	۱۰	مکر	بکر

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۱۵۵	۱۴	نزاغ	نزاع
۱۶۰	۶	بیست	نیست
۱۶۵	۳	او	و
۱۶۹	۱	مرازعت	مزارعت
۱۷۲	۳	آدبع	اذرع
۱۷۳	۴	الذکر	للذاکر
۱۷۶	۸	ظاہر	ظاہرش
۱۸۰	۱۶	دلیل	ودلیل
"	"	وحدیث	حدیث
۱۸۶	۴	الد	لد
۱۸۸	۲۱	میان سرش	سرش میان
۱۹۰	۱۰	بسلیخ	بسلیخ
۱۹۶	۱۴	منتفی	منتقی
"	۱۸	مرویت	مرویت
"	۲۱	اسلما	ام سلمه
۱۹۰	۱۱	لغی	بغی
۲۰۱	۱۳	معول	مغول
۲۰۳	۱۰	بروزان	برزان
۲۰۶	۱۴	سپاہ	سیاہ
۲۰۸	۲	ایلاست	ایلاست
۲۰۹	۱	القتل	بقتل
۲۱۰	۶	ظاہر	ظاہرش
۲۱۲	۱	دشمن	بدشمن
"	۱۵	ہبرید	ببرید
۲۱۴	۱۲	خیند	تبید
۲۱۵	۸	بسرقة	لسرقه
"	۱۷	اکثیر	کثیر
۲۱۶	۹	تعیری	نقیری
"	۲۰	کالزبیة	کالزبیه
۲۱۹	حاشیہ	ایں	ابن
"	حاشیہ	مستا	میثا
"	حاشیہ	الحسام	انحسام
"	حاشیہ	برارر	برادر
۲۲۲	۱۰	ومہ	ذمہ
۲۳۳	"	لاغر	لاعراز حضیاد
۲۳۴	۴	کرده	کرده اند
۲۳۸	۱	بجورد	بخورد
"	۱۳	مسائند	صائند
۲۳۹	۲۰	خ ق	حذفت
۲۴۳	۱۶	زکرة	ذکوة

صفحه	سطر	خطا	صواب
۲۴۰	۲۱	تیمیه	تسمیه
۲۴۵	۴	برہان	برہان
۲۵۱	۱۹	تعالی	تعالی ندارد
۲۵۴	〃	مصیب بلکه	مصیب نیست بلکه
۲۵۵	۵	حصور	حضور
〃	۸	الدهن	الذهن
۲۵۶	۵	از	اند
۲۵۸	۲۰	ازوی	ازدی
۲۵۹	۱۷	یطبت	بطیبت
۲۶۱	۱	قراموش	فراش
〃	۲	بگرد	بگیرد
〃	۱۶	مستقا	مستقله
۲۶۳	۷	ممنوع	لیس بممنوع
〃	۱۵	غزائر	غزائز
۲۶۴	۸	شکری	شکوه
〃	۱۰	مالیین	مالثین
〃	〃	اربین	ازبین
〃	۲۰	زجل	رجل
۲۶۵	۱۷	فنهاء	قنهار
[illegible]	۹	دوورا	دورا
۲۷۵	۹	واهم زاد	وهم نزد
۲۷۶	۱۹	عمرو	عبدالله بن عمرو
۲۸۱	۳	مجور	فجور
〃	۱۷	ابوهریره گفت	ابوهریره گوید
۲۸۳	۱۰	ضعفی ست	ضعفی هست
〃	۲۰	مسلم	مسلم عن عائشه
۲۹۶	۱۹	دورق	دورق